اردو ورچوئل ڈائجسٹ
3
امید بہار
کتابی سلسلہ
جلد 2، شمارہ مارچ 2021
خواتین کا پردہ
موسم بہار
نئی امنگیں
نئے ولولے
عورت اور معاشرے کی ستم ظریفی

اردو ورچوئل ڈائجسٹ

اداریہ

امید بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قابلِ احترام قارئین کھلتے موسم بہار کے نئے کھلتے رنگوں میں خوشبوؤں سے مہکتا اور خوشیوں کی دعاؤں سے بھرا اسلام قبول کیجیے۔۔

ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔اس پاک ذات کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے جس نے اردو ورچوئل ماہنامہ کی شکل میں ہمیں اس نعمت سے نوازا کہ ہم اپنے لکھاریوں کی قلم کی زبان بنے۔ہماری ٹیم تہہ دل سے اپنے قارئین کی شکر گذار ہے کہ انہوں نے اردو ورچوئل ماہنامہ کے فروری کے شمارے "یاران کشمیر" کو اتنا پسند کیا اور ہماری حوصلہ افزائی کی۔مارچ کا یہ شمارہ ہم "امید بہار" کے نام لائے ہیں جس میں کھلتے موسم بہار جیسی کھلتی تحاریر شامل ہیں،خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے بھی خاص تحریریں شامل ہیں۔"یوم پاکستان" 23مارچ1940وہ تاریخ ساز دن جب ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں عہد کیا گیا تھا کہ پاکستان بن کے رہے گا اور بالآخر 14اگست 1947 کو معرض وجود میں آگیا۔"امید بہار" اپنے ان عظیم رہنماؤں کے نام ہے جن کی شبانہ روز محنت سے پاکستان وجود میں آیا ۔۔ہمارا یہ شمارہ کیسالگا؟؟اپنی قیمتی آراء سے نوازیے گا۔۔

والسلام

بسمہ ملک

03114976246

UrduVirtualDigest@gmail.com

زیرنگرانی: ڈاکٹر سعدی

مدیر اعلیٰ:ڈاکٹر ایس ایس انور

مدیرہ:بسمہ ملک

چیف ایڈیٹر:ڈاکٹر سلمان

رضوان افضل
+92 316 1025128
(مضامین، جرائد، آرٹیکل انچارج)

احمد سرفراز
+92 306 8112918
(انٹرویو انچارج)

فوزیہ کنول
misskanwal242@gmail.com
(افسانہ انچارج)

اسامہ حفیظ
+92 306 8516065
(تمام اصناف شاعری حمد نعت نظم غزل)

بسمہ ملک
bushmallick@gmail.com
(شعبہ طفل انچارج)

(ایمی نور دستر خوان، حنا کے رنگ)

عائشہ جبین (انچارج اسلامی سیکشن)

(رابطے کے لیے ڈائجسٹ کے فیس بک پیج پر رابطہ کیجیے)

سلمان
+92 3081951011
(ناول انچارج)

فہرست

حمد 5
نعت 6
قرآن پاک کے متعلق کچھ معلوماتی پیغامات 7
واقعات صحابہ 11
اسلام کی نظر میں عورت 13
مسجد حضرت بل 15

افسانے

مقام انسانیت 17
برکھا 25
یتیمی 28
بے آبرو 31
وہ اک دعا سا 36

مضامین

موسم بہار 44
عورت اور معاشرے کی ستم ظریفی 46
عورت اور مادی ترقی 47
خواتین کا پردہ 48
موجودہ حکومت 49
نئی امنگیں نئے ولولے 51
بچوں کو کامیاب بنانے کے دس اصول 53
کرونا اور عوام کا ردِ عمل 57
نظام تعلیم 58
غیرت 58
خواتین کا عالمی دن 60

سلسلہ وار ناول

عورت تیرے روپ ہزار 64
دیکھ آئے حجاز (سفر نامہ) 71

مکمل ناول

زینی ہارون 74

انٹرویو سیکشن

سنہری لوگ 106
گلستان مدحت کے مہکتے پھول 114
شاعری 122
ادب پارے 132
ایمی کا دستر خوان 137

خطوط و آراء 140

سلام عقیدت 141
قارئین کے نام 142

زبیر احمد،
ڈاکٹر نزہت شاہ،
ثمین بلوچ،
راول حسین،
خرم شاہ،
عبداللہ ضریم

نیلم بھٹی،
بیا آو لکھ،
غلام نبی اسیر،
معاذ فرہاد،
احسن خلیل احسن

امید بہار

اردو ورچوئل ڈائجسٹ

مارچ 2021

اردو ورچوئل پبلشرز

اردو ورچوئل لائبریری

حمد باری تعالیٰ

اسلام عامر اسلام

خوشبوئے مصطفی ﷺ کی تو مہکار بخش دے

حسنِ کمال ﷺ کا مجھے دیدار بخش دے

امکاں جو دید کا ہو نہ گھبراؤں اس گھڑی

آنکھوں کو اے خدا تو وہ معیار بخش دے

ہر سو یہاں پہ ہوتے ہیں ظلم و ستم خدا

عادل صفت ہی کوئی تو۔ غمخوار بخش دے

دولت کی چاہ میں ہیں سبھی مست اور مگن

امت کا درد جس میں ہو دلدار بخش دے

ظالم کی ہر قدم پہ کروں میں مخالفت

بازو میں زور، دست میں تلوار بخش دے

ہر شعر پر اثر ہو نصیحت کی بات ہو

دستِ عطا سے ایسی تو گفتار بخش دے

رب تیرا ذکر کرتا ہے اسلامؔ روز و شب

چہرے پہ میرے نور کی چمکار بخش دے

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

نعت رسول مقبول ﷺ

محمد اسعد نذیر

مٹ گئے آپ کے آنے سے اندھیرے مرے مکی مدنی

آپ کے دم سے چراغاں یہ سویرے مرے مکی مدنی

اب کسی اور کو دل میں، میں بساؤں تو بساؤں کیسے!...

دل میں ہیں آپ کی یادوں کے بسیرے مرے مکی مدنی

سجتی ہے آج بھی گاؤں میں ترے ذکر کی محفل آقا

ہیں ترے ذکر سے آباد یہ ڈیرے مرے مکی مدنی

آپ کا نام لیا ٹل گئی مشکل مری آسان ہوئی

سر سے پھر دور ہوئے ابر گھنیرے مرے مکی مدنی

نعت کہتا ہوا بچپن سے بڑھاپے کو میں پہنچا آقا

پھول ہی پھول تھے ہر سمت بکھیرے مرے مکی مدنی

قرآن پاک کے متعلق کچھ معلوماتی پیغامات

انتخاب:عائشہ جبین	قسط نمبر2

1سوال۔۔ قرآن پاک کی وہ کون سی سورۃ مبارکہ ہے جس میں ایک پوری داستانِ نبی ہے؟

جواب۔۔ سورۃ یوسف

سوال۔۔2 قرآن پاک کی وہ کون سی سورۃ مبارکہ ہے جس میں میراث کی تقسیم کی تفصیلات ہیں؟

جواب۔۔ سورۃ النسا پارہ 5 آیت 11 سے 12

سوال۔۔3 قرآن پاک کی کون سی سورۃ مبارکہ میں پردے کا حکم دیا گیا ہے؟

جواب۔۔ سورۃ النور پارہ 18 آیت نمبر 58 تا 60

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

سورۃ الااحزب پارہ 22 آیت 53 55 59

سورۃ النور پارہ 18 آیت نمبر 27 سے 31

سوال۔۔4 اللہ پاک کے سوااور کوئی ی اولاد نہیں دے سکتا یہ کس سورۃ مبارکہ میں ہے ؟

جواب پارہ 25 سورۃ الشوریٰ آیت 49 تا50

سوال۔۔5 قرآن پاک کی وہ کون سی سورۃ مبارکہ ہے جس میں بتایا گیا ہے مرد عورت کو کس سے نکاح کرنا حرام ہے ؟

جواب۔۔ سواۃ النسا پارہ 5 آیت 24 تا23

سورۃ البقرہ پارہ 2 آیت 221

سوال۔۔6 وہ کون سی سورۃ مبارکہ جس میں عصر کی نماز کی حفاظت کی تاکید کی گی ہے ؟

جواب۔۔ سورۃ البقرہ آیت 238

سوال۔۔7 وہ کون سی سورۃ مبارکہ ہے جس میں تیمم کا بیان ہے۔؟

جواب۔۔ پارہ 5 سورۃ النسا آیت 43

سوال۔۔8 وہ کون سی سورۃ مبارکہ جس میں پانچ نمازوں کا ثبوت ہے ؟

جواب۔۔پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 78 تا79

سوال 9وہ کون سی سورۃ مبارکہ جس میں دکھلاوے کے لیے نماز پڑھنے والوں پر عذابِ الٰہی کا ذکر ہے ؟

جواب ۔۔پارہ 30 سورۃ الماعون آیت 4 تا6

سوال۔۔10 وہ کون سی سورۃ مبارکہ ہے جس میں چور کی سزا بتائی ی گی ہے ؟

جواب۔۔پارہ 6 سورۃ المائی دہ آیت 38

سوال۔۔11 وہ کون سورۃ مبارکہ ہے جس میں آداب سلام بتائے گے ہیں؟

جواب۔۔پارہ 5 سورۃ النسا آیت 86

سوال۔۔12 وہ کون سی سورۃ مبارکہ ہے جس میں مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھنے کا حکم ہے۔؟

جواب۔۔سورۃ البقرہ پارہ 2 آیت 238

سوال۔۔13 خلع کا ذکر کون سی سورۃ مبارکہ میں ہے ؟

جواب۔۔سورۃ البقرہ پارہ 2 آیت 229

سوال۔۔14وہ کون سی سورۃ مبارکہ جس میں آدابِ مسجد بتائے گے ہیں؟

جواب۔۔پارہ18سورۃالنور آیت 30تا37

سوال۔۔15وہ کون سی سورۃ مبارکہ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جہاد فرض ہے؟

جواب۔۔پارہ2سورۃالبقرہ آیت 216

جاری ہے

واقعات صحابہ کے قدم بہ قدم

احمد سرفراز | **قسط نمبر 3**

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

’’ یہ مت دیکھو کہ کون بات کر رہا ہے۔ بلکہ یہ دیکھو کہ کیا بات کہہ رہا ہے۔ ہر بھائی چارہ ختم ہو جاتا ہے۔ صرف وہی بھائی چارہ قائم رہتا ہے جو لالچ کے بغیر ہو۔‘‘

....

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

’’ مجھے اس آدمی پر بہت غصہ آتا ہے جو فارغ نظر آتا ہے۔ نہ وہ آخرت کے کسی عمل میں لگا ہوا ہے اور نہ دنیا کے کسی کام میں۔‘‘

....

حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا:

’’ لوگوں کا رب تو ان کا محاسبہ نہ کرے اور تم ان کا محاسبہ کرو، یہ ٹھیک نہیں۔‘‘

....

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

’’ یہ جان لو کہ علم اور بُردباری زینت ہے۔ وعدہ پورا کرنا مردانگی ہے اور جلد بازی بے وقوفی ہے۔‘‘

....

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں:

’’ جو اللہ سے ڈرے گا۔ وہ کبھی کسی پر اپنا غصہ نہیں نکالے گا یعنی کسی سے انتقام نہیں لے گا۔ بلکہ اپنا غصہ پیئے گا۔‘‘

....

حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروقؓ نے حضرت ابو موسیٰؓ کو خط میں لکھا:

’’ حکمت و دانائی عمر بڑی ہونے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ تو اللہ کی دَین ہے۔ جسے اللہ چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں اور کمینے کاموں اور گھٹیا اخلاق سے بچو۔‘‘

....

حضور ﷺ نے فرمایا:

’’ جو آدمی مال بڑھانے کی نیت سے مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو اور کم کر دیتے ہیں۔‘‘

......

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ان سے سوال کیا گیا::

"کیا اِسلام قبول کرنے سے پہلے آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نِشانیوں میں سے کوئی نِشانی بھی دیکھی تھی؟"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، نے جواب دیا:

"ہاں جاہلیت کے زمانہ میں ایک دِن میں ایک درخت کے سائے میں بیٹھا ہُوا تھا کہ اچانک اس کی شاخیں مجھ پر جُھکنے لگیں۔ یہاں تک کہ ایک شاخ جُھک کر بالکل میرے سر تک آ گئی۔ میں سر اُٹھا کر اس کی طرف (حیرانی سے) دیکھنے اور کہنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اسی وقت مجھے درخت میں سے آواز آئی یہ نبیؐ فلاں فلاں وقت میں ظاہر ہوں گے اس لیے تم

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ان کی طرف بڑھنے میں سب سے زیادہ خوش نصیب بننے کی کوشش کرنا۔"

میں نے اس سے کہا:

"مجھے واضح کر کے بتاؤ کہ وہ نبی کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟"

اس نے کہا:

"مُحمَّدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بِن ہاشم۔"

میں نے کہا:

"وہ میرے دوست اور میرے حبیب ہیں۔"

میں نے اس درخت سے عہد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہو جائیں تو مجھے خوشخبری دے دینا۔ جب للہ تعالیٰ کے حبیب صلی للہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو گئے تو اس درخت میں سے آواز آئی کہ:

"اے ابو قحافہ کے بیٹے! وہ نبیؐ مبعوث ہو گیا ہے اب کوشش کرو اور قسم ہے ربّ موسیٰ کی! اِسلام میں کوئی تم پر سبقت نہ کرے گا۔"

جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا۔ رسول اللہ صلی للہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر اِرشاد فرمایا:

"اے ابو بکرؓ! میں تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بُلاتا ہوں۔"

میں نے کہا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو حق دے کر روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔"

جاری ہے

اسلام کی نظر میں عورت

عائشہ جبین

اسلام دینِ فطرت ہے جس کی تعلیمات کے مطابق بنیادی حقوق کے لحاظ سے سب انسان برابر ہے۔ سب انسان حضرت آدم علیہ اسلام کی اولاد ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام میں جنس کی بنیاد پر عورت مرد کی کوئی ی تفریق نہیں۔ عورت وہ لفظ ہے جو انسان کی عزت وحرمت سے آگاہ کرتا ہے اور جس کے وجود سے کائی نات میں رنگ ہے۔

بقول علامہ اقبال

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

تمام مذاہب بمشمول اسلام ہر قسم کے نسوانی تشدد کی مذمت کرتے ہیں۔ اسلام نے خواتین کو حکومت, سیاست, قیادت, انتظامات اور مشاورت سمیت زندگی کے تمام شعبوں میں اہم ذمہ داریاں سونپ دیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں ہی اس کی مخلوق ہیں۔ قرآن وحدیث میں یکثر تعداد میں ایسے احکامات موجود ہیں جس سے اسلام میں عورت کے مقام, اہمیت اوراس کے حقوق کا تعین ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

(ترجمہ) "لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخصدے پیدا کیا یعنی اؤل اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد وعورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیے۔" (سورۃ النسا, آیت نمبر: 1)

عرب معاشرے میں اسلام کی آمد سے پہلے دورِ جاہلیت میں لڑکی پیدا ہونے پر اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے لڑکی کو رحمت بنایا اور گھر کا سکون بنایا۔ اسلام کا سورج طلوع ہوا تو عورت کو ظلم کے ان اندھیروں سے نجات ملی۔ اسلام نے عورت کو ذلت سے چھٹکارا دلا کر عزت وحرمت سے نوازا۔ عورت کو زندہ دفنانے کی جاہلانہ رسم ختم ہوئی ی۔ اسلام نے ہی عورتوں کو

مردوں کے مساوی حقوق دیے اور عورت کی حیثیت مستحکم کی۔ اسلام نے عورت کو مساوی حقوق, عزت کا تحفظ, وراثت میں حصہ, حق مہر, خلع کا حق, تعلیم و تربیت کا حق, علیحدگی کی صورت میں اولاد رکھنے کا حق, رائے دہی کا حق, مشاورت کا حق عطا کیا۔ماں بہن بیٹی بیوی کی شکل میں اسلام نے ہر رشتے سے عورت کا ترکے میں حصہ رکھا ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیات اس بات کی ترجمانی کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مردوں اور عورتوں کا رتبہ بحیثیت انسان برابر ہے۔

ترجمہ

"میں کسی عمل کرنے والے کو مرد یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔"

)سورۃ ال عمران, آیت نمبر:195(

اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے عورت کو نہ صرف باوقار بنایا بلکہ اسے چادر اور چار دیواری کی صورتمیں تحفظ بھی عطا کیا۔

خود دوجہاں کے محبوب حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"جس نے دو لڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور جنت میں اس طرح داخل ہوں گے, جس طرح میری یہ دو انگلیاں آپس میں قریب ہیں۔"

)سنن الترمذی, کتاب: نیکی اور صلہ رحمی, حدیث نمبر:1913(

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو

دوسری جگہ فرمایا:

"تم کسی پاس تین لڑکیاں یا تین بہین ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو جنت میں ضرو داخل ہو گا۔"

(سنن الترمذی, کتاب: نیکی اور صلہ رحمی, حدیث نمبر:1911)

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

مسجد حضرت بل

بسمہ ملک

مسجد حضرت بل بھارت کے زیر انتظام ریاست جموں کشمیر کی دارالحکومت سری نگر میں واقع ایک مشہور مسجد اور درگاہ ہے اس مسجد کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک (بال مبارک) محفوظ ہیں جنہیں لوگ خاص مواقع پر زیارت کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں

یہ کشمیر کا سب سے مقدس مانا جانے والا قابلِ احترام مقام ھے اس درگاہ کے نام کا مطلب دو الفاظ سے مل کر بنا ہے یعنی "حضرت" اردو میں محترم کو کہتے ہیں اور "بل "کاشر، کشمیری زبان میں مقام یا جگہ کو کہتے ہیں اس کا مطلب ہوا قابلِ احترام مقام۔۔۔۔

یہ درگاہ ڈل جھیل کے بائیں کنارے پہ واقع ہے۔۔ مسجد بل کی لمبائی 105 میٹر (344فٹ)، چوڑائی 2.5 میٹر (82فٹ)اس کا ایک مینار اور ایک گنبد ہے۔۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

پیرزادی وحید سلطان کے قلم سے

ہر ہفتہ رات آٹھ بجے ، اردو ورچوئل لائبریری میں

پیری مریدی کی زنجیروں میں جھکڑے ایک غلام کی داستان عشق مزاجی سے عشق حقیقی تک کا سفر۔ایک ایسی لڑکی کی داستان جو اپنی پرانی محبت کو ایسے شخص میں تلاش کرتی ہے جو عمر میں اس سے تیس سال بڑا تھا۔

تلاش بہار قرۃ العین قیصرانی کے قلم سے

ہر پیر رات آٹھ بجے، اردو ورچوئل لائبریری میں

ایک ایسی لڑکی کی کہانی جسے اپنی دوست کی قاتل مان کر ونی کر دیا گیا۔ ایک ایسی لڑکی کی کہانی کہ نئ بہار اور نئ کھوج اس کی جان لے لیتی ہے۔

اگر آپ بھی اپنی تحریریں ہماری ویب سائٹ پر شائع کرانا چاہتے ہیں تو درج ذیل پر رابطہ کیجیے
UrduVirtualLibraryPK@gmail.com
03011497624‪5

افسانے

مقام انسانیت

تحریر: بابر الیاس

ایک شام علی گھر داخل ہوا اور جا کر اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر رونے لگا, علی گھر میں بڑا تھا اس سے چھوٹے دو یعنی ایک بہن اور ایک بھائی تھا,

علی کو روتا دیکھ کر گویا گھر میں قیامت ٹوٹ گئی,

علی کو خلاف معمول آج کیا ہوا یہ تو بڑا ہنس مکھ, خوش اخلاق, نرم کلام, درد دل رکھنے والا جوان تھا,

علی کی ماں اسکے باپ کی طرف دیکھتی ہے اور بیٹے کے سر پر پیار کرتے ہوئے, روتے ہوئے بیٹے کو دلاسہ دیتی ہے اور پوچھتی ہے کہ میرے بہادر لال کو کیا ہوا, کس نے کیا کہا ہے, تم کیوں روتے ہو؟

علی کا باپ پاس آ کر پیار کرتے ہوئے پوچھتا ہے کہ بیٹا کیا ہوا ہے, کچھ بتاو یا ہمیں پریشان کرتے رہو گے؟

علی ماں کی گود میں لیٹے ہوئے باپ کی جانب دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ابا جان آج آپکے علی کو کچھ ہو گیا ہے,

ابا جان تیرے علی کو زندگی کے مقصد کی سمجھ آ گئی ہے, ماں جی آج تیرا علی لگتا ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جائے گا,

چھوٹی بہن علی کی بات سن دوڑتی ہوئی بھائی کے پاس آتی ہے اور کہتی ہے کہ ویر جی ایسا نہیں کہتے,

علی ایک لمبا سانس لیتا ہے, آنسو صاف کرتا ہوا ماں کی گود سے سر اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ ماں جی آج جب میں گھر واپس آ رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نہر کے کنارے ایک بزرگ کہہ رہا تھا کہ زندگی فانی ہے, یہ مہلت عارضی ہے, ابدی سفر کی تیاری کر لو, زندگی کے مقصد کو سمجھ لو, زندگی اللہ کی امانت ہے جو واپس کرنی ہو گی,

میں اسکی آواز سن کر رک گیا,

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

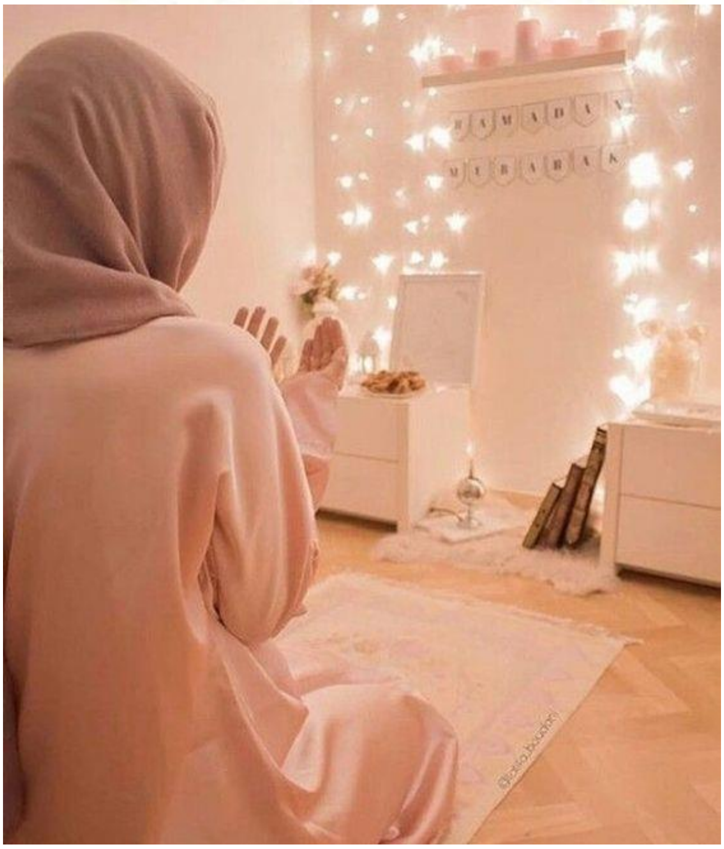

اباجان میں نے ان سے پوچھا باباجی کیا ہے زندگی, کیا ہے اسکا مقصد میں جاننا چاہتا ہوں ,

اباجان اس نے مجھے پاس بلایا,پیار سے تپکی دی اور کہنے لگا,

پتر جی سکون انسان کی بہت بڑی ضرورت ہے جس کی تلاش میں انسان شب و روز ہلکان ہوئے پھرتے ہیں لیکن وہ موجود پیہم رب کی یاد میں ہے,

لیکن انسان بھول جاتا ہے کہ اسے موت بھی اچھی لگنی چاہیے اس لئے کہ موت بھی تو وہی دے گا, جس نے زندگی دی تھی، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک اچھا تحفہ دینے کے بعد کوئی دوسرا تحفہ برا دے"

پتر جی جب انسان قرآن کا علم حاصل کرتا ہے تو پھر اس کے اندر سے حسد، بغض، کینہ اور نفرت جیسی چیزیں نکل کر محبت، پیار اور دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے, پھر وہ ذاتی مفادات سے ہٹ کر بھی لوگوں کیلئے حلیم بن جاتا ہے__

پتر جی اللہ قران کریم میں فرماتا ہے کہ

زمانے کی قسم، انسان در حقیقت بڑے گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اِیمان لائیں، اور نیک عمل کریں، اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔(سورۃ العصر)

علی روتے ہوئے دوبارہ ماں کی گود میں سر رکھتا ہے,

ماں جی پھر باباجی کہنے لگے کچھ لوگوں کے حالات ان کی گہرائیوں میں دفن ہوتے ہیں اگر ان کو نہیں جانتے تو اچھی سوچ کے ساتھ ان کا احترام کیا کرو,

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

پتر جی جن رشتوں سے ہم کو پیار، ہمدردی اور توجہ چاہیے ہوتی ہے، بدلے میں جب ان سے طنز اور نفرت ملے تو انسان انجانے میں اچھے برے کا فرق بھول کر ہر اس انسان سے تعلق بنالیتا ہے جو توجہ اور پیار دے اس لیے پتر جی اللہ کی مخلوق کا احترام کیا کرو,

علی یہاں ایک پل کے لیے خاموش ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اباجی وہ اللہ والا میرا نام تک جانتا تھا,ماں جی پھر اس نے کہا پتر علی مرنے والے انسان کو نہیں معلوم کہ آپ نے اس کے لئے کتنے آنسو بہائے لیکن زندہ انسان کو مرتے دم تک یاد رہے گا کہ آپ کی وجہ سے اس نے کتنے آنسو بہائے، جو رشتے آپ کے پاس ہیں ان کی قدر کیجئے انہیں احساس دلائیں کہ وہ آپ کے لئے کتنے اہم ہیں اور آپ کو ان کی کتنی ضرورت ہے ان سے کتنی محبت ہے,

علی پتر دنیا پیار سے قائم ہے اور پیار اندھا ہوتا ہے,

پتر علی بعض اوقات ہم ایک ہی وقت میں کسی کیلیئے بہت اچھے اور کسی کے لئے بہت برے ہوتے ہیں کیوں کہ یہ زندگی ہے لیکن پتر جی آپ کبھی بھی کسی کی نظروں میں بہت اچھے نہیں ہو سکتے بعض اوقات ہمیں اچھا بننے کی کوششیں دوسروں کی نظر میں بُرا بنا دیتی ہے,لوگوں کی پرواہ کیئے بغیر خود مثبت رہتے ہوئے زندگی بسر کرو وقت بہت کم ہے,

اباجی وہ کہتے ہیں کہ پتر جی اللہ کی تلاش کے لیے اسکی مخلوق سے علیحدگی کی صورت میں انکے رازوں کو دفن کرنا اصول بناؤ,کسی تعلق کو بچانے کے لئے سود لیلیں دینے سے بہتر ہے کہ دل پہ پتھر رکھ کے جانے والے کو خوشی خوشی رخصت کر دیا جائے !!...

علی بات کرتے ہوئے پھر زور زور سے روتا ہے, علی کی والدہ پیار کرتی ہے, حوصلہ دیتی ہے اور ایک عجب سی کیفیت محسوس کرتی ہے لیکن اپنے آنسو اپنے پتر علی کے رخساروں پر گرنے نہیں دیتی,

علی حوصلہ کرتے ہوئے باباجی کی بات کو جاری رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اباجان باباجی کہتے ہیں

علی تم کچھ دنوں سے بے چین ہو کیوں؟

اکثر خاموش بیٹھتے ہو,کیوں؟

علی کہتا ہے اماں جان,

یہ سچ ہے کہ تنہا,اکیلے. ناجانے کن سوچوں نے میرے ذہن کے ساتھ ساتھ میرے پورے وجود پر قبضہ کر لیا تھا.

میں پریشان تھا کہ آخر یہ کیا ہے.

ابا جان میں بہت ہنس مکھ اور باتونی تھا. اچانک خاموش رہنے کو دل کرتا ہے. علی کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے. وہ اپنے چھوٹے بھائی, چھوٹی بہن سے کہہ رہا تھا کہ تم لوگ ابھی سفر زندگی سے نا آشنا ہو, تم لوگ سمجھتے ہو کہ یہ مادی چیزیں مکان, گاڑی, روپیہ پیسہ, فون, کمپیوٹر, اے سی, فریج, بنک بیلنس, ظاہری ترقی, وغیرہ ہی اصل زندگی اور خوشی ہیں,

لیکن ماں جب یہ زندگی کے مقصد سے آشنا ہو جائیں گے تو پھر جانیں گے کہ ماں باپ, بہن بھائی, رشتے ناتے کیا ہوتے ہیں.

آج دیکھ لو کہ تم دونوں سے بڑا یہ جو تمہارا بھائی ہے نا یہ سفر زندگی سے باخبر ہو چکا ہے, مقصد زندگی سے آشنا ہو چکا ہے. تم دونوں ابھی نا آشنا ہو اور انسانوں سے محبت کی نہ صلاحیت رکھتے ہو اور نہ اظہار کر سکتے ہو,

لیکن ابا جان آپکا بڑا بیٹا علی جو ماں کی گود میں لیٹا ہے.

محبت انسان سے آشنا ہو چکا ہے.

بابا جی کہتے ہیں بچہ سب سے پہلے جس جذبے سے روشناس ہوتا ہے, وہ محبت ہی ہے. وہ محبت کو محسوس کرتا ہے, مسکرا کر محبت کا اظہار کرتا ہے. بچہ معصوم ہوتا ہے, اس کی محبت سچی ہوتی ہے. اس کی محبت میں ایک وارفتگی ہوتی ہے.

لیکن نہ جانے ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جیسے جیسے ہم بڑے ہوتے جاتے ہیں, ہم محبت کے جذبے سے نا آشنا ہو جاتے ہیں. ہم شاید دنیا اور اس مادی اشیاء اور اس کی خواہشوں میں اس قدر الجھتے چلے جاتے ہیں کہ پھر کبھی سلجھ ہی نہیں پاتے یا پھر یوں کہہ لیتے کہ اس دنیا کی بھول بھلیوں میں محبت کی راہوں سے کہیں دور نکل جاتے ہیں اور اس دوری کی وجہ سے ہمارے جذبات خود غرضی, لالچ, مفاد پرستی, انا پرستی کے سرد خانوں میں پہنچ کر منجمد ہو جاتے ہیں.

اماں جان بابا جی کہتے ہیں کہ زندگی سدا ایک سی نہیں رہتی یہ بدلتی رہتی ہے, اس کا بدلنا ہی اس کا حسن ہے اگر زندگی میں تبدیلی رونما نہ ہو تو انسان زندگی جیسی نعمت کو زحمت سمجھے.

خالق نے ہمیں زندگی دی ہے, مالک نے ہماری دلچسپی اور جینے کی خواہش کو برقرار رکھنے کے لیے زندگی کو ہزارہا تغیرات عطا کیے ہیں. اسی لیے تو انسان ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہے, کبھی مرنا نہیں چاہتا. وہ نہ تو بیمار ہونا چاہتا ہے, نہ ہی بوڑھا ہونا چاہتا ہے. خواہش کی تکمیل میں مقصد زندگی کو بھول جاتا ہے,

علی روتے ہوئے کہتا ہے کہ اباجی وہ مٹی سے کھیلنے والے باباجی کہتے ہیں کہ علی پتر انسان کی اس نادانی پر قدرت مسکراتی ہے اور کہتی ہے ارے نادان,

اے غافل انسان! اے جلد باز انسان,

اے خواہش کے سمندر میں غرق انسان,

اے لالچ ؤمفاد کے تختہ پر حکمرانی کرنے والے انسان, کیا تو نہیں جانتا جسکو زندگی ملتی ہے اسے موت کا ذائقہ بھی چکھنا ہے, جو بنتا ہے وہ ٹوٹتا بھی ہے, جو پھول کھلتے ہیں وہ مرجھاتے ہیں, جن باغوں میں بہار آتی ہے وہاں خزاں بھی ڈیرہ ڈالتی ہے.

اس لیے میرے بچے ان سب باتوں پہ غور کرو, سوچو, سمجھو, اپنے جسم کے ساتھ اپنے دل کو بھی زندہ رکھو, اپنی روح کو منور رکھو. دل ہمیشہ رشتوں, جذبوں کے احساس سے زندہ رہتا ہے. رشتوں, احساس, ایثار کے جذبوں کی زندگی محبت انسان اور صرف محبت انسان سے ہے.

علی ماں کی گود میں روتے ہوئے کہتا ہے کہ اماں جان, اباجان وہ بابا کہتے ہیں علی پتر یاد رکھنا,

ماں باپ بچے کو کمزور اور بے بس بچے خود پالتے ہیں, پرورش, نگہداشت ؤحفاظت کرتے ہیں. خدانخواستہ اگر بچہ بیمار ہو سب چھوڑ چھاڑ کر, بھول بھال کر اس کے علاج معالجہ کرواتے ہیں, صحت و تندرستی کے لیے دواؤدعا دونوں کرتے ہیں. اپنا کھانا پینا, اوڑھنا بچھونا سب کچھ بھول جاتے ہیں. بس ایک ہی غرض ؤعرض, ایک ہی دعاؤمدعا کہ ان کا بچہ اللہ کے کرم وفضل سے صحتیاب ہو جائے. بچے کی بیماری دور ہو جائے. یہاں تک کہ وہ دعا کرتے ہیں کہ ان کے بچے کی بیماری ان کو لگ جائے اور ان کی عمر ان کے بچے کو لگ جائے.

وقت کی رفتار, برف کے پانی ہوتی حالت جیسی بدلنے والی زندگی پھر بدلتی ہے, بچے جوان ہو جاتے ہیں. با اختیار ہو جاتے ہیں اور ماں باپ بوڑھے, کمزور ہو جاتے ہیں. بچوں کے پاس کرنے کو بہت سے کام لیکن ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ اپنے

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

بوڑھے ماں باپ کے پاس بیٹھیں, باتیں کریں ان کی دلچسپی کا کچھ سامان کریں. ان دونوں میں سے کوئی بیمار ہو تو ان کا بھرپور علاج کروائیں, تیمارداری کریں, دعالیں, ان کی صحتیابی کے لیے پوری توجہ سے, تڑپ سے دعائیں کریں جیسے تڑپ کر ان کے ماں باپ نے کبھی کی تھیں.

باباجی باتیں کرتے کرتے کچھ دیر رکا, آنسو صاف کیے اور بولا ہاں مگر کچھ ایسے بھی خوش نصیب, ہوتے ہیں جو بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں, خیال رکھتے ہیں. انھیں اپنے ساتھ رکھتے ہیں. ان سے محبت کرتے ہیں جیسے کہ بچپن میں والدین نے ان سے کی تھی. سب اختیار رکھتے ہوئے اپنے ماں باپ کے سامنے جھکے رہتے ہیں اور والدین کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ ہم آپ کے بچے ہیں. آپ کے خدمت گذار ہیں.

ہاں ایسا بھی ہوتا ہے مگر صرف اور صرف احساس انسانیت میں, مقصد زندگی میں, محبت انسانیت کے باعث دلوں میں محبت کا جذبہ بیدار رہتا ہے.

ان کو اپنوں سے پیار اور ان کا دل اپنوں کے لیے بے قرار رہتا ہے.

اباجان باباجی یہ کہتے ہوئے چلے گ ئے لیکن میرے اندر ایک طوفان برپا کر گ ئے, مجھے خود پر کنڑول ہی نہیں ہے تب سے,

اماں جان میں کمزور ہوں مجھے معاف کر دینا ہو سکتا ہے میں آپکے حقوق ادا نہیں کر سکا, علی کی اماں اور اباجان علی کو پیار کرتے ہوئے, آنسو صاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ علی بیٹا والدین اسی واسطے اپنی اولاد کو سمجھانے کی کوشش میں رہتے ہیں کہ ہمارے بچوں اپنے اندر نرمی رکھو, سخت زمینوں میں فصلیں نہیں اگتیں, سخت دلوں میں محبت کے پھول نہیں کھلتے. اپنے دل کو ہمیشہ ملنساری کے پانی سے سیراب رکھو, پھل جھکے ہوئے درخت پر ہی لگتا ہے, پھر دیکھو زندگی کتنی حسین اور آسان ہو جائے گی.

یہ ساری باتیں کرتے والدین کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے, لیکن علی کی آنکھوں کے آنسو خشک ہو گئے تھے. اس کی طبیعت بھی پہلے سے بہت پر سکون نظر آرہی تھی. اسے شاید یقین ہو گیا تھا کہ اس نے باباجی کی طرف سے ملنے والے جذبوں کی امانت کو بحفاظت ان کے حقیقی وارثوں تک پہنچا دیا ہے,

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

فانی زندگی میں والدین کی آخری باتیں سنتے ہوئے زندگی کا مقصد پورا ہوا, سبق زندگی تکمیل ہو چکا,گھر کا لاڈلہ چھوٹوں کو پیغام زندگی, پیغام انسانیت دے چکا, مقصد انسانیت سمجھا چکا, علی اطمینان کی نیند سو گیا,پر سکون آفاقی نیند کہ جو ماں کی آغوش میں آچکی تھی,روح خالق کائنات سے جا ملی لیکن جاتے ہوئے مقصد زندگی اور مقام انسانیت سمجھا گیا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

برکھا

تحریر۔۔۔عامر سہیل

وہ بوجھل قدموں کے ساتھ اپنے گھر کی سمت رواں دواں تھا، کیونکہ اس کے ہاتھ آج کوئی شکار نہیں لگا تھا، اور اس کے پاس کچھ پینے کو نہ تھا، نہ سگریٹ، نہ چرس اور نہ کوئی اور نشہ۔۔۔

وہ سرے کا نشئی اور بھنگی تھا، ساتھ میں کام چور بھی کمال تھا، ہر رات سڑک پہ کھڑے ہو کر کسی نہ کسی راہگیر کو ٹھگی لگاتا اور پھر اس سے منشیات خرید کر اپنا نشہ پورا کرتا تھا، اس کے ابو کہتے کہ بیٹا کلیم گھر میں سویا کر، میں ڈیرے پہ سو جایا کروں گا تو اس کا جواب ہوتا کہ ابا جان، ڈیرے پہ سونے کی اب میری عمر ہے، میں جانوروں کی دیکھ بھال بھی کروں گا اور ساتھ ہی ادھر ٹیوب ویل اور دوسرے زرعی آلات کی نگہداشت بھی تو میں نے کرنی ہے، فصلوں کو پانی بھی دینا ہوتا ہے اور یوں وہاں میں نماز بھی پابندی سے ادا کرتا ہوں، ابا جان یہاں گھر میں سوتے ہوئے مجھے گھٹن اور تنگی سی ہوتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ جیسے مقید ہوں، وہاں کھلی فضا میں سونے کا اپنا ہی مزا ہے۔۔۔۔۔

ایک دن وریام محمد کا ہمسایہ صبح سویرے وریام کے گھر آیا اور اس سے استفسار کیا کہ آپ کا بیٹا آج کل کہاں ہوتا ہے، رات یا دن کو کسی بھی وقت نظر نہیں آتا، اسے کس جگہ چھپا دیا ہے؟ وریام نے کہا کہ جناب وہ بڑا ذمے دار بچہ ہے اور بلا کا سیدھا اور نیک ہے، وہاں جانوروں اور فصلوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ نماز کی پابندی بھی باقاعدگی سے کر پاتا ہے، ہمسایہ وریام محمد کو تعجب سے تکتا رہا، پھر بولا کہ یار اصل میں، میں آیا ہی کلیم کے سلسلے میں تھا، آپ کے کھیت کے ساتھ ہی میرے کھیت ہیں اور میں بھی روز وہی سوتا ہوں، آپ کا بیٹا ایک بھی نماز ادا نہیں کرتا اور ساتھ ہی ساتھ اکثر رات کو کوئی نہ کوئی عورت اپنے ساتھ لاتا ہے اور پھر صبح منہ

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

اندھیرے اسے اپنی موٹر سائیکل پہ بٹھا کر کہیں چھوڑ آتا ہے، مجھے تو یہ نشے کا بھی رسیا لگتا ہے اور بلا کا کام چور بھی، اس پہ نظر رکھ کہیں کچھ غلط نہ کر دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

وریام تو ہمسائے کی باتیں سن کر جیسے آگ بگولا ہو گیا اور اسے صلواتیں سنانا شروع کر دیں، ہمسایہ اس کے ایسے طرزِ عمل سے بڑا پریشان اور آزردہ ہوا اور دکھ کی کیفیات لیے یہ کہتے ہوئے چل دیا کہ وریام خدارا اپنے بیٹے پہ نظر رکھ یہ نا ہو کہ وقت کے تھپیڑے اسے بہت آگے لے جائیں، وریام بولا کہ جا جا۔۔ جا کے اپنے گھر کو دیکھ، میرا بیٹا اتنا نیک اور پرہیز گار ہے، تُو اس پہ تہمت لگانے آ گیا، تیرے بیٹے نے جب سے کریم بخش کی بیٹی کو بھگا کر نکاح کیا ہے تب سے تُو باؤلا ہو گیا ہے اور دوسروں سے اس بات کا بدلہ ان کی اولادوں پر اس طرح کے بہتان لگا کر لے رہا ہے، اس طرح کرتے ہیں ہمسائے جیسے تو کر رہا ہے؟ میں نے تو نہیں کہا تھا کہ تیرا بیٹا ایسے کرے؟؟ مگر اس کا انتقام اب مجھ سے تو نا لے۔۔ ہمسائے کو بڑا رنج اور تعجب ہوا کہ کیسا انسان ہے میں نے تو اس کے بھلے کی بات کی مگر اس نے تماشا کھڑا کر دیا، وہ چپکے سے چلتا بنا۔۔۔۔۔

ایک رات خوب برکھا کی رات تھی اور برسات اپنے جوبن پہ تھی، تیز اور ٹھنڈی ہواؤں نے ہر انسان کو گہری نیند کی وادی میں سلا دیا، برکھا کے اس موسم میں اچانک ایک دم سے کتوں کے بھونکنے کی آواز آئی، جس سے وریام محمد کی آنکھ کھل گئی اور اسے طرح طرح کے وسوسوں نے آلیا، وہ سوچنے لگا کہ آج کچھ گڑبڑ ہے، پھر اس نے سنا کہ کتے بھونکتے ہوئے اس کے ڈیرے کی طرف گئے اور وہیں جا کر رک گئے، اس نے سوچا کہ کہیں کوئی چور جانوروں کا صفایا نہ کر جائے، شال لی اور ڈیرے کی جانب چل پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈیرے پر پہنچتے ہی اسے دو تین نسوانی آوازیں سنائی دیں اور ساتھ ہی چار پانچ مردانہ آوازیں بھی جن میں کلیم کی آواز بھی شامل تھی، اسے فوری ہمسائے کی بات یاد آئی جو اس نے کلیم کی بابت کہی تھی۔۔۔۔۔

جب وہ ڈیرے کے پاس پہنچا تو دیوار سے کان لگا کر ان لوگوں کی باتیں سننے لگا، وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ آج برکھا کی رات ہے اور تمام لوگ سوئے ہوئے ہیں، کیوں نا آج کوئی بڑا ہاتھ ماریں اور کئی مہینوں کا نشہ اکٹھا کر لیں اور پھر ہر رات کی طرح یہاں موج کریں گے، کلیم کا ابا کون سا ادھر آئے گا، اسے تو اپنے نیک سیرت بیٹے پر اندھا اعتماد ہے اور یہ اعتماد اسے ڈبوئے یا پار اتارے ہمیں کیا؟؟؟

وریام محمد کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا مگر اس کی بدقسمتی کہ وہ جو کچھ سن رہا تھا وہ سچ تھا اور جس کا گواہ بھی وہ خود تھا، وہ روتے روتے دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

ایک دم سے کلیم کی آواز بلند ہوئی اور اس نے کہا کہ یار، بڑا ہاتھ مارنے کیلیئے دور کیوں جائیں، یہ میرا ہمسایہ ہے نار حیم بخش اس کے کتنے جانور ہیں اور ساتھ ہی کافی کپاس بھی ہے تو کچھ کپاس اٹھاتے ہیں اور جانور کھولتے ہیں، گاڑی اسی ڈیرے پر کھڑی کر دیں گے، اور یوں میرے ابو کی نیک نامی کی بابت کسی کو ہمارے اوپر شک بھی نہیں گزرے گا۔۔

سب کو کلیم کی یہ تجویز بڑی پسند آئی، وریام محمد کا یہ سننا تھا کہ دوڑ کر اندر گیا اور اپنے بیٹے سمیت سب جو لعن طعن شروع کر دی، اور اپنی تربیت بھی گنوائی اور ساتھ میں اس کام سے رک جانے کا مشورہ دیا ورنہ پولیس کو بلانے کی دھمکی دی، بس یہ کہنا تھا کہ کلیم نے ریوالور نکالا اور اس کے بٹ اپنے باپ کے سر پہ دے مارے اور یوں باپ کو زخمی اور بے ہوشی کی حالت میں چھوڑ کر ساتھیوں سمیت اپنے گورکھ دھندے کی تکمیل میں نکل پڑا۔۔۔۔۔۔۔

صبح جب وریام محمد کو ہوش آیا تو اس نے اپنے سامنے اپنے ہمسائے اور پولیس کو پایا۔۔ ہمسائے نے فوراً کہا کہ اسے سب معلوم ہے میری کپاس کیسے چوری ہوئی اور میرے جانور کدھر ہیں کیونکہ گزشتہ پانچ دن سے اس کی بیوی اور بیٹا غائب ہیں کیوں وریام محمد کدھر ہے تیرا بیٹا؟؟؟

اس کی زبان سے نیم بے ہوشی کے عالم میں فقط اتنے الفاظ آئے کہ برکھا کی رات تھی۔۔۔ وہ برکھا کی رات تھی۔۔۔ پھر روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔۔۔ اور پھر ایک دم ساکت ہو گیا۔۔ تھانیدار نے آگے ہو کر دیکھا تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔۔۔

آؤ ڈیزائنگ سیکھیں

ڈیزائنگ کورس

03081951011

اردو ورچوئل لائبریری پیش کرتی ہے ایڈٹنگ و ڈیزائننگ کورس جس میں فوٹو شاپ پکسل لیب پکس آرٹ اور دیگر ایڈٹنگ سافٹ ویئر میں آپ کو پوسٹر ڈیزائن کرنا، پکچر ایڈٹ کرنا، ناول کی ایڈٹس بنانا تک سکھایا جائے گا

فیسبک ویڈیو لیکچرز

فیس 100 روپے

آخری تاریخ 20 فروری

سرٹیفیکیٹ بنانا سیکھیں

پوسٹر بنانا سیکھیں

بلینڈنگ مرجنگ

پکچر ایڈٹ کرنا سیکھیں

بک کور بنانا سیکھیں

فوٹو شاپ

گرافکس بنانا سیکھیں

اس پروجیکٹ کی فیس صرف 100 روپے ہے۔ جو لوگ فیس ادا کریں گے ان کو فیس بک گروپ میں ویڈیو لیکچر کی شکل میں کلاسز دی جائیں گی۔ رجسٹریشن فیس جمع کرانے کی آخری تاریخ 20 فروری ہے۔ فیس جمع کرانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے

03081951011

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

یتیمی

تحریر: سدرہ محسن .

بھائی آپ سے ایک بات پوچھوں؟ہاں پوچھو میرے چھوٹے بھائی حارث نے مبین کو بہت پیار سے اپنے پاس بٹھایا اور سوال پوچھا

بھائی جب ماں بابا پیار سے گالوں کو سہلاتے ہیں ماتھے پر پیار کرتے ہیں تو کیسا محسوس ہوتا ہوگا؟

اس سوال کے پوچھتے پیارے مبین کے معصوم چہرے پر نادان مسکراہٹ آنکھوں میں جواب کی طلب بے چینی کے ساتھ اور حسرت سے آنکھ نم تھی یوں نم آنکھیں دیکھ کر حارث کے دل کی دھڑکن کی رفتار تیز ہوگئی اور اپنی آنکھوں میں موجود سیلاب کو تھامے رکھنے کے لیے اس نے گہری سانس لی اور جواب دیا میرے پیارے چھوٹے بھائی مبین کیا تم جانتے ہو جب اماں ابا

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو کیا ہوا تھا؟ نہیں بھائی جان میں تو بہت چھوٹا تھا دیکھیں ابھی بھی ہاتھ کتنے چھوٹے ہیں اگر بڑا ہوتا تو روک ہی لیتا اس بار ایک آنسو چھلک گیا اور انہی ننھے ہاتھوں سے اس نے اپنے آنسو کو صاف کیا مبین اماں نے میرا ہاتھ تھام کر کہا تھا کہ دیکھو حارث بیٹا ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلایا ہے ہمیں تو جانا ہے کیونکہ وہ ذات سب سے بہتر جانتی ہے اور تم جانتے ہو کہ تم میرے بہادر بیٹے ہو اتنے بہادر کہ اپنے چھوٹے بھائی مبین کے لیے اس کے اماں ابا بن جاؤ گے اس کا خیال اسی طرح رکھو گے جیسے ہم تمہارا اور مبین کا رکھتے ہیں.... تم جانتے ہو ناں میرے بیٹا کہ وہ چھوٹا ہے اور اس کی پیاری شرارتوں اور پیاری سی صورت کو اس کے بڑے بھائی کی نگہداشت کی ضرورت ہے اور جب بھی وہ افسردہ ہو تو اسے بتانا کہ ہم اسے دیکھ رہے ہیں اس کی مسکراہٹ پر مسکرا رہے ہیں اور اس کے آنسو پر رو رہے ہیں تو وہ کبھی اداس نہ ہو یہ وہ کہانی ہے جو حارث ہمیشہ مبین کو دکھ کی گہری کھائی سے نکالنے کے لئے سنایا کرتا تھا حقیقت میں تو حارث خود بھی اپنے والدین کو آخری بار نہ دیکھ پایا تھا کیونکہ ان کے والدین کا انتقال ایک ٹریفک حادثے میں ہوا تھا لیکن ہمیشہ کہ طرح حارث نے مبین کو بہلایا اور وہ مطمئین ہو گیا...

اچھا ٹھیک ہے بھائی میں نہیں رووں گا لیکن ایک بات تو بتاؤ بھائی اللہ تعالیٰ نے ہمارے ماں بابا کو اپنے پاس کیوں بلا لیا دیکھیں نہ ہم کتنے چھوٹے ہیں ابھی ہمارا ابھی تو دل چاہتا ہے کہ ماں کے ہاتھ کا کھانا فرمائش کر کے بنوائیں کہ ماں آج یہ کھانا ہے آج یہ سبزی نہیں یا ایسے کہیں کہ بھوک اور لگی ہے تھوڑی روٹی اور دے دیں ماں تو روٹی بھی دیتی اور یہ بھی نہیں کہتی کہ موٹے ہو رہے ہو اور نہیں ملے گی جیسے پھوپھو کہتی ہیں کہ بس ایک کھاؤ تمہیں اور آتا ہی کیا ہے کھانا اور کھیلنا ایک ایک روٹی بہت ہے اور وہ اپنے بچوں کو زبردستی دو روٹی دیتی ہیں....

مبین نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو مروڑتے ہوئے زمین کی طرف نظر جھکاتے ہوئے کہا... اوہو مبین ایسا نہیں سوچتے تمہیں اور روٹی دیتا ہوں ناں؟ حارث نے مبین کو سمجھانے کے انداز میں کہا لیکن بھائی وہ تو آپ اپنی آدھی روٹی دیتے ہیں خود بھی تو خالی پیٹ رہتے ہیں نہیں میری جان مجھے بس اتنی ہی بھوک لگ رہی ہوتی ہے اور تم تو بڑے ہو رہے ہو تمہیں تو ابھی ضرورت ہے پیٹ بھر کر کھانے کی تاکہ اچھے سے پڑھ سکو. بھائی کتنا اچھا ہوتا کہ ہمارے پاس بابا ہوتے ہیں ناں؟ وہ ہمارے ساتھ کھیلتے ہم ان سے فرمائش کرتے کھلونوں کی باہر جانے کی وہ ہمیں اچھے سکول میں بھی پڑھاتے اور تب شاید سب ہم سے پیار سے بات بھی کرتے ہماری ہر بات سب کو ناگوار نہ گزرتی اور سب ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ نہ کرتے.... اس وقت مبین کی آنکھیں اشکبار تھیں کیونکہ اس کے پھوپھا اپنے بچوں کے ساتھ کھیلتے اور جونہی مبین ان کے قریب کھیلنے کی نیت سے جاتا تو اس کو جھڑک کر بیٹھا دیتے...

حارث نے بہت پیار سے مبین کے رخسار پر بوسہ دیا اور کہا کہ تمھیں کبھی کسی کی ضرورت ہے تمہارے پاس تو میں ہوں تمہارا بھائی دوست سب لیکن بھائی آپ کہاں ہوتے ہو ہر وقت آپ کو تو گاڑی والی دکان پر جانا ہوتا ہے تا کہ پیسے ملیں اور آپ میری سکول کی فیس دے سکیں او ہو تم ایسی باتیں نہ کیا کرو میں ہوں ناں۔ آج سے ہمیشہ میں کام سے واپس آ کر تمہارے ساتھ کھیلا کروں گا! اب خوش؟ جی بھائی جان بہت خوش مبین نے میٹھی سی مسکراہٹ دیا۔ اچھا بھائی ایک آخری سوال پوچھوں؟ جی پوچھو پیارے مبین مجھے سب استاد بھی کہتے ہیں اور اگر شرارت کروں تو پھوپھو بھی سکول میں لڑائی ہو جائے تو دوست کی ماں بھی اکثر لوگ محلے میں اکر میں کچھ کروں تو ایک لفظ بولتے ہیں کبھی رحم دلی سے..... کبھی حقارت سے.... کبھی دلاسے دیتے ہوئے... کبھی غصے سے.... لفظ تو سب کا ایک ہوتا ہے انداز الگ الگ ہوتا ہے. اور خاص طور پر جب کوئی باپ اپنے بیٹے کو بلاتا ہے اور میں اس کی طرف دیکھوں تو تب وہ میرے سر پر ہاتھ پھیر کر بیچارہ کہ کر یہ لفظ کہتا ہے.. حارث نے بے چینی سے پوچھا بتاؤ بھی ایسا کونسا لفظ ہے مبین؟

بھائی وہ لفظ "یتیم" ہے کیا چیز ہوتی ہے یتیمی بھائی جان؟ اس لمحے حادث کو یوں لگا کہ جیسے اس کی سانس تھم جائیں گی اور وہ دھڑکن کو اور روک نہیں دے ہائے گا کہ چلے اس کی آنکھیں بھیگ ہی گئیں وہ ضبط کی گرہ کُھل ہی گئی اور اس نے مبین کو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا جواب نہ دیا کیونکہ اس کی زبان سے اگر کوئی لفظ ادا ہوتا تو شاید آج وہ سالوں کے روکے ہوئے آنسو بہا دیتا اور بہادر بھائی کی کمزوری چھوٹا بھائی دیکھ لیتا تو شاید وہ بھی کبھی اس دائرے سے باہر نہ نکل پاتا.....

مبین یوں ہی سینے سے لگا لگا سو گیا اور حارث نے اسے پلنگ پر لٹایا اور خود اس کے ساتھ لیٹ گیا ساری رات وہ کبھی خود سے.... کبھی رب سے.... کبھی قسمت سے شکایت کرتا.. تکیہ بھگاتا ہوا.. اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز کو دباتا ہوا نہ جانے کب سو گیا کیونکہ اگلا دن بھی پھر انہی لمحات میں محرومی میں خواہشات کو دل ہی میں دفن کرنے جذبات کو زبان کے تالے سے روکے رکھنے میں گزر جانا ہے اور نا جانے کتنے دن ایسے گزریں گے اور نا جانے کب سنبھلیں گے... کاش کوئی یتیم کو بھی تھوڑا پیار دینے کا ظرف رکھتا ہوتا کسی اور کی نہیں اپنوں کی اولاد ہی سہی لیکن کچھ تو محبت کا انداز اپناتا تا کہ اس یتیمی بھرے دکھ کے حصارمیں معصوم جان عذاب نہ محسوس کرتی۔

بے آبرو

تحریر: عاصم منیر عاشی

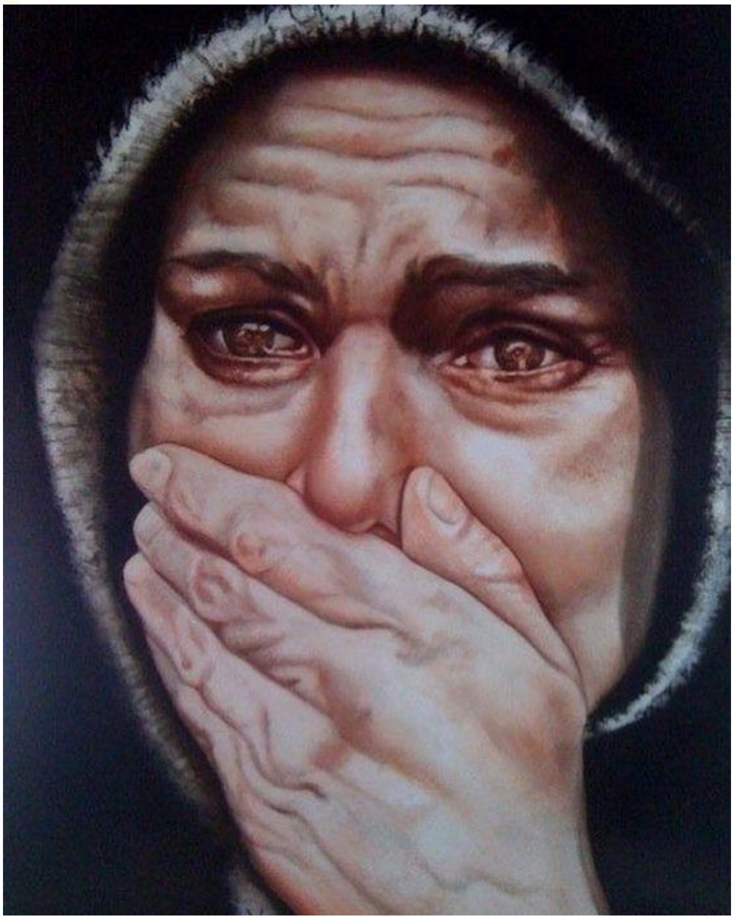

عارف ایک مزدور تھا اس کا ایک چھوٹا سا گھر اور چھوٹی سی فیملی تھی جس میں اس کی بیوی سعدیہ اور دو بیٹیاں زینب اور عالیہ تھیں۔ زینب کی عمر چھبیس سال ہو چکی تھی غریبی کی وجہ سے میٹرک سے آگے تعلیم بھی حاصل نہ کر پائی اور خاندان میں سب سے غریب ہونے کی وجہ سے ابھی تک اس کی شادی بھی نہیں ہو پائی تھی تاہم وہ بہت سگھڑ، سیانی اور گھریلو معاملات کو بخوبی سمجھنے والی لڑکی تھی۔ عالیہ کی عمر ابھی سولہ برس تھی اور وہ میٹرک کی طالبہ تھی۔ عارف کے خاندان میں برادری سے باہر شادی کرنے کو ایسے ہی سمجھا جاتا تھا جیسا کہ کوئی گناہِ کبیرہ ہو۔ عارف اور سعدیہ زینب کی بڑھتی عمر اور خاندان سے کوئی رشتہ نہ آنے کی وجہ سے بہت پریشان رہتے تھے۔ عارف کی بیوی سعدیہ کئی بار خاندان میں چھپے الفاظ میں اس بات کا ذکر کر چکی تھی زینب کی عمر بڑھتی جا رہی اور وہ اس کی شادی کا فریضہ سر انجام دینا چاہتے ہیں لیکن اسے ہر طرف سے یہی احساس دلایا جاتا کہ پہلے اس کے لیے جہیز بنا لو پھر شادی کا سوچنا۔ یہ بات عارف اور سعدیہ کو اندر ہی اندر سے دیمک کی طرح کھائے جا رہی تھی اور اسی وجہ سے سعدیہ اکثر بیمار بھی رہتی تھی۔ ایک دن عارف جب مزدوری سے واپس آیا تو سعدیہ نے اسے بتایا کہ ایک رشتے کرانے والی عورت آئی تھی اور زینب کے لیے ایک رشتہ لے کر آئی ہے۔ یہ بات سن کر اس کے دل میں خوشی کی ایک لہر دوڑی لیکن جب سعدیہ نے بتایا کہ وہ لوگ ہماری ذات کے نہیں ہیں تو عارف ایک دم خاموش ہو کے رہ گیا۔ سعدیہ اسے سمجھانے لگ گئی کہ دیکھیں زینب کی عمر بڑھتی جا رہی ہے خاندان سے ابھی تک کوئی رشتہ نہیں آیا اگر اب بھی وہ خاندان یا برادری سے باہر رشتہ نہیں کریں گے تو کچھ سال بعد باہر سے بھی

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

رشتے آنا بند ہو جائیں گے اور پھر ان کی بیٹی کا کیا بنے گا۔ ہماری زندگی کا کیا بھروسہ آج ہیں کل نہیں ہیں ذرا سوچو کب تک ہم برادری والوں کا منہ دیکھتے رہیں گے۔ عارف نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہا۔ سعدیہ کے اصرار پر عارف دھیمی آواز میں بولا مجھے سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔ سعدیہ فوراً سے بولی زینب کی عمر چھبیس سال ہو گئی ہے اس کی عمر کی سب لڑکیاں اپنے اپنے گھر کی ہو گئی ہیں کچھ کے تو بچے بھی ہو گئے۔ آپ کیا اس کے بوڑھا ہونے تک سوچتے رہیں گے۔ عارف کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ کافی دیر سوچنے کے بعد بلآخر اس نے خاموشی توڑی اور مایوسی بھری زبان میں بولا۔۔۔ سعدیہ ہماری ایک بیٹی اور بھی ہے اگر ہم زینب کی شادی خاندان یا برادری سے باہر کر دیں گے تو سارے خاندان والے ہم سے رشتہ توڑ لیں گے ہماری برادری میں کوئی عزت نہیں رہے گی اور پھر اس کا خمیازہ عالیہ کو بھگتنا پڑے گا۔ کل کو ہمیں اس کے لیے بھی خاندان سے کوئی رشتہ نہیں ملے گا۔ عارف نے خاندان اور برادری کے رسم و رواج کو دیکھتے ہوئے اس رشتہ سے منع کر دیا شائد کہ خاندان سے کوئی رشتہ مل جائے ۔۔۔اسی امید پہ مزید دو سال گزر گئے اور زینب کی عمر اٹھائیس سال ہو گئی اب تو خاندان میں ایسی باتیں شروع ہو گئیں کہ اس بوڑھی سے کون شادی کرے گا اور ان سب معاملات کا زینب پہ بھی بہت برا اثر پڑ رہا تھا وہ بھی ڈپریشن اور احساسِ کمتری کی شکار ہو چکی تھی۔ سعدیہ بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان تھی لیکن اس قسمت کی ماری کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا کہ بیٹی کے لیے کچھ کر سکے۔ خاندان میں بھی اب زینب کی عمر کا کوئی لڑکا نہیں بچا تھا سب کی شادیاں ہو چکیں تھیں اس لیے خاندان سے اب رشتہ آنے کی کوئی امید بھی باقی نہیں بچی تھی اس پریشانی اور مایوسی کی وجہ سے سعدیہ کی بھی بہت حالت خراب ہو چکی تھی۔ بلآخر اس نے ایک دن ہمت کر کے عارف سے بات کی اور کہا آپ کو چاہے اچھا لگے یا برا لیکن اب مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوتا آپ کا جو جی چاہے کریں اب میں زینب کی لیے خاندان سے باہر کوئی رشتہ تلاش کروں گی چاہے مجھے اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے۔ عارف بھی اب مایوس ہو چکا تھا اور سعدیہ کو کہہ دیا ٹھیک ہے جو تمہیں مناسب لگے کرو۔ اگلے دن سعدیہ نے اسی رشتے کرانے والی عورت سے بات کی۔ پہلے تو اس نے اچھی خاصی باتیں سنائیں کہ پہلے تو مجھے خود منع کیا اب جب کوئی نہ ملا تو میرے پاس آ گئی۔ سعدیہ نے روتے ہوئے اپنی دہائی دی تو وہ بھی بولی اچھا ٹھیک ہے میں کچھ دیکھتی ہوں لیکن اب کی بار پہلے سوچ لو بعد میں کوئی بہانہ نہ بنانا۔ سعدیہ نے اسے کہا میری بس ایک ہی خواہش ہے کہ اچھے لوگ ہوں جہاں میری بیٹی خوش رہے اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ سعدیہ گھر واپس آ گئی اور آ کے ساری بات عارف کو بتا دی وہ سن کر خاموش ہو گیا۔ سعدیہ ہر دن اسی انتظار میں رہنے لگی کہ کوئی رشتہ آئے گا اسی انتظار میں دو ماہ گزر گئے اور ایک دن وہ رشتے کرانے والی عورت آئی۔ اس نے سعدیہ سے کہا ایک رشتہ ہے میرے پاس لڑکے کی عمر

پینتیس سال ہے کلرک ہے اگر کہو تو لے آؤں۔ سعدیہ نے فوراً سے ہاں کر دی اور کہا کل ہی لے آئیں۔ اگلے دن وہ لوگ زینب کو دیکھنے آ گئے۔ سعدیہ نے اپنی بساط کے مطابق ان کی پوری مہمان نوازی کی۔ وہ لوگ کچھ بتائے بنا چلے گئے اور سوچ کر بتانے کا کہا۔ کچھ دن بعد سعدیہ نے اس رشتے کرانے والی عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ لوگ تمہارا گھر دیکھ کے چلے گئے۔ وہ کہتے کہ یہ جہیز میں کیا دیں گے یہاں شادی کر کے ہم کوئی غلطی نہیں کرنے والے۔ یہ بات سنتے ہی سعدیہ اپنے اور بیٹی کے نصیب پہ رونے لگ گئی۔ سعدیہ کو دلاسہ دینے کے لیے وہ عورت بولی خدا خیر کرے گا حوصلہ رکھو میں کوئی اور رشتہ دیکھتی ہوں۔ سعدیہ گھر آ گئی جب عارف مزدوری سے واپس آیا تو اسے سب بات بتائی وہ بھی اپنی اور بیٹی کی قسمت پہ رونے لگ گیا۔ زینب ان کی سب باتیں چھپ کر سن رہی تھی اور رو رہی تھی۔ اسے لگتا تھا کہ والدین کی سب پریشانیوں کی وجہ صرف وہی ہے۔ وہ اندر سے مکمل طور پہ ٹوٹ چکی تھی اور زندگی سے بیزار ہو چکی تھی۔ وقت گزرتا گیا اور عالیہ کے لیے رشتے آنا شروع ہو گئے لیکن عارف اور سعدیہ چاہتے تھے کہ پہلے زینب کی شادی ہو جائے۔ زینب ان کو اکثر کہتی کہ آپ عالیہ کی شادی کر دیں لیکن عارف اور سعدیہ یہ کہہ کر بات ٹال دیتے کہ لوگ کیا کہیں گے، بڑی بیٹی بیٹھی ہے چھوٹی کی شادی کر دی ایسی کیا مجبوری آن پڑی تھی۔

عارف کو دل کا عارضہ لاحق ہو چکا تھا اور اب اس میں مزدوری کی پہلے جیسی سکت بھی نہیں رہی تھی جس کی وجہ سے ان کے حالات مزید خراب ہونے لگ گئے تھے۔ ایک بار پھر رشتے کرانے والی عورت زینب کے لیے کہیں سے رشتہ ڈھونڈ لائی، جو رشتہ آیا اس کی عمر بھی چالیس سال ہو چکی تھی اور اس کا کردار بھی کچھ ٹھیک نہیں تھا۔ عارف اور سعدیہ نے دل پہ پتھر رکھ کے رشتہ قبول کر لیا کیونکہ اب ان کے پاس بھی اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ انہوں نے یہی سوچا کہ شادی ہو جائے بچے ہو گئے تو شائد وہ سنبھل جائے اپنی حرکات سے باز آ جائے۔ اللہ اللہ کر کے شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ سعدیہ کے پاس جہیز کا کوئی دو تین تولے سونے تھا وہ اس نے بیچ دیا اور کچھ تھوڑے بہت پیسے بچا کے رکھے تے جن سے بیٹی کے لیے کچھ ضروری چیزیں خریدنا شروع کر دیں۔ عارف کو بھی یہ پریشانی تھی کہ وہ بارات کو کھانا کہاں سے کھلائے گا اس نے بھی اپنی بیماری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پہلے سے زیادہ مزدوری شروع کر دی۔ زینب اس رشتے سے قطعاً خوش نہ تھی لیکن قسمت کی ماری کرتی بھی کیا اس نے بھی خاموشی سے قبول کر لیا۔ آخر کار شادی کا دن آ گیا، شادی ذات سے باہر کرنے کی وجہ سے عارف کے خاندان اور برادری والے شادی میں شریک ہی نہ ہوئے۔۔۔

یہ کسی نے نہ سوچا کہ وہ کرتے بھی کیا اسی خاندان اور برادری نے تو زینب کو اپنانے سے انکار کیا تھا۔ عارف سعدیہ اور عالیہ نے زینب کو آنسوؤں اور دعاؤں کے ساتھ رخصت تو کر دیا لیکن شادی میں کسی کی شرکت نہ ہونے کی وجہ سے بارات میں آئے لوگوں

نے طرح طرح کی باتیں شروع کر دیں۔ کوئی ان کے کردار پہ انگلی اٹھا رہا تھا تو کوئی جہیز نہ ہونے پر اور کوئی کھانے سے نقص نکالے جا رہا تھا۔ ان سب تلخ باتوں کو سنا ان سنا کرتے ہوئے عارف اور سعدیہ نے آنسوؤں اور دعاؤں کے سائے میں زینب کی رخصتی کر دی لیکن اندر ہی اندر ان کے دل میں یہ بات بھی کھٹک رہی تھی کہ وہاں نجانے ان کی بیٹی کے ساتھ کیا سلوک ہو گا پتا نہیں کیا کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ اگلے دن جب عارف سعدیہ اور عالیہ زینب کے ولیمے کے لیے گئے تو زینب کے سسرالیوں نے انہیں گھر میں ہی داخل نہ ہونا دیا اور کہا تم لوگ ہمارے مہمانوں میں بیٹھنے کے قابل ہی نہیں ہو ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے کیا؟ بہتری اسی میں ہے جیسے آئے ویسے ہی واپس چلے جاؤ۔ اس بات سے تو ان پہ قہر ٹوٹ پڑا وہ روتے دہائیاں دیتے رہے لیکن کسی نے ان کی ایک نہ سنی۔ بیچارے قسمت کے مارے تھک ہار کے واپس پلٹ آئے۔ ولیمے کے دن سے ہی زینب کو جہیز کے طعنے ملنے شروع ہو گئے وہاں تو اس کے ساتھ سلوک شروع ہو گیا جیسے وہ اس گھر کی بہو نہ ہو بلکہ نوکرانی ہو۔ زینب نے بھی اسے قسمت کا لکھا سمجھ کے قبول کر لیا اور ہر طرح سے گذارا کرنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی لیکن یہ سلسلہ یہاں پر نہ رکا جہیز کے طعنوں سے بات آگے بڑھ کر فرمائشوں تک پہنچ گئی سسرالیوں نے اس پہ دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ اپنے والدین سے کہے کہ اپنا گھر بیچ کر اس کے خاوند کو کوئی کاروبار کرا دیں لیکن وہ یہ کیسے کہہ سکتی تھی اس کے منع کرنے پر بات مار پیٹ تک جا پہنچی۔ عارف کا دل کا عارضہ بڑھ چکا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بیٹی کی فکر اسے کھائے جا رہی تھی، جب عارف کی بیماری کی خبر زینب تک پہنچے تو اس نے سسرال میں بات کی کہ وہ اپنے والد کو ملنا چاہتی ہے لیکن اسے جواب ملا کہ وہ بیمار ہے مرا نہیں ہے لوگ ہوتے رہتے بیمار وغیرہ وغیرہ۔۔۔ سب کی منت کے بعد اسے ایک دن اس شرط کے ساتھ اجازت مل گئی کہ وہ جا کر گھر بیچ کر کاروبار بنا کر دینے کی بات کرے گی۔ زینب نے جب والدین کے گھر پہنچی تو سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے عارف سعدیہ عالیہ اسے دیوانوں کی طرح پیار کر رہے تھے۔ زینب نے بہت چھپانے کی کوشش کی لیکن آخر کار ہمت ہار گئی اور اپنے حالات کی ساری روداد سعدیہ کو اکیلے میں سنا ڈالی۔ سعدیہ بھی کیا کر سکتی تھی اس نے بھی اسے ہی کہا بیٹا گذارا کرو بچے ہو جائیں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ بھی یہی امید دل میں لیے اگلے روز گھر واپس چلی گئی۔ واپس جاتے ہی اس سے یہی سوال ہوا کہ بات کی جا کر جس پہ زینب خاموش ہو گئی۔ ایک بار پھر جہیز کے طعنوں سے بات شروع ہو کر شادی میں کسی کے نہ آنے تک جا پہنچی اور مزید آگے بڑھتے ہوئے سعدیہ اور عالیہ کی بھی کردار کشی ہونے لگی۔ زینب اصل بات سمجھانے کی کوشش کی لیکن بات اور بڑھ گئی اور ان لوگوں نے زینب کو مار پیٹ کے گھر سے باہر نکال دیا۔ وہ سارا دن گھر کے دروازے پہ ہی بیٹھ کے روتی رہی، شام کو جب اس کا شوہر اپنی آوارہ گردی سے واپس آیا تو اسے دروازے پہ دیکھ کے پوچھا یہاں

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

کیوں بیٹھی ہو، زینب نے جواب دیا کہ اسے گھر والوں نے باہر نکال دیا۔ اس کے خاوند کو غصہ آیا اور زینب کو تھپڑ مار کے بولا بکواس مت کرو سیدھی طرح بتاو بات کیا ہے؟ اسے پکڑ کے گھسیٹتا ہوا اندر لے گیا اور جا کر اپنی ماں سے پوچھا تو اس نے سارا معاملہ بدلتے ہوئے الزام زینب پر لگا دیا کہ زینب نے اس پہ ہاتھ اٹھایا اس لیے اس نے اسے گھر سے نکالا۔ زینب کے شوہر نے بنا کچھ سوچے سمجھے اسی وقت زینب کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا۔ زینب پر تو قیامت ٹوٹ پڑی تھی اسے خود سے زیادہ اپنے بیمار باپ بوڑھی ماں اور جوان بہن کی فکر تھی کہ ان پہ کیا گزرے گی؟ لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا کہ واپس لوٹ جائے۔۔۔ زینب روتی دھاڑیں مارتی واپس والدین کے گھر پہنچی اس کی یہ حالت دیکھ کے اس کے والدین کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ سعدیہ بار بار پوچھ رہی تھی بیٹی کچھ تو بولو آخر ہوا کیا لیکن زینب کے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکل پا رہا تھا۔ آخر کار زینب نے خاموشی توڑی، اسکی زبان سے اتنا ہی نکلا کہ طلاق۔۔۔ یہ سنتے ہی عارف کو دل کا دورہ پڑا اور وہ جان کی بازی ہار گیا۔۔ سعدیہ کا ذہنی توازن کھو گیا اور زینب زندہ لاش بن کر رہ گئی۔ عالیہ بیچاری کبھی بھاگتی باپ کی لاش کی طرف اور کبھی ہواس باختہ ماں اور بہن کو سنبھالنے لیکن اس ظالم سماج میں کوئی اسکا پرسان حال نہ تھا۔۔۔

ظالم سماج جھوٹی انائیں اور رسم و رواج تو اپنی جگہ قائم رہیں لیکن انسانیت بے آبرو ہو کے رہ گئی۔۔۔

وہ اک دعا سا

تحریر۔۔اقصیٰ صدیق

پچھلے آدھے گھنٹے سے ہاسپٹل کے ویٹنگ روم میں بیٹھے بیٹھے وہ بہت اکتا گئی تھی ہاتھوں میں سر گرائے وہ خود کو کوس رہی تھی آخر کیا ضرورت تھی مجھے یہاں آنے کی بیٹھے بیٹھے پتہ نہیں مجھے کیا مصیبت پڑی کہ ماما سے کہہ دیا مجھے ساتھ چلنا ہے اور ماما کو دیکھو ویسے تو کہیں لے کر نہیں جاتی اور اب نانو کی دوائی لینی تھی تو فوراً مان گئیں اچانک عورت کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا مگر پھر پلک جھپکانا ہی بھول گئی ایک بہت ماڈل اور خوبصورت عورت کے ساتھ بیشک وہی تھا وہ ارد گرد سے بے نیاز وہ اس عورت کو دروازے کے ساتھ رکھے بینچ پر بٹھا رہا تھا وہ بے خود سی اسے جھک کر اس عورت سے جو یقیناً اس کی ماں تھی سے بات کرتے دیکھے جا رہی تھی کہ کیا بن مانگی دعائیں بھی اس طرح قبول ہوتی ہیں کیا معجزے اس طرح بھی رونما ہوتے ہیں یقیناً ہاں تبھی ہی تو آج برسوں بعد وہ اس کے سامنے تھا اگرچہ وہ بہت بدل گیا تھا پہلے سے زیادہ خوبرو ہو گیا تھا مگر اسے یقین تھا وہ کوئی بھی بھیس بدل کر آجائے اس کی موجودگی ہی اس کے دل کی دھڑکن بڑھا کر اسے اس کی آمد کا پتہ دے دے گی وہ سیدھا ہوا اور سر گرا کر بکھرے بالوں کو ہاتھوں سے صحیح کیا اس کی اس ادا پر لمحے بھر کے لیے تو واقعی اس کی دھڑکن تھم سی گئی اسے بھی شاید خود پر جمی نظروں کا احساس ہو گیا تھا تبھی اس نے گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھا مگر وہ سائیڈ پر قدرے ہٹ کر ایک کونے میں بیٹھی تھی اس لیے ان دونوں کی نظر اب تک اس پر نہیں پڑی تھی جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو وہ سر جھٹک کر دوبارہ اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوا اچھا ماما میں آپ کے لیے جوس اور سینڈوچ لے آتا ہوں اگر کچھ اور کھانا ہو تو بتا دیں وہ عورت اپنا بیگ لیتے ہوئے بولی نہیں محسن اگر آپ نے سینڈوچ کھانا

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ہے تو اپنے لیے لے آئیں میرے لیے بس جوس لے آیئے گا وہ گلا سز لگاتے ہوئے بولا اچھا ٹھیک ہے ماما میں بس ابھی آ جاؤں گا آپ یہاں ویٹ کریں اس کے باہر جاتے ہی اثمارہ کے وجود پر چھایا سحر ایک دم چھٹ گیا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھمائی ہو اور وہ اصل دنیا میں آ گئی ہو اس نے گلہ کھنکھار کر اس عورت کو متوجہ کیا وہ ہاتھ آیا موقع ہر گز اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی اس عورت نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا وہ اس کی یہاں موجودگی سے بے خبر تھی ایک جوان لڑکی کو اس طرح اکیلے بیٹھے دیکھ کر اس کے اندر کی پوزیسو عورت جاگ گئی وہ حیرت سے بولی بیٹا آپ یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو اور کب سے بیٹھی ہو وہ ہچکچاتے ہوئے بولی میں اکیلی نہیں ہوں میری ماما اور نانو ڈاکٹر کے پاس گئی ہیں میں ان کا ویٹ کر رہی ہوں وہ بس آنے ہی والی ہونگی وہ عورت مسکراتے ہوئے پیار سے بولی تو بیٹا وہاں کیوں بیٹھی ہو یہاں آ جاؤ میرے پاس کچھ نہیں ہو تا وہ اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھی محسن جلد ہی واپس آ گیا اس کی پھولی سانس سے اندازہ ہو رہا تھا وہ بھاگ کر آیا ہے اپنی ماں کے ساتھ ایک اجنبی لڑکی کو دیکھ کر اس کے قدم سست ہو گئے اثمارہ نے نگاہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا محسن اسی طرف دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں دیکھ کر اسے بہت شدت سے کسی کی یاد ستانے لگی بالکل وہی منظر تھا ویسی ہی آنکھیں تھیں مسکراتی ہوئی مگر کنفیوز خوبصورت ڈارک براؤن آنکھوں میں کھویا کھویا سا ماں کے ساتھ دوسری کرسی پر بیٹھ گیا اور ہاتھ میں پکڑے جوس ماں کو تھما دیے عاصمہ نے جوس اس کی جانب بڑھایا وہ ہچکچاتے ہوئے بولی نہیں آنٹی میں نے نہیں پینا آپ لیں پلیز مگر پھر عاصمہ کے اصرار اور محسن کی کھوجتی نظروں سے کنفیوز ہو کر تھوڑا سا جوس پی کر انہیں واپس کر دیا محسن نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ سے بچا ہوا جوس لے کر خود پینا شروع کر دیا اس کی اس حرکت پر اثمارہ خفت زدہ ہو گئی جب کہ عاصمہ نے غصے اور حیرت سے اسے گھورنا شروع کر دیا وہ جلدی جلدی جوس پی کر کندھے اچکاتے ہوئے خالی ڈبہ باسکٹ میں پھینکنے چلا گیا عاصمہ نے اپنے ہاتھ میں تھاما جوس اس کی طرف بڑھایا بیٹا آپ یہ لے لو مگر اس نے فوراً انکار کر دیا نہیں آنٹی میں نے پی لیا پلیز آپ پی لیں اب عاصمہ نے ایک بار پھر اس کو گھور کر دیکھا مگر اسے کوئی پرواہ ہی نہیں تھی کچھ پل خاموشی کی نذر ہو گئے آخر اثمارہ ہمت کر کے ہچکچاتے ہوئے بولی آنٹی کیا آپ مسفرہ کو جانتی ہیں؟ عاصمہ نے حیرت سے اسے دیکھا ہاں میں مسفرہ میری بیٹی ہے مگر آپ کیسے جانتی ہو اسے؟ جھٹکا تو محسن کو بھی لگا وہ بھی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اپنے وہم کی تصدیق ہوتے ہی اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اسے ایسے لگ رہا تھا وہ ہواؤں میں اڑ رہی ہو وہ وہی تھا اس کا اپنا محسن جس کا وہ برسوں سے انتظار کر رہی تھی وہ کبھی بھی ان دو کالی آنکھوں کو نہیں بھلا پائی تھی انجانے میں وہ ہر اجنبی میں اس کا عکس تلاشنے کی کوشش کرتی تھی نقاب سے جھانکتی آنکھوں میں خوشی صاف دیکھی جا سکتی تھی عاصمہ اور محسن ابھی بھی اس کے جواب کا انتظار کر

رہے تھے وہ خوشی سے کانپتی آواز میں بولی آنٹی وہ سکول میں میرے ساتھ پڑھتی تھی آپ کو دیکھا تو نہ جانے کیوں اس کی یاد آ گئی ایسا لگ رہا تھا جیسے میں آپ کو جانتی ہوں اس نے ایک نظر محسن کو دیکھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا اب اس کے چہرے الجھن کی جگہ اطمینان جھلک رہا تھا اس کے چہرے پر پھیلی خوشی اور اطمینان دیکھ کر لگتا تھا اس کا بھی برسوں کا انتظار آج ختم ہوا ہے عاصمہ نے ایک نظر محسن کو دیکھا ارے پھر تو آپ محسن کو بھی جانتی ہونگی دونوں بہن بھائی ایک ہی کلاس میں تو پڑھتے تھے اثمارہ نے اس کو دیکھا وہ پر شوق نظروں سے اسے تک رہا تھا جی جانتی ہوں انہیں دیکھتے ہی یاد آ گئے تھے عاصمہ نے محسن کو دیکھا اور تمھیں یاد ہے یہ بچی وہ آہستگی سے بولا بھولا ہی کب تھا عاصمہ نے حیرت سے اسے دیکھا کیا کہا تم نے وہ مسکراتے ہوئے بولا میرا مطلب ہے جانتا ہوں بچپن کے ساتھی بھی بھلا بھولتے ہیں عاصمہ اس کی بات پر مسکرا دی ماما اور نانو کو آتے دیکھ وہ جلدی سے بولی آنٹی پلیز مسفرہ کا نمبر تو دے دیں میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں عاصمہ نے موبائل نکالا مگر اس سے پہلے ہی محسن نے اپنا نمبر دے دیا عاصمہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا وہ تو کسی لڑکی کی طرف دیکھنا بھی گناہ سمجھتا تھا اور اب اس کو اپنا نمبر دے رہا تھا عاصمہ اس وقت تو خاموش رہیں مگر گھر آتے ہی انہوں نے محسن کو بتا دیا کہ کل وہ اس کے لیے لڑکی دیکھنے جا رہی ہیں اگر کوئی لڑکی پسند ہے تو پہلے ہی بتا دو ورنہ شکوہ نہ کرنا کہ ماں نے زبردستی کی ہے وہ اکتاہٹ سے بولا ماما آپ کو میری شادی کی اتنی جلدی کیوں ہے عاصمہ نے گھور کر اس کی طرف دیکھا تم سے چھوٹے بہن بھائیوں کی شادی ہو چکی ہے ان کے بچے ہو چکے ہیں اور ابھی بھی تمہیں جلدی لگ رہا ہے وہ بے اختیار نظریں چرا گیا عاصمہ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا اگر تمھیں کوئی پسند ہے تو بتا دو کیونکہ کل میں تمہارا رشتہ پکا کر کے آؤں گی مجھے بار بار انکار کرنا اچھا نہیں لگتا اور پھر وہ لڑکی ہے ہی ہیرا اس کو چھوڑنا تو بے وقوفی ہے محسن جھنجھلا کر بولا ماما اگر آپ کو انکار کرنا برا لگتا ہے تو آپ کسی کے گھر اس مقصد سے جاتی ہی کیوں ہیں عاصمہ نے گھور کر اسے دیکھا اور سختی سے بولیں کیونکہ مجھے تمھاری یہ تنہائی بھی اچھی نہیں لگتی وہ خاموش رہا تو عاصمہ نے پیار سے پوچھا شادی کے معاملے میں اتنے کنفیوز کیوں رہتے ہو کسی کو پسند کرتے ہو کیا محسن کچھ دیر ان کو دیکھتا رہا اور پھر ٹالتے ہوئے بولا ماما آپ چھوڑیں مجھے یہ بتائیں اثمارہ آپ سے کیا کہہ رہی تھی بہت اچھی اور لائق لڑکی تھی سب ٹیچرز کی موسٹ فیورٹ تھی عاصمہ نے منہ بناتے ہوئے کہا کیا خاک اچھی ہے مجھے تو اچھی نہیں لگی محسن نے حیرت سے پوچھا ماما کیوں اس نے ایسا کیا کیا ہے کہ وہ آپ کو پسند ہی نہیں آئی عاصمہ اکتاہٹ سے بولیں ارے پہلے اچھی لگی تھی سوچا اپنی بہو بناؤں گی انہوں نے رک کر محسن کو دیکھا جس کے چہرے پر خوشی صاف نظر آ رہی تھی ان کو خاموش دیکھ کر وہ بے چینی سے بولا ماما پھر کیا ہوا وہ زبردستی اپنے لہجے میں اکتاہٹ پیدا کرتے ہوئے بولیں ارے پھر کیا میں نے اس سے پوچھا بیٹا آپ

کی منگنی تو نہیں ہوئی تب پتا لگا اس کی منگنی نہیں ہوئی کچھ لمحوں کے لیے رکیں اور پھر سنسنی خیز لہجے میں بولیں بلکہ اس کی شادی ہو چکی ہے اور وہ دو بچوں کی ماں ہے محسن کی مسکراہٹ ایک دم سمٹ گئی اس کے چہرے پر تاریک سائے لہرانے لگے اس کی حالت پر امڈتے قہقہے کو انہوں نے بمشکل روکا اور سنجیدگی سے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولیں مگر تم فکر نہ کرو میں کل جس لڑکی کے گھر جاؤں گی وہ بھی بہت اچھی ہے تمھیں ہمیشہ خوش رکھے گی مگر محسن خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھتا رہا اور پھر خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گیا ایسا لگتا تھا جیسے اس کا دماغ سن ہو گیا ہو عاصمہ بے اختیار اس کے پیچھے آئیں وہ ان کے کمرے کے باہر کھڑا اپنے بے تحاشہ بہتے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کر رہا تھا اپنے بیٹے کو روتے دیکھ کر عاصمہ کے دل کو دھکا سا لگا وہ اس کے سامنے گئیں تو وہ ٹوٹ کر ان کے گلے لگ گیا اور بے تحاشہ روتے ہوئے بولا ماما میں ہی کیوں اتنے سالوں سے اس کو مانگ رہا ہوں خدا سے پھر بھی وہ کسی اور کی ہو گئی ہے عاصمہ نے اس کے خوبصورت چہرے کو ہاتھوں کے کٹورے میں بھرتے ہوئے اس کے ماتھے پر پیار کیا ارے بدھو مذاق کر رہی تھی میں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمھاری یہ حالت ہو جائے گی تو میں کبھی تم سے ایسا مذاق نہ کرتی محسن نے جلدی سے آنسو صاف کر کے ناسمجھی سے ان کی طرف دیکھا کیا مطلب ماما آپ کہنا کیا چاہ رہی ہیں وہ مسکراتے ہوئے بولیں یہی کہ اس لڑکی کی شادی نہیں ہوئی اور یہ کہ جس لڑکی کے گھر میں کل تمھارا رشتہ مانگنے جا رہی ہوں وہ تمھاری اشمارہ ہی تو ہے محسن کا منہ حیرت سے کھل گیا کیا مطلب ماما آپ سب جانتی تھیں وہ مسکراتے ہوئے بولیں ہاں ماں ہوں تمھاری مجھے تو ہاسپٹل میں ہی تمھاری حرکتیں دیکھ کر کچھ کچھ اندازہ ہو گیا تھا مگر تم اس کے عشق میں اس قدر ڈوبے ہوئے اس کا اندازہ ابھی تمھاری حالت دیکھ کر ہوا ہے ان کی بات سن کر محسن جھینپ گیا تو وہ ہنسنے لگیں۔ اشمارہ رات کو کچن کے سب کام سمیٹ کر ماما بابا کے لیے دودھ گرم کر کے ان کے کمرے کی طرف آئی مگر اندر سے بابا کی تیز لہجے میں بولنے کی آواز آ رہی تھی اپنا نام سن کر وہ نا چاہتے ہوئے بھی دروازے کے باہر رک گئی عادل صاحب کافی غصے سے عادلہ کو کہہ رہے تھے اپنی بیٹی کو اپنے طریقے سے سمجھا دیجیئے کہ سیف اللہ جو رشتہ لایا ہے اس کے لیے انکار نہیں سنیں گے ہم پہلے بھی اس کی نادانیوں کی وجہ سے بہت اچھے اچھے رشتے گنوا چکے ہیں مگر اب اور اس کی بیوقوفیاں برداشت نہیں کریں گے عادلہ نے ڈرتے ڈرتے کہا ٹھیک ہے میں سمجھا دوں گی مگر آپ اس لڑکے کے بارے میں کچھ بتائیں تو سہی نام کیا ہے لڑکے کا اور کرتا کیا ہے محسن نام ہے اس کا اور اس کا اپنا بزنس ہے کافی کھاتے پیتے اور خاندانی لوگ ہیں اور ہاں سیف اللہ نے مجھے لڑکے کی پک بھی واٹس ایپ کی تھی دیکھ لو محسن نام سنتے ہی اشمارہ کے دل کی دھڑکن ایک دم بڑھ گئی کہیں یہ میرا محسن تو نہیں جسے میں نے ہر نماز میں خدا سے مانگا ہے تجسس کے مارے بنا دروازہ نوک کیے اندر داخل ہو گئی عادل بیڈ پر بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

جب کہ عادلہ تصویریں دیکھ رہی تھی وہ عادلہ کے پاس گئی اور چور نگاہوں سے موبائل کی جانب دیکھا وہ وہی تھا اس کا اپنا محسن خوشی کے مارے اس کے ہاتھ کپکپا گئے اور دودھ گلاس سے چھلک گیا اور گرم دودھ اس کے ہاتھ جلا گیا مگر اسے احساس ہی نہیں تھا عادلہ نے موبائل آف کر کے اس کو حیرت سے دیکھا تو وہ ہوش میں آئی اور جلدی سے ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر باہر نکل گئی اور اپنے

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

کمرے میں چلی آئی پیچھے عادلہ اسے پکار رہی تھیں مگر خوشی میں اسے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا وہ اپنے روم میں جاتے ہی سجدے میں گر کر شکر بجالانے لگی خوشی سے اس کے آنسو رک ہی نہیں رہے تھے عادلہ کچھ دیر بعد ٹیوب لے کر اس کے روم میں آئی اور اسے روتا دیکھ کر پریشانی سے اس کا ہاتھ تھاما جس پر سرخ آبلے نظر آرہے تھے اس کے زخم پر دوائی لگاتے ہوئے انہوں نے اسے کافی ڈانٹا مگر اسے برا نہیں لگ رہا تھا عادلہ نے دوائی لگانے کے بعد اس سے پیار سے کہا بیٹا کل آپ کو کچھ لوگ دیکھنے آرہے ہیں آپ کے انکل سیف اللہ کے جاننے والے لوگ ہیں آپ کے بابا کہہ رہے تھے اگر آپ کسی کو پسند کرتی ہیں تو بتادیں ہمیں برا نہیں لگے گا ہم جانتے ہیں یہ آپ کا حق ہے اور آپ سے آپ کا حق کوئی نہیں چھین سکتا ہاں اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو پھر ایک اچھے رشتے کو انکار نہیں کرنا چاہیے وہ سر جھکاتے ہوئے بولی ماما آپ کو اور بابا کو جیسا ٹھیک لگے آپ وہی کرلیں عادلہ نے حیرت سے اسے دیکھا سچ میں آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے وہ مسکراتے ہوئے بولی نہیں ماما آپ کو اور بابا ٹھیک لگ رہا ہے تو ٹھیک ہی ہوگا اس کے چہرے پر چمکتی خوشی دیکھ کر عادلہ بہت کچھ سمجھ گئی وہ مسکرا کر اس کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے بولیں ٹھیک ہے آپ آرام کرو میں آپ کے بابا سے بات کرلوں گی ان کے جانے کے بعد وہ وضو کرنے چلی گئی کیونکہ وہ جانتی تھی خوشی کے مارے اسے نیند تو آنی نہیں کیوں ناں اس رب کا شکر ادا کیا جائے جس نے اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا تھا۔ اس کے بعد تمام مراحل بہت تیزی سے ہوئے ایک ماہ بعد ان دونوں کی شادی کی ڈیٹ فکس کردی گئی شادی کی تیاریوں میں ایک ماہ کیسے گزرا پتا ہی نہیں چلا آخر کار بارات کا دن آپہنچا دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ خوب جچ رہے تھے محسن چور نگاہوں سے اشمارہ کو دیکھنے کی کوشش کرتا تو سب کزنز ہوٹنگ شروع کر دیتے بیچارہ پھر سیدھا ہو جاتا آخر مسفرہ نے بھائی کو تسلی دیتے ہوئے کہا بھائی فکر نہ کرو دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوب جچ رہے ہو ایسا لگتا ہے خدا نے دونوں کو ایک دوسرے کے لیے بنایا ہے دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دونوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا بے شک ان کی بے تابی پر سب ہنسنے لگے اشمارہ نے شرما کر سر جھکا لیا جب کہ محسن کے لیے اشمارہ کے چہرے پر سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا ان بے ساختہ مگر خوبصورت مناظر کو کیمرہ مین بہت ہی خوبصورتی سے اپنے کیمرے میں قید کرتا رہا بالکل ایسے ہی جیسے لکھاری زندگی کو اپنے قلم سے الفاظ میں قید کرتا ہے۔

آؤ ڈیزائنگ سیکھیں

ڈیزائنگ کورس

03081951011

اردو ورچوئل لائبریری پیش کرتی ہے ایڈٹنگ و ڈیزائننگ کورس جس میں فوٹو شاپ پکسل لیب پکس آرٹ اور دیگر ایڈٹنگ سافٹ ویئر میں آپ کو پوسٹر ڈیزائن کرنا، پکچر ایڈٹ کرنا ، ناول کی ایڈٹس بنانا تک سکھایا جائے گا

سرٹیفیکیٹ بنانا سیکھیں

پوسٹر بنانا سیکھیں

بلینڈنگ مرجنگ

پکچر ایڈٹ کرنا سیکھیں

بک کور بنانا سیکھیں

فوٹو شاپ

گرافکس بنانا سیکھیں

فیسبک ویڈیو لیکچرز

فیس 100 روپے

آخری تاریخ 20 فروری

اس پروجیکٹ کی فیس صرف 100 روپے ہے۔ جو لوگ فیس ادا کریں گے ان کو فیس بک گروپ میں ویڈیو لیکچر کی شکل میں کلاسز دی جائیں گی۔ ریجسٹریشن فیس جمع کرانے کی آخری تاریخ 20 فروری ہے۔ فیس جمع کرانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے

03081951011

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ساجن میرا قلفی کمار از سدرہ شاہ

ہر منگل رات آٹھ بجے، اردو ورچوئل لائبریری میں

سفید ہوئی رشتوں میں بھٹکتی ہوئی ایک لڑکی کی محبت کی داستان جس سے اس کے اپنے ہی رشتوں نے اس کی ہنسی چھین لی

عین سے عبداللہ ملک اسود کے قلم سے

ہر بدھ رات آٹھ بجے، اردو ورچوئل لائبریری میں

ایک ایسے لڑکے کی کہانی جو ساری زندگی اپنے ہی رشتوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا رہا لیکن خوش نہ رکھ سکا ایک ایسی لڑکی کی کہانی جسے اس لڑکے سے محبت ہوگئی۔

اگر آپ بھی اپنی تحریریں ہماری ویب سائٹ پر شائع کرانا چاہتے ہیں تو درج ذیل پر رابطہ کیجیے
UrduVirtualLibraryPK@gmail.com
03011497624 5

مضامین

موسم بہار

تحریر: حامد رضا، ریاض، سعودی عربیہ

پھول کھل رہے ہیں۔ سورج چمک رہا ہے۔ ہر طرف پھولوں کی بہار ہے۔ قدرتی خوشبو کا خزانہ ہے۔ واقعی دنیا بھر میں بہار کا موسم قابل دید ہوتا ہے۔ بہار میں اگر دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ رنگوں کی بہار آگئی ہو۔ ہر طرف مختلف رنگ، باغ کی فضائیں معطر اور پھولوں کا جوبن قابل دید ہوتا ہے۔ کلی ایک تبسم کے لیے جوانی لٹا دیتی ہے اور اسے ذرا بھی افسوس نہیں ہوتا۔ موسم بہار انتہائی خوبصورت انداز لیے آتا ہے۔ موسم بہار کائنات کا ایک انمول عطیہ ہے۔ اس موسم میں حسن و جمال حقیقی معنوں میں بے نقاب نظر آتا ہے۔ خالق کائنات کا حسن آنکھوں کے سامنے موجود نظر آتا ہے۔ آزادی کو بھی بہار سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ دعا ہے کہ رب اللعالمین تمام عالم کو بہار کی طرح روشن خوشگوار رکھے۔ اور ہم سب کو ایسی بہاریں نصیب کرے۔ آمین

موسم بہار ترقی خوشی، خوشحالی، امن و سکون اور آزادی کی علامت ہے۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

موسم بہار میں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ بہار کے موسم میں پرندوں کی بڑی چہچاہٹ اور شور ہوتا ہے۔ موسم بہار کی آمد سے ہر طرف رونق اور چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔لوگ اس موسم اور آب وہوا سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ صبح کے وقت لوگ کھلے میدانوں اور پارکوں میں ورزش کرتے ہیں۔ اور ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

جونہی موسم بہار شروع ہوتا ہے تو بارشوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بارشوں کی وجہ سے فصلوں کی پیداوار میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ صبح کے وقت جب سورج طلوع ہوتا ہے تو شبنم کے قطروں پر جب سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو یہ قطرے موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔

موسم بہار خدا کی ایک عظیم نعمت ہے جو اس نے ہمیں عطا کی ھے۔۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

عورت اور معاشرے کی ستم ظریفی

تحریر: نگین جاوید

خواتین کسی بھی معاشرے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کوئی بھی معاشرہ خواتین کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کر کے ترقی کا خواب پورا نہیں کیا جا سکتا اگر دنیا میں اپنا مقام بنانا ہے تو ملک کی خواتین کو ساتھ لے کر چلنا ہو گا اور اسی کے دم قدم سے سارے جہان میں رنگ ہیں لیکن پاکستان میں عورت کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے پاکستان جیسے ملک میں گھریلو حالات، غربت و تنگ دستی، محرومیوں اور مہنگائی کے ہاتھوں مجبور عورت جب روزگار کی تلاش میں باہر نکلتی ہے تو وہاں بھی اسے کئی پیچیدہ مسائل کا سامنا رہتا ہے تو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کے ترقی یافتہ ممالک کی خواتین اپنے مردوں کے شانہ بشانہ رہتی ہیں اور یہاں کیوں نہیں کیونکہ ان ممالک میں خواتین کو اتنے پیچیدہ مسائل درپیش نہیں ہوتے ہمارے معاشرے میں اول تو عورت کو اس قابل سمجھا ہی نہیں جاتا کے وہ گھر کی چار دیواری سے نکل کر اپنے خاندان کی ذمہ داری اٹھا سکتی ہے بالفرض اگر عورت ملازمت اختیار کر بھی لے تو بھی سماج میں موجود مردوں کی حاکمیت کے باعث اسے ہر وقت جنسی تفریق کا سامنا کرنا پڑتا ہے عورت کو آگے بڑھنے کے مواقع نہیں دیئے جاتے دوسری جانب خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی اور اجتماعی زیادتی جیسے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور پہلے کم نظر آنے والے یہ واقعات اب معمول کا حصہ بنتے جا رہے ہیں خواتین نا صرف گھر سے باہر بلکہ گھروں میں بھی محفوظ ہونے کی ضمانت نہیں دی جا سکتی ہے ہمارے معاشرے میں ایک عورت پر اگر تشدد کیا جاتا ہے تو ان میں سے اکثر خواتین صرف ظلم سہتی ہیں یا پھر آخری حد تک پر جاتے ہوئے خودکشی کر لیتی ہیں کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ یہ معاشرہ مردوں کا ہے اس کی کہیں نہیں سنی جائے گی اسی طرح عورتوں پر ہونے والے ظلم و جبر کے اکثر واقعات رپورٹ ہی نہیں ہوتے اکیسویں صدی میں بھی پاکستان میں وٹہ سٹہ اور ونی جیسی جاہلانہ رسومات عروج پر ہیں اسکے علاوہ کئی عورتوں کو غیرت کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے راہ چلتے عورتوں پر آوازیں کسنا انہیں برے ناموں سے پکارنا، مذاق اڑانا ان کی تضحیک کرنا، انہیں بلیک میل کرنا اور غیر مہذب الفاظ کا استعمال کرنا روز مرہ کا معمول بن چکا ہے یہ تمام تر مسائل ایک عرصے سے جوں کے توں ہیں خواتین کو معاشرے میں باعزت مقام دلانے اسے خود مختار بنانے اور ظلم و تشدد سے بچانے کے لئے جہاں حکومتی سطع پر قانون سازی کے ساتھ شعوری آگاہی بہت ضروری ہے خواتین کے حقوق کے حوالے سے اس وقت تک لکھا جاتا رہے گا جب تک کہ اسے بنیادی حقوق میسر نہیں آتے اور اس حوالے سے ہر

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

انسان کی ذمہ داری ہے کے وہ اپنا کردار ادا کرے تا کہ ہماری خواتین بھی ملک کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں اور ایک محفوظ زندگی گزار سکیں۔

عورت اور مادی ترقی

اقصیٰ الیاس

آج ہمارے معاشرے کو مغربی اور یورپی طوفان نے اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے عورتیں مادر پدر آزادی اور نام نہاد نعروں سے متاثر ہونے لگی ہیں اور اپنی آزادی کے نعرے لگاتے ہوئے سرکوں پر نکل آئی ہے یہ عورت تو مغرب کی عورت کے جیسی آزادی مانگ رہی ہے ان تمام نظریے نے عورت کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دیا ہے اور مساوات کا ایسا نظریہ پیش کیا ہے جس میں مرد عورت کے فطری جنسی اور جذباتی فرق کو ہی بھلا دیا جائے مگر یہ تو فطرت کے خلاف جنگ ہے اس نام نہاد آزادی اور مساوات کے دور میں عورت ذات کی جتنی ذلت ہوئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی اسلام کے نزدیک یہ آزادی نہیں جہالت ہے یہ بات بھی درست اج ہمارے معاشرے میں زمانہ جہالیت والا سلوک ہو رہا ہے عورت کے ساتھ اور عورت کی عزت اور جان و مال محفوظ نہیں عورت کو گھر میں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے عورت کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی ہے عورت کی عزت تار تار کی جاتی ہے اس سب میں کہیں قصور عورت کا بھی ہے اور ہمارے معاشرے کا بھی ہے اب یہ ہم پہ منحصر ہے کہ کسے ہم اپنے معاشرے کو مثالی معاشرہ بناتے ہیں۔

خواتین کا پردہ

بینش رشید

آج کے اس نازک دور میں خواتین کے ل ئے پردہ کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے جہاں روزانہ کی بنیاد پر جنسی زیادتی کے واقعات ہو رہے ہیں انہیں بننے سنورنے کا حق اسلام نے دیا ہے مگر لازم ہے کہ وہ اسلام کے مطابق زیب وزینت کریں اس کی زیب وزینت گھر میں اپنے شوہر کے لیے ہو اور جب گھر سے باہر نکلے تو حیا داری کے ساتھ تا کہ پتا چلے کہ وہ ایک معزز اور مہذب معاشرے کی خاتون ہے ان ساری تعلیماتِ کا مقصد خواتین کو اعلیٰ مقام عطا کرنا ہے اور انہیں پردے کی ہدایت اس لیے دی گئی ہے کہ وہ عزت و حیا کی زندگی گزاریں صحیح مسلم کی ایک روایت ہے وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور جو اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے کندھوں کو ہلا کر ناز وادا کا اظہارِ کرتی ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گئیں. خواتین کی چال اس قدر پروقار ہونی چاہیے کہ کسی شخص کو اس کی طرف بری نظر یا بری حرکت کرنے کی جرات تک نہ ہو سکے یہ ساری باتیں انسان کے کردار اور سوسائٹی کی اصلاح کے لیے بہت ضروری ہیں اور آج کے معاشرے میں فساد اور گناہوں کی روک تھام کے لئے یہ بات بہت ضروری ہے خواتین معاشرے کو بہترین استاد ڈاکٹر انجینئر لیڈر سیاستدان تاجر عالم دین اور بہترین والدین دے سکتی ہیں تو معاشرے کی اصلاح بھی کر سکتی ہیں۔

موجودہ حکومت

تحریر سدرہ اقبال تنولی

عمران خان نے 18 اگست کو وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف اٹھایا تو پوری قوم کی امید کی نظریں ان پر مرکوز تھیں 2013 سے لے کر 2018 کے الیکشن ہونے تک ان پانچ سالوں میں عمران خان اور ان کی جماعت نے جہاں ایک جانب ماضی کے حکمرانوں کی حکومت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا تو وہیں ساتھ ساتھ عمران خان نے اپنی جماعت کو اس حشیت سے پیش کیا کہ جو بر سر اقتدار آتے ہی صرف 90 دن میں ملک کے حالات تبدیل کر دیگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت نے بہت سے اقدام اٹھائے ہیں اور حکومت کی سب سے بڑی کامیابی پاکستان کے لیے ویزہ حاصل کرنے کے نظام میں آسانی لانا تھا حکومت نے بہت ہی قلیل عرصے میں کئی سالوں سے چلی آنے والی پالیسی کو تبدیل کیا اور اسکے نتیجے میں اب کاروباری افراد بزنس ویزا فوراحاصل کر سکتے ہیں ہماری حکومت نے جب ذمہ داری سنبھالی تو انکی کوشش تھی کہ مدینے کے ریاست کے طرز پر پاکستان کو بنائیں اور اس سلسلے میں سب سے اہم قدم پاکستان کے شہروں میں جگہ جگہ پناہ گاہ پروگرام کے تحت غریب عوام کو چھت فراہم کرنا تھا۔ حکومت کی ایک اور بڑی کامیابی مدرسے کی تعلیم کے نظام میں اصلاحات کے بارے میں پیش رفت ہے حکومت کا مقصد ملک میں تعلیمی نظام کو یکساں بنایا جائے اس سلسلے میں پہلے تنظیم وفاق المدارس سے کئی طویل میٹنگز کئیں اور اسکے بعد متفقہ طور پر معاہدے پر دستخط کرنے پر کامیاب ہوئی۔ حکومت نے صحت کے شعبے میں بھی اہم اہم اقدامات اٹھائے شعبہ صحت کو بہتر بنانے کیلئے پنجاب اور خیبر پختونخوا میں صحت کارڈ کا اجراء کیا گیا اور ہیلتھ بجٹ کو جی ڈی پی کا ٪1 سے بڑھا کر ٪3 کیا گیا۔ سیاحت کی ترویج کے لئے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں اور سیاحوں کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اسی وجہ سے Uk کی ایجنسی نے پاکستان کو Top tourism spot قرار دیا ہے ۔ اکنامی کو بہتر کرنے کے لیے International Experts کو بلایا گیا اور دہشتگردی کو روکنے کے لئے Intelligence Based آپریشن کروائے جارہے ہیں۔ کرونا وائرس کے لئے ایسی Strategy اپنائی جارہی ہیں جنکو پوری دنیا نے تسلیم کیا اور تعریف کر رہی ہے

حکومت میں آنے کے بعد عمران خان کا سب سے بڑا نعرہ مالی بے ضابطگیوں میں ملوث افراد کے خلاف اعلان جنگ تھا انھوں نے ملک کی لوٹی ہوئی دولت قومی خزانے میں واپس لانے گڈ گورننس اور مضبوط معیشت قائم کرنے جسے اعلانات کئے اور حکومت کا

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ہدف مخالفین ہے ہیں اس میں شک نہیں کہ حکومت کے ابھی بہت سے وعدے ایسے ہیں جن پر عمل درآمد نہیں ہوا مگر پچھلی حکومتوں نے ملک و قوم کو قرضوں اور مسائل کے جس دلدل میں پھنک دیا تھا اس سے نکلنا اور ان مسائل پر اتنی جلدی قابو نہیں پایا جاسکتا۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک حکومت صرف چند ہاتھوں میں رہی ہے اور اتنے سالوں کی گندگی کو چار، پانچ سالوں میں عمران خان کے کیئے بھی صاف کرنا ناممکن سی بات ہے۔ انشااللہ کچھ مشکلات کے بعد عمران خان کی قیادت میں ملک ترقی کی اس ہی راہ پہ رواں دواں ہو گا جسکا خواب بابائے اعظم نے دیکھا تھا۔

نئی امنگیں نئے ولولے

بسمہ ملک

موسم بہار کو تمام مسموں کی ملکہ کہا جاتا ہے۔ یہ موسم سب موسموں سے زیادہ پیارا موسم ہے۔ دوسرے موسموں کی نسبت اس موسم کا دورانیہ بہت کم ہوتا ہے۔ یہ آتا تو مختصر عرصے کے لیے ہے لیکن اس کی آمد کے ساتھ ہی طرح طرح کے رنگوں اور خشبوؤں کے پھول ہر طرف اپنی بہار دکھاتے ہیں۔ بہار کے موسم میں باغوں اور پارکوں کی رونق اپنے عروج پر مبنی ہوتی ہے اور علامہ اقبال کا یہ شعر بے اختیار زبان پر آجاتا ہے

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار

اُودے اُودے نیلے نیلے پیلے پیلے پیرہن

یعنی بہار کے موسم میں صحرا میں پھول کھلتے ہیں۔ تتلیاں پریوں پریوں کی طرح ان پر منڈلاتی ہیں۔ ان پھولوں کے لباس بینگنی، نیلے

اور پیلے ہوتے ہیں۔ موسم بہار نہ تو گرم ہوتا ہے اور نہ ہی ٹھنڈا۔ اس موسم میں رعنائیاں آجاتی ہیں۔ وہ حسن کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ ان رعانیوں اور حسن کو دیکھ کر ہر کوئی خوش ہوتا ہے۔ درخت ن ئے شگوفے اور پتے اگانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر جگہ ہریالی پھیل جاتی ہے جنھیں دیکھ کر پرندے بھی خوش ہوتے ہیں، ان خوبصورت نظاروں کو دیکھ کر وہ خوشی کے گیت گاتے ہیں۔ بلبل کا یہ من پسند موسم ہے پرندوں کے گیت اور پھولوں کی مہک ہم سب کی خوشی میں اضافہ کرتے ہیں۔ بہار کا موسم انسان کو نئی امید دلاتا ہے نئی امنگیں پیدا کرتا ہے۔ یہی وہ موسم ہے جب درختوں کی نئی

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

شاخیں نکلتی ہیں اور نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں، جب پھول کھلتے ہیں تو عجیب سی خوشی کا گماں ہوتا ہے تبھی انسان کے اندر نئے ولولے، نئے جذبے جنم لیتے ہیں وہ آنے والی زندگی کے لیے نئی منصوبہ بندی کرتا ہے۔یہ موسم گرمیوں کو خوش آمدید اور سردیوں کو خیر باد کہتا ہے۔اس موسم کا استقبال بڑے جوش و خروش سے کیا جاتا ہے۔۔

بچوں کو کامیاب بنانے کے دس اصول

تحریر: محمد نفیس دانش

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان کے اندر اللہ تعالی نے خوبیاں اور صلاحیتیں رکھی ہیں۔ ہر ایک کے اندر کوئی نہ کوئی کمال اور خوبی ضرور پنہاں ہوتی ہے اب یہ انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو تلاش کرے اس کے لئے جدوجہد کرے اور خود پر اعتماد کرے ۔اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ مستقبل میں ایک کامیاب انسان بن جائے۔ کامیابی و کامرانی اور سرفرازی وسربلندی اس کا مقدر ہو اور نصیب اچھا بن جائے۔ عظمت وبلندی اور راحت وسکون اسے میسر ہو جائے وہ سماج اور معاشرہ میں باعزت شہری رہے، عہدہ و منصب بھی اسے حاصل ہو اور علم وفضل اور فراست وذہانت اور فہم وادراک میں بھی لوگ اس کو رشک کی نظر سے دیکھیں اور اسی طرح ہم اپنے بچوں کے لیے بھی یہی سب کچھ چاہتے ہیں کہ وہ ایک عظیم لیڈر بنیں۔ یہ ایک فطرتی بات ہے کہ ان چیزوں کی تمنا اور خواہش تو سبھی کرتے ہیں لیکن یہ مقام ورتبہ اور عزت ووقار انہیں کو ملتا ہے جو تقدیر پر ایمان رکھ کر اس کے لئے تدبیر اور جہد ومشقت کرتا ہے اپنے اندر ہمت عزم اور خود اعتمادی پیدا کرتا ہے؛ کیونکہ قدرت کا قانون ہے کہ اگر آپ میں کوئی قابلیت ہے، تو وہ زیادہ دیر پنہاں نہیں رہ سکتی۔ ہمارا ٹیلنٹ بہت جلد ہمارے ارد گرد کے لوگوں کی نظر میں آنے لگتا ہے، ضروری نہیں کہ یہ عمل شعوری ہو مگر لوگ پھر بھی دوسرے کے ٹیلنٹ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

آپ غور کیجیے کہ ایک ایسا انسان جس میں تدریس کی صلاحیت موجود ہے، جو پیدائشی اُستاد ہے وہ کبھی بھی اپنے کام سے اُکتاتا نہیں ہے۔ دن ہو یا رات وہ یہ کام بخوشی اور جوش وجذبے کے ساتھ جاری رکھتا ہے، جس کا مشاہدہ آپ شب وروز کرتے رہتے ہیں۔ آپ بھی اپنے آپ میں اور اپنے بچوں میں ایسے کام کی تلاش کریں جسے کرتے وقت آپ اور آپ کے بچے خوب لطف اندوز ہو، خوشی، اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہو، بوریت، اُکتاہٹ اور تھکان بالکل نہ ہوتی ہو۔ اس کے لیے اہم بات یہ ہے کہ بچوں پر پڑھائی میں اچھی کارکردگی کے لیے اتنا زور نہیں دینا چاہیے؛ کیونکہ اس کے دباؤ کی وجہ سے وہ نفسیاتی اور سماجی مسائل کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچوں کا مستقبل مزید سنور جائے اور کامیاب وکامران ہو کر ہمارے معاشرے کا اچھے انسان بن جائیں تو اس کے لیے ہمیں ذیل میں دس اصولوں کی مستقل پابندی کرنی ہوگی:

:1خود اعتمادی پیدا کریں

خود اعتمادی کامیابی کی علامت اور فلاح و کامرانی کا پہلا زینہ ہے اپنے اندر بغیر خود اعتمادی پیدا کئے منزل کا خواب دیکھنا اور ہدف کو حاصل کرنے کی امید رکھنا یہ دیوانے کا خواب سمجھنے کے مترادف ہے۔

:2صلاحیتوں کو جانچنا

بچوں کی صلاحیتوں کو جانچنا ضروری ہے جس کی مدد سے یہ بات ابھر کر سامنے آسکتی ہے کہ آیا انھیں کسی قسم کی کوئی ذہنی یا کوئی اور بیماری تو نہیں ہے یا وہ نفسیاتی یا سماجی مسائل کا سامنا تو نہیں کر رہے۔

:3شوق و جذبہ پرکھنا

بچے کے شوق اور صلاحیتوں کو اجاگر کریں

چاہے وہ کوئی کھیل ہو یا فنون لطیفہ میں سے کوئی عمل، بچپن سے ہی بچوں کو کسی مشغلے میں دلچسپی رکھنے پر ان کی حوصلہ افزائی کرنا مستقبل میں ان کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ ان پر کوئی چیز زبردستی نہیں تھوپنی چاہیے۔

:4ذہنی اور نفسیاتی ضروریات

اپنے بچے کی ذہنی اور نفسیاتی ضروریات کو سمجھیں، کسی بھی چیز کو سیکھنے کے لیے تجسس کا ہونا سب سے ضروری ہوتا ہے۔ بچے سکول شروع ہونے سے پہلے بہت سے سوالات کرتے ہیں اور کئی بار یہ ممکن ہے کہ ان کو جواب دیتے دیتے آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے لیکن یہ اُن کی نشو نما کے لیے ضروری ہے۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

5: معلم و مربی سے مشاورت

اساتذہ کے ساتھ مل کر بچے کی ضروریات کے بارے میں بات کریں، ذہین بچوں کو اکثر زیادہ مشکلات سے بھرپور سوالات چاہیے ہوتے ہیں تاکہ ان کے ذہنی نشو نما میں اضافہ ہو اور اس کے لیے ان کو زیادہ مدد کی ضرورت درکار ہوتی ہے۔ اس کے لیے یہ اہم ہے کہ اساتذہ کے ساتھ اس بارے میں مشورہ کیا جائے۔

6: غلطیوں سے مت گھبرائیں

غلطیاں اور ناکامیاں مستقبل میں کامیابی کی کنجی ہیں اور سیکھنے کے لیے یہ بھی ضروری ہیں، ان سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ غلطیوں کو موقع سمجھنا چاہیے؛ تاکہ بچے ان سے سبق سیکھیں اور مستقبل میں بہتر کارکردگی دکھائیں۔

7: وقت کی پابندی

یہ ایک اصولی بات ہے کہ جو لوگ وقت کی قدر کرتے ہیں تو پھر وقت بھی ان کی قدر کرتا ہے؛ کیونکہ زندگی کا ہر لمحہ وقت کی دہلیز میں نپا تلا ہے، کوئی لمحہ واپس نہیں آسکتا۔ اسی طرح بچپن کا یہ سنہری دور بھی کبھی پلٹ کر نہیں آئے گا، اگر ہم اپنے بچوں کے وقت کا بہترین استعمال کریں تو ہمارے بچے کامیابی کی جانب بہت جلد گامزن ہوتے نظر آئیں گے۔

8: مستقل مزاجی

مستقل مزاجی آپ کا اور آپ کے بچوں کا وہ قیمتی بیش قیمت اثاثہ ہے جو آپ کو کبھی بھی نادم نہ ہونے دے گا، اس لئے اپنے بھی اور اپنے بچوں کے بھی ہوم ورک اور اسکلز ڈیویلپمنٹ کے لئے شیڈول بنائیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو عین امتحانات کے وقت بچے کی

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ذہنی صلاحیتیں مفلوج ہو سکتی ہیں اور بچے کے ساتھ ساتھ آپ بھی ڈپریشن اور مایوسی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا مستقل مزاجی اور وقت کی پابندی کو کبھی نہ بھولیں۔

9: حوصلہ افزائی کرنا

بچوں کی نشونما کے لیے بہت ضروری ہے کہ کسی بھی چیز کے حصول کے لیے ان کی جانب سے کی گئی کوشش کی داد دینی چاہیے بجائے اصل نتیجے کے۔ بچوں کے سیکھنے کے عمل میں خاص بات یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے والدین کے رد عمل سے سیکھتے ہیں، اس لیے ہر اچھے کام پر اس کی حوصلہ افزائی کی جائے، حوصلہ افزائی مایوسی کا شکار کسی بھی فرد کو خوشی سے ہمکنار کرنے اور محنت و کامیابی کی ترغیب دینے کا نام ہے۔ ہم سب کو ایسی حوصلہ افزائی، انعام اور ستائش کی طلب ہر وقت رہتی ہے۔ دنیا کے ہر کامیاب شخص کے پیچھے کسی کی تھپ تھپاہٹ اور کچھ کر دکھانے کی ترغیب ہوتی ہے، جو ناممکن کو بھی ممکن کر دکھاتی ہے۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کا حوصلہ بڑھائیں اور انھیں باور کرائیں کہ وہ ناممکن کو ممکن بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

10: اصلی ہدف کا تعین

یہ مذکورہ تمام چیزوں کا بخوبی جائزہ لے کر ہم اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کر دیں کہ ان کا دل و دماغ، شعور اور اندرون اِس بے وقعت ہدف اور عظیم ہدف کے درمیان پائے جانے والے فرق کو محسوس کرے اور زندگی کے اہداف پر نظر ثانی کرے۔ اپنے مختصر سے دنیوی ہدف کو حقیقی ہدف کے تابع بنائے اور ابدی زندگی پر نظریں مرکوز کرلے جو کبھی ختم نہ ہونے والی اُخروی زندگی ہے۔ اپنے کارناموں، اپنے اہداف اور اپنے نصب العین کو کتابِ ہدایت میں موجود رہنما خطوط کی روشنی میں نئے سرے سے متعین کرے۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

کرونا اور عوام کا ردعمل

وقاص خان تنولی

کرونا وائرس ایک مہلک وائرس ہے جو نظام تنفس پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے اور یہ انتہائی چھوت ہے کہ متاثرہ شخص سے ہاتھ ملانے سے بھی منتقل ہو سکتا ہے اس لئے یہ اپنی نوعیت میں تیزی سے پھیلنے والا وائرس ہے۔ اس کی عام علامات نزلہ زکام کھانسی اور سانس لینے میں دشواری ہے چین کے شہر وہاں سے پھیلنے والا یہ وائرس دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے گیا اور امریکہ فرانس اور اٹلی جیسے ترقی یافتہ ممالک کے نظام تعلیم صحت معشیت اور کاروبار کو مفلوج کر دیا ابتدا میں مختلف قیاس آرائیاں کی گئیں کہ یہ ورلڈ آرڈر کو بدلنے کی سازش ہے یا پھر 5 the Generation war وغیرہ ہے اور اسی طرح بائیولوجیکل وار کا نام بھی دیا گیا پاکستان جو کہ ایک ترقی پزیر ملک ہے جہاں معلومات اور اور وسائل کا کثیر فقدان اس وائرس کو نظر انداز کرتا گیا لیکن آخر کب تک؟ 26 فروری 2020 کو کراچی میں کووڈ کا پہلا کیس سامنے آیا جسکے بعد صوبائی اور وفاقی حکومت نے حکمت عملی تیار کرنا شروع کی اور کیس دن بدن بڑھتے گئے اور بالآخر 12 مارچ 2020 میں عالمی ادارہ صحت نے کرونا کو عالمی وبا قرار دیا جسکے بعد 14 مارچ 2020 کو ملک بھر میں تمام تعلیمی اداروں کو بند کر دیا لیکن عوام نے وائرس کو سنجیدگی سے نہیں لیا اور Sop's پر عمل کرنے سے گریز کیا اور جب حکومت نے ملک میں مکمل لاک ڈوان کیا تو عوام کی طرف سے اعتراضات کی ایک لمبی لسٹ حکومت کے سامنے پیش کی گئی عوام لاک ڈوان کو حکومت کی سازش سمجھنے لگے اور دوسری سیاسی جماعتوں نے بھی ان تمام حالات کا بھرپور فاعدہ اٹھاتے ہوئے اپنی سیاست جمانا شروع کر دی عوام حکومت کی دی گئی تجویز پر براہ نام ہی عمل درآمد کرتی ہے لیکن یہاں میں ایک بات کہنا چاہوں گا کہ وائرس اب بھی موجود ہے اور اس سے بچاؤ بھی ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے ہمیں احتیاطی تدابیر پر عمل درآمد کر کے اپنی اور دوسروں کی قیمتی جانوں کو بچانا ہے۔

السلام

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

نظامِ تعلیم

از قلم: اُم فاطمہ

مغربی تہذیب و تمدن نے اسلام کی روایات کو چھین کر ہمیں روشن خیالی سونپ دی۔ جو بظاہر آزادی مگر اسلام کی روح کی موت ہے۔

اقبال فرماتے ہیں۔

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم

ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

لیکن سوال یہ ہے کہ تعلیم ہے کیا؟ اور نظامِ تعلیم کس کو کہتے ہیں؟

تو جانیئے کہ کسی بھی دین و مذہب میں کامیاب اِنسان کا جو تصور ہے اُس کامیابی تک پہنچنے کے لئے اُس دین و مذہب میں جو مرتب نصاب ہے اُس کو اُس کا نظامِ تعلیم کہتے ہیں اب چاہے وہ تعلیم اسلامی طرز پر ہو یا غیر اسلامی طرز پر ہو، اسلام نے جو نظامِ تعلیم دیا ہے اِس جیسا نظام سارے ادیان والے لانے سے قاصر ہیں۔

آج کا تعلیمی نظام اپنے ساتھ ساتھ خطرناک نتائج چھوڑ کر جا رہا ہے۔ کالج اور یونیورسٹی میں بڑھتی ہوئی یورپیئن فضا کی لہر اِس حد تک پھیل چکی ہے جِس کو قابو کرنا ناممکن سا ہو گیا ہے۔

کاش ہر مسلمان اپنے شعور کو اُجاگر کرے اور اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں ایمان اور زندگیاں بچائیں۔۔!

غیرت

از عائشہ جبیں

"غیرت" یہ لفظ ہر روز سنتے ہیں کہ فلاں کا بھائی بہت غیرت مند ہے، اس کا شوہر بڑا غیرت مند ہے، باپ کی غیرت! غرض کہ غیرت ہر بار مرد سے منسوب کی گئی ہے۔ میرا سوال ہے کہ غیرت مرد کی ہوتی ہے عورت کا اس سے دور دور تک جیسے کوئی لینا دینا ہی نہیں۔ بس عورت کو غیرت کے نام پر قتل کرنا ہے۔ کبھی بھائی کی غیرت، کبھی باپ کی اور کبھی شوہر کی غیرت! ہر بار عورت ہی غیرت کے نام پر ماری جاتی ہے۔ کبھی یہ کیوں نہیں سنا کہ کسی لڑکی نے اپنے بھائی کو کسی لڑکی کے ساتھ دیکھا اور غیرت کے نام پر قتل کر دیا یا پھر کسی عورت نے اپنے شوہر کو کسی دوسری عورت کے ساتھ قابلِ اعتراض حالت میں دیکھا اور رونے دھونے کی بجائے اپنے شوہر کو غیرت کے نام پر قتل کر دیا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیا واقعی عورت میں غیرت نہیں ہوتی؟ بس عورت کے ذمے یہ ہے کہ وہ کبھی بھائی کی عزت کے لیے اور کبھی باپ اور کبھی شوہر کی عزت و غیرت کے لیے اپنی جائز خواہشات کا گلا دباتی رہے۔ میں یہ بھی نہیں کہتی کہ عورت بے لگام ہو جائے جب قرآن پاک نے دونوں کو برابر کے حقوق دیے ہیں ان کو پورا کریں، میں یہ باخوبی جانتی ہوں مرد کا درجہ عورت سے اوپر ہے مگر پھر بھی ان مردوں کو چاہیے کہ غیرت کے نام پر بے گناہ عورتوں کا قتلِ عام بند کریں۔ ان کو بھی عزت دیں بہت سے مرد ہیں جو عورت کو ذرا برابر عزت نہیں دیتے اور بہت سے مرد ایسے ہیں جو بے پناہ عزت دیتے ہیں اور بہت سی عورتیں ایسی بھی ہیں جن کو لفظ عزت کا احساس تک نہیں۔ بہر حال میرا کہنا یہ ہے کہ غیرت کے نام پر عورت کا قتل نہ کریں۔ عورت میں بھی غیرت ہوتی ہے مگر وہ غیرت کے نام پر کسی کو قتل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی۔

خواتین کا عالمی دن

از حامد رضا (ریاض، سعودی عربیہ)

8 مارچ کو دنیا بھر میں خواتین کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ ملازمت پیشہ خواتین یعنی working women اس دن کا اہم حصہ ہوتی ہیں۔ اس دن کو خواتین کی خدمات کے اعتراف کے طور پر منایا جاتا ہے۔ خواتین کا عالمی دن منانے کا سلسلہ پچھلی صدی کے اوائل میں شروع ہوا تھا اور باقی دنیا کی طرح ہم پاکستان میں بھی اس دن کو منائیں گے۔ لیکن ایک تقسیم شدہ معاشرے اور قوم کی طرح ؟؟ کیونکہ ہمارے ہاں زیادہ تر لوگوں کے خیال میں خواتین کا عالمی دن منانا وقت کا ضیاع اور مغربی تہوار ہے۔ جس سے ہماری ثقافت یا مذہب کا کچھ لینا دینا نہیں۔ کچھ لوگوں کے خیال میں یہ خواتین کا عالمی دن سیمینار یا ٹی وی ٹاک شوز میں بحث و مباحثہ کر کے ٹھیک طرح سے منایا جاتا ہے۔ جو چیز ہمارے ہاں ہمیشہ ہی نظر انداز ہو جاتی ہے وہ عورت کا تشخص، اس کے وجود کی اہمیت اور اس کی زندگی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں عورت کی اہمیت ابھی تک مبہم ھے۔ جب کہ ہمارے مذہب نے تو عورت کو اعلیٰ ترین مقام دیا ہے. خواتین کے حوالے سے عالمی سطح پر دن منانے کا مقصد عورت کی دنیا میں خدمات کا اعتراف کرنا اور اس کے وجود کی کسی بھی دوسرے ذی روح جتنی اہمیت کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ ھم گندگی صاف کرنے کے بجائے کارپٹ کے نیچے گند جمع کر کے گندگی چھپانے کے شوقین ہیں اس لیے ایسے عالمی دن ہماری سوچ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ پاتے اور ہم اپنے آپ کو یہ دھوکہ دے کر تسلی کر لیتے ہیں کہ یہ عالمی دن خواتین کو بے حیا و بے شرم بنانے کیلئے منایا جاتا ہے۔ جبکہ جتنی آزادی ہمارے مذہب نے عورت کو دی ہے وہ مثالی ہے اور دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے۔ حالانکہ صورتحال اس سے یکسر مختلف ہے۔ بچی کے پیدا ہونے سے لے کر اس کے جنازے تک ہمارا معاشرہ قدم قدم پر "پردہ"، "غیرت"، "مذہب" اور "روایات" کے نام پر اس کے احساسات اور خیالات کی نفی کرتا ہے۔ آج اکیسویں صدی میں بھی ہمارے یہاں عورت کے "وجود" کو ہی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ پیدا ہوتے ہی اس کے دماغ میں یہ بات گھسا دی جاتی ہے کہ اس کی زندگی کا واحد مقصد نسلِ انسانی کی افزائش کے مقصد کے حصول میں مرد کی غلام بن کر جینا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ آفرین ہے ان تمام مذہبی اور ثقافتی ٹھیکیداروں پر جو بڑے رعب اور دبدبے کے ساتھ عورت کے حقوق اور مقام کا مذہب اور سماج کے سانچوں میں تعین کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنی پیدائش سے لیکر ہوش سنبھالنے تک عورت کے قدم قدم پر محتاج مرد حضرات جب اس کی زندگی کے مالک بن بیٹھیں اور اپنے لیئے معیار الگ

اور عورت کیلئے الگ رکھیں تو تعجب اور حیرت ہوتی ہے۔ ہم آنکھ ایک عورت کی گود میں کھولتے ہیں اور اس کی آغوش میں دنیا کی سختیوں اور نرمیوں کو پرکھنے کی صلاحیتیں پیدا کرتے ہیں۔ لیکن جونہی ھم بلوغت کی عمر پر پہنچتے ہیں تو ہمیں غیرت اور بے حیائی کا سبق یاد آجاتا ہے۔ دلچسپ بات ہے کہ قحبہ خانوں میں جانے والے جنسی تسکین کے حصول کی خاطر نشے میں دھت حضرات ہوں، دن بھر کے تھکے ماندے ملازمت پیشہ یا تاجر افراد ہوں یا پردے کے نام پر عورت کو گھر میں قید کر کے رکھنے والے افراد، سب کو دنیا کی تلخ حقیقتوں اور زندگی کی کڑواہٹ سے وقتی طور پر نجات ایک عورت کی آغوش میں ہی آکر نصیب ہوتی ہے۔ دنیا بھر میں اس سال خواتین کے عالمی دن کا تھیم " ففٹی ففٹی 2030 " ہے۔ ایک ایسی دنیا جہاں 2030ء تک دنیا کی آبادی پچاس فیصد مرد اور پچاس فیصد خواتین پر مشتمل ہوگی۔ جہاں وسائل تخلیقات کاروبار غرض زندگی کے ہر شعبے میں مرد اور عورتوں کا حصہ آدھا آدھا ہوگا اور ایک طرف ہماری دنیا ہے جہاں آج بھی اس بات پر غور وخوص ہو رہا ہے کہ کیسے سماج میں بسنے والی خواتین کو باندی بنا کر رکھا جائے۔ کس طرح سے مرد کی حاکمیت کے فرسودہ خیالات و تصورات کو زندہ رکھا جائے۔ خود ہم سب بھی ابھی تک زمانہ جاہلیت میں بستے ہیں۔ لڑکے کی پیدائش پر ہماری چھاتی چوڑی ہو جاتی ہے اور لڑکی کی پیدائش پر ہمارے کاندھے ڈھلک جاتے ہیں۔ ھم بیٹے کو اپنا پیٹ کاٹ کر مہنگے سے مہنگے اسکول کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل کرواتے ہیں۔ لیکن بیٹیوں کو عام سے اسکولوں کالجوں میں پڑھوا کر مطمئن ہو جاتے ہیں. آج بھی ھمارے ہاں زیادہ تر افراد کی سوچ یہ ہے کہ بچیوں نے پڑھ لکھ کر آخر کو کرنا ہی کیا ہے؟ گھر بار ہی تو سنبھالنا ہے اس لیے بس مختصر تعلیم دلواؤ تاکہ اچھا رشتہ آسکے۔ اسی طرح لڑکا اگر شادی کرنا چاہے تو بلے بلے مگر یہی خواہش اگر کوئی لڑکی کردے تو بس غیرت کو ٹھیس، مذہب اور ثقافت کو خطرہ، برادری میں ناک نیچی الامان الحفیظ!!! جہیز کی فرمائش سے لیکر دھوم دھڑکے سے لڑکے کی شادی اور لڑکی کی سادگی کفایت شعاری اور جہیز سے پاک جیسے نعرے اور بہانے۔ لڑکا پوری پوری رات گھر سے باہر چاہے نشہ کرتا پھرے یا پھر جنسی تسکین ولذت کا سامان سمیٹے اس کو سب معاف لیکن بیٹی کو ذراسی دیر ہو جائے تو اس کی دھلائی اور بے عزتی۔ ہمارے ہاں سندھ میں کاروکاری اور لڑکی کی جبراً قرآن سے شادی کی جاہلانہ رسمیں ہمارے معاشرے پر بدنما داغ ھیں. غرض ہر رنگ اور ہر روپ میں منافقانہ اور غاصبانہ طریقوں سے دھونس دھاندلی کر کے خواتین کو ہم جانور سمجھ کر دباتے ہی جاتے ہیں۔ جو فہم سے بالاتر ہے کہ عورت کیا انسان نہیں ہے؟ کیا وہ سانس نہیں لیتی؟ کیا وہ ارمان، جذبات اور خواہشات نہیں رکھتی؟ کیا اس کو صرف مرد کی خواہشات اور آسودگی کی تکمیل کیلئے ہی اللہ تعالی نے دنیا میں بھیجا ہے تو پھر تو خالق کائنات اسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ہی نہیں دیتا مگر عورتوں نے تو قسم کھا رکھی ہے کہ ہم سوچنے کا یا عقل استعمال کرنے کا

گناہ کبھی بھی نہیں کریں گے اس لئے اب کوئی اور ان کے لئے کیا سوچے۔ اصل مسئلہ دراصل یہ ہے کہ " مرد نے عورت کے ساتھ ابھی صرف سونا ہی سیکھا ہے، جاگنا نہیں "۔ جس دن ہم عورت سے جذبات کے علاوہ اس امر کا بھی ادراک کریں گے کہ یہ عورت سانس لیتی ہے خواب دیکھتی ہے اور سوچ و تخیلات میں ہم سے کسی بھی طرح کم نہیں، اس دن شاید ہم خواتین کو نہیں بلکہ اپنے تباہ حال معاشرے کو مضبوط کرلیں گے مگر اس کے لئے عورت کو قدم بہ قدم اٹھنا ہو گا۔ جب ہی ہمارے معاشرے میں بہتری آئیگی۔ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اپنے معاشرے میں بسنے والی تمام " خواتین " سے مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ خدارا سوال کیجئے۔ ہر منافقانہ طرز عمل اور ہر اس سوچ پر جو آپ کو معاشرے میں پیچھے رکھنا چاہتی ہے۔ چیلنج کیجئے ان تمام نظریات کو جو آپ کو باندی بنا کر بچے پیدا کرنے والی مشینیں سمجھتے ہیں۔ اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو بتایئے کہ غیرت بچیوں کو تعلیم نہ دلوانے، ان کی جبری شادیاں کروانے ان کو ملازمت نہ کرنے دینے سے متاثر ہوتی ہے نا کہ ان کو پڑھنے لکھنے اور باہر پیشہ وارانہ امور کی انجام دہی میں بھیجنے سے۔ بے حیائی بچیوں کے ارمانوں اور خوابوں کا گلا گھونٹنا ہوتی ہے نا کہ ان کے ارمانوں اور خوابوں کو پورا کرنا۔ بتایئے اونچی ناک والوں کو کہ عالمی برادری میں ہماری ناک غیرت کے نام پر اپنی ہی بچیوں کو روز قتل کرنے پر متاثر ہوتی ہے نا کہ بچیوں کے آسکر یا نوبل پرائز جیتنے پر۔ مرد کی حاکمیت کا درس دینے والوں کو بتایئے کہ حاکم صرف اللہ تعالی کی ذات ہے باقی سب برابر ہیں۔ آپ کو ذہنی طور پر کمتر سمجھنے والوں کو بتایئے کہ محترمہ فاطمہ جناح، بے نظیر بھٹو، مریم نواز، اور بے شمار سیاستدان، شاعرات، ادیب، مفکر، ماہرین، انجینئرز، ڈاکٹرز، سائنس داں، خواتین بھی ہیں اور ان کی صلاحیتوں کا لوہا پوری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ ہم جس ملک میں رہتے ہیں وہاں معیشت کا پہیہ بھی خواتین کی شرکت کے بنا چل ہی نہیں سکتا۔ اس لیئے سیاسی ایجنڈہ اور بیانیہ بھی اب خواتین کیلئے تبدیل ہونا ضروری ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا سماجی بیانیہ بھی تبدیل کریں اور خواتین کے وجود سے انکار کے بجائے ان کے وجود کو تسلیم کریں۔ ویسے بھی ہماری جہالت سے خواتین کا وجود ختم نہیں ہو سکتا۔

اس دن کی مناسبت سے دنیا میں بسنے والی تمام خواتین کو دنیا کو خوبصورت بنانے اور مہذب بنانے میں ان کے حصے پر خراج عقیدت پیش ہے اور بے شمار دعائیں و نیک تمنائیں کاش ہمارا معاشرہ ایک مہذب معاشرے میں تبدیل ھو جائے۔ انشاء اللہ....

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

اپنا بزنس بڑھائیں

اردو ورچوئل ڈائجسٹ کے ساتھ اب اشتہار دیجیے

اشتہار ریٹس

ڈائجسٹ میں اشتہار 30 روپے

ویب ناول میں اشتہار 30 روپے

شرائط

اپنا اشتہار ہم سے بھی بنوا سکتے ہیں ورنہ خود بنا کر واٹس ایپ کر دیں۔

ہم اشتہار فری میں ڈیزائن کریں گے۔

03081951011

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

سلسلہ وار ناول

سلسلہ۔۔۔۔عورت تیرے روپ ہزار

تحریر۔۔۔۔۔فوزیہ کنول۔۔کنگن پور

ہم پیش کرنے جارہے ہیں آپکے سامنے ایک ایسا سلسلہ جس میں آپکے سامنے ہو گا ہر بار عورت کا اک نیا روپ، نئے انداز اور نام کے ساتھ۔

اس بار پیش کرنے جارہی ہوں ایک بھائی کے لیے عورت کے پیار کا ایک انوکھا روپ

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

عورت تیرے روپ ہزار" اس سلسلہ وار ناول میں، میں لے کر آتی ہوں آپکے سامنے ہر بار عورت کا ایک نیا روپ، نئے انداز اور ایک نئے نام کے ساتھ، پچھلی اپیسوڈ میں آپ نے پڑھی ماں اور بیٹے کی والہانہ محبت کی کہانی، اس بار پیش کرنے جا رہی ہوں ایک بھائی کے لیے عورت کے پیار کا ایک انوکھا روپ" (وڈیرہ سائیں)

امید کرتی ہوں آپکو یہ سلسلہ پسند آیا ہو گا"

اپنی قیمتی آراء کے لیے تبصرہ کی صورت میں اظہارِ خیال ضرور کیجئے گا۔

"آپکی رائے کی منتظر فوزیہ کنول"

"وڈیرہ سائیں"

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

"وڈیرہ سائیں"

"یہ تمہاری منہ دکھائی ہے، وہ سگریٹ سلگاتے ہوئے پاس آکر بولا"

اس کے ہاتھ میں ایک پیاری، نازک سی ڈائمنڈ رِنگ تھی۔

پھر وہ سگریٹ کے کش لیتے ہوئے اِدھر اُدھر جھولنے لگا"

نجانے کتنے ہی لمحے اسی طرح گزر گئے، میں اندر ہی اندر پریشانی محسوس کرنے لگی"

"آپ ٹھیک تو ہیں سائیں، میں نے دوپٹے کی اوٹ سے ذرا ان کے چہرے پہ نظر ڈالی"

"ان کے چہرے پر بے بہا چھائیاں، کالا رنگ، دراز قد، ڈراؤنی شکل، اور سر پر بال نام کو نہ تھے۔

ان کو اتنے قریب سے آج میں پہلی بار دیکھ پائی تھی۔

مجھے اپنی قیسمت پہ رونا بھی آتا مگر پھر اپنے معصوم بھائی کی صورت میری آنکھوں کے سامنے رقص کرنے لگتی تو مجھے اپنے آپ پہ فخر محسوس ہونے لگتا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

”وڈیرے سائیں نے سگریٹ ختم ہونے پر ایش ٹرے میں گھس کے بجھایا اور فریش ہونے کے لیے باتھ روم چلے گئے، تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو وہ سفید سوٹ میں ملبوس میرے سامنے تھے۔

”تم بھی کپڑے بدل لو، تھک گ ئی ہو گی، انھوں نے بھاری آواز میں کہا،

اور چند ثانیے مجھے گھورتے رہے“

دلہن کا روپ اتنی آسانی سے نظر انداز تو نہیں کیا جا سکتا ناں“

وہ اپنی جابرانہ شخصیت لے کر میرے پاس آن بیٹھے“

میں سمٹ سمٹ کر پیچھے ہٹتی گئی، مجھے ان کے بھاری لہجے سے ڈر لگ رہا تھا، میں خوف سے کانپنے لگی، سوچنے لگی کیسے رہوں گی میں اس اجڈ شخص کے ساتھ۔

”سائیں آپکو کوئی باہر ملنے آیا ہے۔۔۔میں نے ڈیرے میں بٹھا دیا۔

باہر سے کریم بابا نے اعلانیہ کہا۔

وڈیرہ سائیں فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔تو میری جان میں جان آگ ئی۔

****----------****

”مہندی کی رات بھی لڑکیاں چھیڑتی رہی کہ واہ بھ ئی کیا قیسمت پائی ی ہے، وڈیرے سائیں سے شادی ہو رہی ہے، حویلی کی مالکن کہلاؤ گی، مگر کوئی ی اس سے تو پوچھے کہ وہ کیا چاہتی تھی، چوہدری، سردار، وڈیرے، کم تعلیم یافتہ، جاہل، اجڈ دیہاتی، جاگیر دار ٹائی پ کے لوگ اسے بالکل پسند نہ تھے“ مگر آج تو اسے ہر طرف سے یہی صدائیں آ رہی تھیں۔

”کہ حوریہ“ چوہدری شفا اللہ کی دلہن بننے جاری ہے مگر اسکے لبوں پر تو چپ کے قفل لگے تھے، وہ بے زبان تھی، اسے لگ رہا تھا کہ اس کے ساتھ جانوروں، درندوں کا سا سلوک کیا جائے گا، حرس و حوس کا نشانہ بنایا جائے گا یہ سوچ کر وہ خوف سے کانپ اٹھتی۔ اسے جاہلوں سے خدا واسطے کا بیر تھا مگر آج اسکا ناتا ایک جاہل دیہاتی سے جڑنے جا رہا تھا۔

”وہ ایسا کبھی نہ کرتی، حوریہ ہر وہ قدم اٹھاتی جو اسے اٹھانا چاہیے تھا، وہ اپنے حق کے لیے لڑتی بھی کیونکہ وہ ایک بے باک اور تعلیم یافتہ لڑکی تھی آج تک اس نے کسی سے ڈر کر کوئی فیصلہ نہ کیا تھا مگر اس نے اپنے جذبات، اپنی خواہشات کا خون فقط اس لیے ہونے دیا کہ اس کا چھوٹا بھائی ی حامد جو کہ وڈیرے سائیں کے بیٹے موحد کا جگری یار تھا، دونوں اکٹھے پڑھے اور ایک دوسرے کے ہمراز بھی تھے اکٹھے شکار پر جاتے“ ایک دن حامد ڈیرے پر گیا تو موحد اپنی بندوق صاف کر رہا تھا جو کہ حامد نے عادتاً ہی پکڑ لی اور خالی سمجھ کہ چلادی“

بندوق سے نکلنے والی گولی سامنے بیٹھے موحد کے سینے کے پار ہو گئی“ موحد کی سانسیں تو گنتی کی بچی تھیں مگر پھر بھی وڈیرے سائیں نے موت سے پنجہ آزمائی ی کرنے کی کوشش کی، زندگی اور موت کی جنگ میں آخر کار جیت موت کی ہوئی ی اور موحد کی روح جانبِ منزل پرواز کر گ ئی۔۔۔!

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

”حامد ابھی موحد کی موت کے صدمے سے نکل نہ پایا تھا کہ وڈیرے سائیں نے موحد کی موت کا ذمے دار اسے ٹھہراتے ہوئے پولیس مگوالی۔۔۔!

”سب کہنے لگے کہ سائیں یہ ایک سنگین خادشہ تھا، حامد تو موحد پہ جان دیتا تھا مگر وڈیرہ سائیں کسی طرح نہ مانا اور حامد کو پولیس کے حوالے کر دیا، ہاں ایک شرط پہ معاف کر سکتا ہوں مجھے بدلے میں حوریہ کا ریشتہ چاہیے“

”یہ سن کر حامد نے صاف انکار کر دیا اور ہتھکڑیوں میں مقید ہو کر پولیس والوں کے ساتھ چل دیا۔

”اس سے پہلے کہ حامد مجرم قرار پاتا اور اسے پھانسی کی سزا ہو جاتی حوریہ نے وڈیرے سائیں کے پاؤں پکڑ لیے، سائیں میں شادی کے لیے تیار ہوں آپ حامد کو چھڑوا دیں بس۔۔۔!

”حوریہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟

بنا سوچے سمجھے اتنا بڑا فیصلہ نہ کرو، اور پھر تم اپنی اور وڈیرے سائیں کی عمر دیکھو۔

کیا جوڑ ہے تمہارا اور وڈیرے سائیں کا؟

میں بے قصور ہوں حوریہ، اک دن چھوٹ جاؤں گا تم اپنی پھول جیسی زندگی تباہ نہ کرو۔

”نہیں مرے پیارے بھائی اگر میری چند خوشیوں کے بدلے تمہاری زندگی گرہن لگنے سے بچ سکتی ہے تو میں خوشی خوشی یہ شادی کرنے کو تیار ہوں۔

”اسے جاگیرداروں اور چوہدریوں سے سخت نفرت تھی حامد بھی اس بات سے واقف تھا، اس نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ اپنے فیصلے پہ ڈٹی رہی۔

”وڈیرے سائیں نے مہر میں پانچ لاکھ روپے، دس تولے سونا اور ایک باغ اس کے نام لکھا۔

”آج اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بکاؤ چیز ہے، جیسے اسے نیلامی میں رکھا گیا ہو، جسکا جی چاہے اسے حاصل کر سکتا ہے اور ایسے ہی تو ہوا تھا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

"لوگ میری خوش قسمتی کے ڈھنڈورے پیٹ رہے تھے مگر میرا تو آئی یڈیل ہی مر گیا تھا، میں اپنی قسمت پہ شکوہ کناں تھی۔ اپنے دل کے دکھ اپنی ڈائری پہ رقم کرنا شروع کر دیے، جو بات کسی سے کر نہ سکتی ڈائری کے سپرد کر دیتی۔

"مگر وڈیرے سائیں اتنے ظالم تو نہ تھے جیسی انکی تشبیہہ میں نے اپنے دل میں بنا رکھی تھی، وہ تو دل کے بہت اچھے اور غریبوں کے ہمدرد تھے اور اپنے دل میں کہیں نہ کہیں میری محبت بھی چھپا رکھی تھی جو مجھ پہ کبھی عیاں نہ ہونے دی۔۔۔۔۔"

"خویلی میں حوریہ کے آگے پیچھے نوکروں کی لائینں تھیں، جن میں حوریہ گھومتی تو اک نرم و نازک سی پری لگتی۔۔۔!

دیکھ آئے حجاز (سفر نامہ)

قسط۔۔۔۔01

مجید احمد جائی ملتان

"میں سیر وسیاحت کا شوقین ہوں لیکن میرے دل میں یہ حسرت کبھی نہیں جاگی تھی کہ میں حجاز مقدس کا سفر کروں۔رب تعالیٰ کا گھر دیکھوں،اُس کے محبوب کے شہر کے نظاروں کروں۔میں مسلمان گھرانے میں پیدا ضرور ہوا ہوں لیکن مجھ میں مسلمانی خوبیاں بالکل نہیں۔میں دین اسلام سے ناپید ہوں ۔مذہب کیا ہے؟۔دین کیا ہے؟۔مسلمان کون ہے ،کافر کون ہے؟ذاکر کون ہے اور مسلمان کا مطلب کیا ہے؟مجھے تو صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ جب میں پیدا ہوا،میرے کانوں میں اذان دی گئی یعنی پہلی آواز ہی"اللہ اکبر"تھی۔اللہ سب سے بڑا ہے۔یہ اللہ کون ہے؟اور بڑا کیسے ہے۔مجھے معلوم نہیں تھا نہ کسی نے بتایا اور نہ ہی میں نے کبھی اللہ کو دیکھا۔اللہ کہاں رہتا ہے۔؟اللہ کا گھر کیسا ہے،دیکھنے کی کبھی تمنا نہیں ہوئی۔اللہ سے ملوں ،اللہ کا گھر دیکھوں،اللہ کا مہمان بنوں۔اللہ کا گھر کیسا ہے؟اللہ کیسا ہے؟اللہ کیسا دِکھتا ہے۔کبھی جستجو نہیں ہوئی۔میں تو مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا جہاں کبھی کبھار اللہ کو سجدہ کیا جاتا۔سجدہ میں کیا کہا جاتا تھا،کیا بولتے تھے،کیا مانگا جاتا تھا۔اس سجدے کے لوازمات کیسے ہوتے ہیں؟سجدہ کیوں ہوتا ہے؟

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ایسے ہزاروں سوال تھے جن کے جوابات مجھے چاہیے تھے۔ میں جاننا چاہتا تھا، کون تھا جو بتاتا۔ میرے محلے کی مسجد کا ملاں، مولوی ۔۔ نہیں ۔۔ نہیں۔ اُسے تو خود اپنی خبر نہیں۔ چند زبانی کلمات، رٹے رٹائے جملے پڑھتا ہے، پڑھاتا ہے۔ اُس نے ہمیں اللہ کے قریب کرنے کے بجائے اللہ سے دُور بہت دُور کر دیا ہے۔ اتنے دُور کے واپسی میں ہزاروں مشکلات۔

میرے ذہن میں اللہ کا جو تصوّر بنایا گیا ہے وہ ایک قہار تھا۔ آگ میں جلانے والا، عذاب میں مبتلا کرنے والا۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ اللہ پیار کرنے والا بھی ہے۔ رحم کرنے والا بھی ہے۔ سہارا دینے والا بھی ہے۔ اُنگلی پکڑ کر سیدھے راستے پہ گامزن کرنے والا بھی ہے ۔میں اب بھی وہاں کھڑا تھا۔ اللہ کیسا ہے؟ کبھی تمنا بھی نہیں ہوئی۔ اللہ سے ملوں۔ اللہ سے باتیں کروں۔ کہنے والے کہتے رہتے ہیں کہ اللہ دینے والا ہے۔ اللہ پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ ہی سب کچھ ہے۔ سارے جہاں اللہ کے ہیں۔

سوال وہی کے اللہ کو یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اللہ کیا چاہتا ہے؟ انسان کو کیوں پیدا کیا؟ پھر مٹی سے ہی اس کا خمیر کیوں اُٹھایا اور کوئی نہیں تھا اس کی عبادت کرنے کو، یہ سارا بکھیرا کس لیے ہے۔؟ میرے ذہن میں ہزاروں سوال جنم لیتے تھے اور پھر جب ان کے جواب نہ ملتے تو ذہن کے کسی کونے میں جنگ چھڑ جاتی۔ کبھی یہ معاملہ کچھ وقت کے لیے دب جاتا، کبھی فرصت کے لمحات ہوتے تو ذہن کے بند دریچے پھر سے کھل جاتے اور سوال پھر سے اُبھرنے لگتے۔ اللہ کون ہے؟

میرے راستے میں رکاوٹیں حائل تھیں۔ مشکلات ہی مشکلات تھیں۔ اللہ سے ملانے کے بہانے، مجھے اللہ سے بہت دُور کیا گیا۔ کس لیے، کیوں؟ پھر وہی سوال۔ یوں سوالات کی لہروں میں جوابات کی تمنا دم توڑتی گئی اور پھر اللہ سے ملنے کی تمنا بھی دم توڑتی گئی اور اللہ سے ہم کلام ہونے کی تمنا نہ رہی۔ میری تمنائیں کسی اور طرف چل پڑیں۔ زندگی کے تماشوں میں مصروف ہو گیا۔ اللہ کہیں گم ہو گیا۔

اپریل اور میں

میں جس گھرانے میں پیدا ہوا وہ دولت مند نہیں تھا۔ یہ خاندان بظاہر زمیندار تھا لیکن اولاد کی بہتات اور وراثتی تقسیم در تقسیم نے ہمیں اس نوبت میں لا کھڑا کیا تھا کہ اب دو وقت کی روٹی کے لالے پڑتے تھے۔ ہوش سنبھالا تو ابا جان کو دمہ جیسی موذی مرض میں مبتلا پایا۔ امی جان کا جگرا تھا کہ وہ چھ بچوں کو سنبھالتی۔ ساتواں بچہ بائیس دن کی زندگی پا کر واپس اللہ کے پاس چلا گیا۔ اللہ کیسا ہے پہلے

بھیج دیتا ہے پھر واپس بھی بلا لیتا ہے۔ ساتواں بچہ میری بہن تھی جس کا نام یامین رکھا گیا تھا۔ بڑی خوبصورت تھی۔ جس دن وہ واپس اللہ تعالیٰ کے پاس گئی۔ ڈھلتی رات جو میری یادوں کی ابتداء بن گئی۔ اس غم بھری رات میں ہم گھر والے لمحہ بھر کے لئے بھی نہ سو سکے۔ محلے کی عورتیں دلاسا دیتی تھیں۔ سلانے کی ترغیبیں دیتی تھیں لیکن نیند نہیں آتی تھی۔ وہ پہلی رات تھی جب میں نے جانا بچھڑنا کیا ہوتا ہے، جُدا ہونا کیا ہوتا ہے۔؟ نماز جنازہ کے بعد میں کھیس میں لپٹی اُس بائیس دن کی مہمان کو اُٹھائے شہر خاموشاں میں لیے جارہا تھا۔ کیوں۔۔ کس لیے۔۔ وہی سوال۔

پہلا غم۔ پہلی رات۔ روٹھی رات۔ اُس رات مجھے اللہ پر بڑا غصہ آیا۔ کیسا اللہ ہے پیدا بھی کرتا ہے اور پھر موت بھی دیتا ہے۔ غصے میں ہزاروں شکوے کرتا اور پھر جواب نہ پاکر خود ہی خاموش ہو جاتا۔ یوں اللہ سے دُور بہت دُور ہوتا گیا۔

یہ اپریل کا مہینہ تھا۔ میں عمر کی تیس بہاریں دیکھ چکا تھا جب گھر میں محفل جمی۔ دونوں بہنیں اور ماں جی بیٹھی تھیں اور نالائق یہ بیٹا بھی۔ اماں جی کی خواہش تھی کہ اب سارے کام نمٹ گئے ہیں بس آخری حسرت ہے اللہ کا گھر دیکھوں۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

مکمل ناول

زینی زارون

کائنات شمشاد

زارون بیٹا کب تک بچے بنے رہو گے، تمہاری پڑھائی کمپلیٹ ہو گئی، جاب لگ گئی، اب تو اپنے فیصلے خود لیا کرو، آخر کب تک میں تمہاری شاپنگ، پڑھائی، جاب ہر چیز کا ڈیسجن لوں گی۔

رانیہ بیگم اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے بولی۔

وہ بھی کیا کرتی، زارون حیدر ان کی اکلوتی اولاد تھا، اور بچپن سے ہی وہ ماں کے بہت نزدیک تھا، کیونکہ حیدر صاحب بزنس میں بہت مصروف رہتے تھے، کوئی اور بہن بھائی تھا نہیں، گھر میں اسے صرف ماں میسر تھی، اور وہ ماں کے نزدیک ہوتا چلا گیا، بچپن میں جب رانیہ بیگم اسے اپنے ساتھ شاپنگ پر لے کے جاتی، اور پوچھتی۔

زارون کون سا لو گے، وائٹ والا، یا بلیو والا؟

وہ الٹا ماں سے پوچھتا۔

مما آپ کو کون سا پسند ہے؟

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

مجھے تو وائٹ والا زیادہ پسند ہیں۔

بس پھر مجھے بھی وہی پسند ہے۔

زارون کا جواب سنتے ہی رانیہ بیگم خوشی خوشی وہ جوڑا خرید لیتی، جوتے خریدتے وقت بھی یہی ہوتا۔

لیکن چند بار کے بعد رانیہ بیگم سمجھ گئی، کے زارون ہمیشہ وہی چیز لیتا ہے، جو انہیں پسند ہوتی ہیں۔

پھر انہوں نے زارون کو سمجھایا۔

بیٹا آپ وہ چیز لیا کرو، جو آپکو پسند ہو، جو آپ کو اچھی لگے۔

مما آپ کی پسند زیادہ اچھی ہے، مجھے آپ کی پسند کی ہوئی چیز زیادہ اچھی لگتی ہیں، اس لیے میں آپ کی پسند کی ہوئی چیزیں ہی استعمال کروں گا۔

زارون کی فرمابرداری سے رانیہ بیگم بہت خوش ہوئی، اور آئندہ وہی اس کے لیے شاپنگ کرنے لگی۔

زارون چودہ سال کا تھا، جب حیدر صاحب ایک پلین کریش میں رانیہ اور زارون کو اکیلا چھوڑ گئے۔

بے شک حیدر صاحب مصروف بہت رہتے تھے، مگر ان کے ہونے کا احساس تو تھا، لیکن اب ان کے سر کا سائبان چھین گیا تھا۔

اس حادثے کے بعد زارون ماں کے زیادہ قریب ہو گیا تھا۔

بزنس ملازموں کے رحم و کرم پے آگیا تھا، کیونکہ رانیہ بیگم کو بزنس کی کوئی سمجھ بوجھ نا تھی، وہ ایک ہاؤس وائف تھی، بزنس چلانا ان کے بس کا کام نا تھا۔

ایک سال بعد ہی نقصان ہونے کی صورت میں انہوں نے بزنس بیچ دیا، جب مالک نا رہا، تو کاروبار فائدے میں کیسے جا سکتا تھا۔

حیدر صاحب اکلوتے تھے، جب کے رانیہ بیگم کا ایک بہن ایک بھائی تھا۔

بھائی ملک سے باہر تھا، بزنس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نا تھا، نتیجتاً بزنس بک گیا۔

بزنس کو بیچ کر رقم رانیہ بیگم نے بینک میں رکھوا دی تھی، جس سے ان کا اور زارون کا خرچ بہت اچھی طرح چلنے لگا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

زارون اب کالج میں آ گیا تھا، اب بھی اس کی شاپنگ رانیہ بیگم ہی کرتی تھی، سبجیکٹ بھی اس نے ماں کی پسند کے رکھے تھے۔

رانیہ بیگم نے کافی کوشش کی، لیکن زارون کو نا بدل سکی۔

وقت اپنی مخصوص رفتار سے گزرتا رہا۔

>زارون کی پڑھائی ختم ہو کے اس کی جاب لگ گئی، مگر وہ ابھی تک ویسے ہی ماں کا پلو پکڑے ہوئے تھا۔

اس کے دونوں دوست علی اور رضا اس کا بہت مزاق اڑاتے، مگر وہ پھر بھی نا سدھر سکا، اب تو رانیہ بیگم اکثر اس پے غصہ کرتی۔

جاؤ اپنے کپڑے خود خرید کے لاؤ۔

مگر وہ مانتا ہی نا تھا۔

سب ٹھیک چل رہا تھا، کے ایک دن دوپہر کے وقت زارون ماں کی بی پی کی دوائی لینے میڈیکل اسٹور جا رہا تھا، کے اس کے قریب ایک بائیک آ کے روکی، جس میں دو لڑکے سوار تھے، پیچھے والے لڑکے نے بائیک سے اترتے ہی اس پر گن تان لی، اور بولا۔

>اپنا بٹوا اور موبائیل نکال جلدی سے۔

دوپہر کا وقت، اور اوپر سے سخت گرمی روڈ سنسان تھا، جس کا فائدہ اٹھا کے یہ لڑکے اسے لوٹ رہے تھے۔

زارون گن دیکھتے ہی کانپنے لگا، اس نے جیب سے بٹوا نکال کر دے دیا۔

اوشانے موبائیل بھی نکال۔

موبائیل نہیں دوں گا، زارون گھبراتے ہوئے بولا۔

تیرا تو باپ بھی دے گا، چل نکال جلدی، ورنہ گولی مار دوں گا۔

لڑکا زارون کے ماتھے پے گن رکھتے ہوئے بولا۔

نہیں موبائیل نہیں، وہ مما نے برتھ ڈے پے گفٹ کیا تھا۔

ابے کیوں ٹائم ضائع کرتا ہے، دے جلدی۔

زارون کوٹس سے مس نا ہوتے دیکھ کر بائیک والے نے خود ہی اس کی پاکٹ سے موبائیل نکال لیا، اور پلٹ کے جانے لگا، جب زارون نے پیچھے سے اس کا موبائیل والا ہاتھ پکڑ لیا۔

میرا موبائیل واپس دو۔

زارون اس کے ہاتھ سے موبائیل چھیننے کی کوشش کر رہا تھا، جب بائیک پے موجود دوسرا لڑکا بھی اپنے ساتھی کی مدد کو آگیا۔

اس سے پہلے کے وہ دونوں زارون سے موبائیل چھیننے میں کامیاب ہوتے، وہاں ایک لیٹسٹ ماڈل کی ون ٹو فائیو آ کے رکی۔

تینوں کا دھیان بائیک پر گیا، بائیک سوار نے جب ہیلمٹ اتارا، تو تینوں کی آنکھیں پھٹ گئی، حیرانی سے۔

بائیک سوار لڑکی نے ہیلمٹ بائیک پر لٹکایا، اور نیچے اتری، وہ ایک بیس بائیس سالہ لڑکی تھی، جس کا رنگ گورا، نیلی آنکھیں، کسی بھی لپ اسٹک سے پاک گلابی ہونٹ، شولڈر تک کٹے ہوئے بال، وہ چیونگم چباتے ہوئے، ان تینوں کی طرف بڑھی۔

>تینوں کھڑے مزے سے لڑکی کا نظارہ کر رہے تھے، جب لڑکی نے آگے بڑھ کے زارون کے منہ پر مکہ مارا۔

شرم نہیں آتی، لوٹ مار کرتے ہوئے؟

>زارون لڑکھڑا کر رہ گیا، اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا، موبائیل چھیننے والا لڑکا فخر سے بولا۔

>یہ ہمیں نہیں، ہم اسے لوٹ رہے تھے۔

>ہٹا کٹا ہو کے لوگوں کو لوٹتے شرم نہیں آتی؟ کہتے ہوئے اس نے ایک زوردار لات اس کی ٹانگوں کے بیچ میں ماری۔

>وہ لڑکا زمین پر گر کے تڑپنے لگا، موبائیل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کے نیچے گر گیا۔

>اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ کر دوسرے نے اس لڑکی پر وار کیا، مگر وہ جھکائی دے کر اپنے آپ کو بچا گئی۔ اور مڑ کے اس کا سر پکڑ اسی کی بائیک میں دے مارا۔

>زارون منہ کھولے لڑکی کے کارنامے دیکھ رہا تھا، لڑکے کا سر جب بائیک میں لگا، تو وہ ہڑبڑا کے ہوش میں آیا، جلدی سے اس نے زمین پر پڑا اپنا موبائیل اٹھایا، اور روڈ کے پار پارک کی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف بھاگا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

اپنا بزنس بڑھائیں

اردو ورچوئل ڈائجسٹ کے ساتھ اب اشتہار دیجیے

اشتہار ریٹس

ڈائجسٹ میں اشتہار 30 روپے

ویب ناول میں اشتہار 30 روپے

شرائط

اپنا اشتہار ہم سے بھی بنوا سکتے ہیں ورنہ خود بنا کر واٹس ایپ کر دیں۔
ہم اشتہار فری میں ڈیزائن کریں گے۔

03081951011

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

>گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے گاڑی فل اسپیڈ پر چھوڑ دی، وہ جلد از جلد یہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

>وہ پہلی بار ایسی لڑاکا لڑکی کو دیکھ رہا تھا، جو بنا ڈرے دو لڑکوں سے بھیڑ گئی، ان لڑکوں کی درگت بنتے دیکھ کر وہ بھی اس سے خوفزدہ ہو گیا تھا، جبھی وہاں سے بھاگ آیا۔

>ایک ہفتے بعد۔

>وہ آفس کی میٹنگ سے فارغ ہو کر اپنے پسندیدہ ریسٹورنٹ میں آیا، اور کھانے کا آڈر دیا۔

>ابے تیرے جیسا آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا، اپنے قریب ہی ایک بے تکلف آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

>اور بے اختیار اپنے دائیں جانب دیکھا، تو اس کا خون خشک ہو گیا۔

>اس دن والی غنڈی اس کے سر پر کھڑی اسے گھور رہی تھی، زارون کی تو سٹی پٹی گم ہو گئی، لیکن اس گم سٹی کے ساتھ بھی اس نے دیکھ لیا، آج اس کی آنکھیں ہری تھی۔

>جی۔۔۔ میں نے کیا کیا؟ وہ گھبرا کے کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

>ہاں تو تو جیسے بڑا معصوم ہے، تیرے کو تو پتا ایچ نئی، ایک لڑکی کو اکیلا غنڈوں میں چھوڑتے ہوئے تجھے شرم نہیں آئی۔

>وہ سامنے کرسی پر بیٹھ کر اطمینان سے بولی۔

لیکن میں نے آپ سے مدد نہیں مانگی تھی۔

>ہاں صیح کہا، مجھے تیری مدد کی ضرورت نہیں تھی، لیکن میں نے تجھے بچایا، تجھے میرا شکریہ تو ادا کرنا تھا۔

>جی۔۔جی آپ کا بہت بہت شکریہ۔

>زارون نے فوراً شکریہ ادا کر کے اپنی جان چھڑانی چاہی، مگر وہ جانے کے موڈ میں نہیں تھی، آرام سے بیٹھی اس کا جائزہ لیتی رہی ، اتنے میں ویٹر کھانا لے آیا۔

>ایسا کرو، ایک پلیٹ سیخ کباب اسپرئٹ اور دو روٹیاں لے آؤ۔

<وہ چکن کڑھائی رائتہ سلاد پر نظر ڈال کر بولی۔

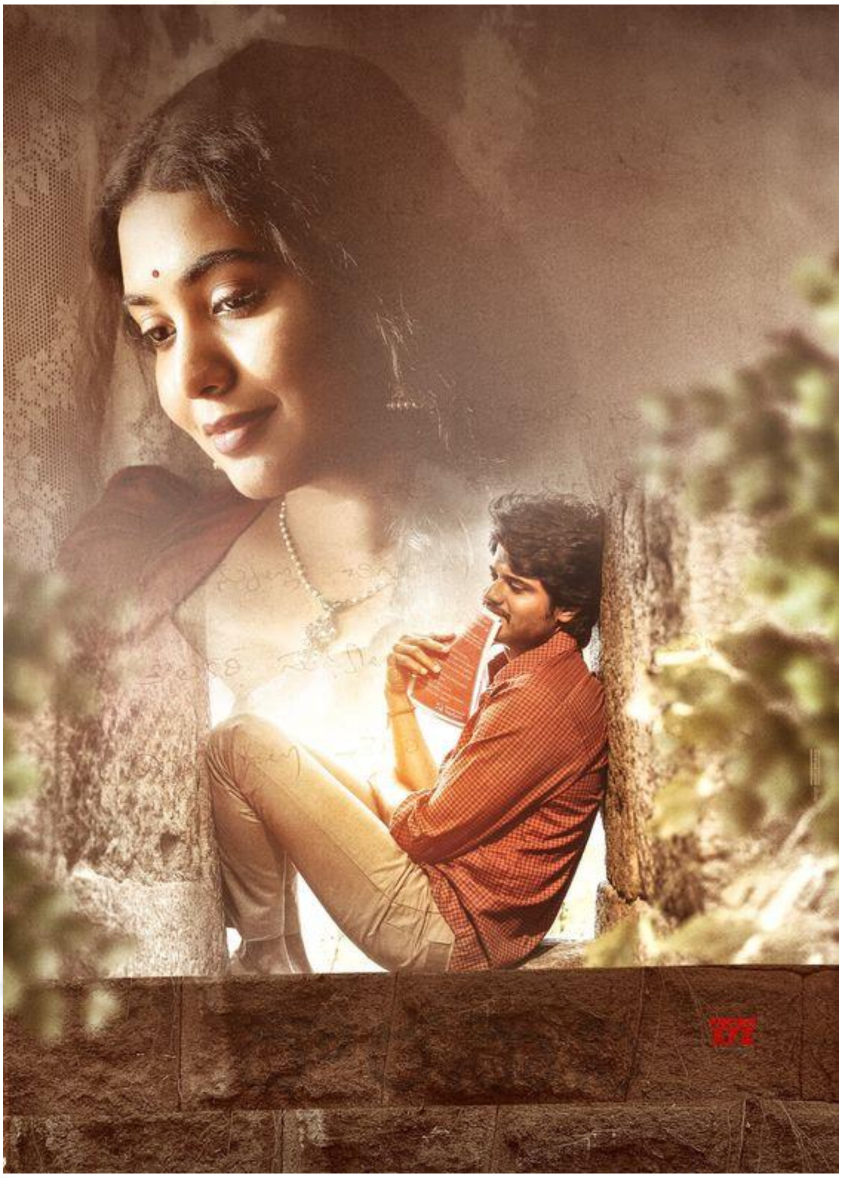

<شروع کرو نا، کس کا انتظار ہے؟

<زارون جو ہونقوں کی طرح اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا، ابھی اس نے کھانے کی دعوت بھی نا دی تھی، کے وہ اپنے لیے کھانا آڈر کر کے، اس کے منگوائے کھانے کو کھاتے ہوئے، اسے بھی کھانا شروع کرنے کا کہہ رہی تھی، عجیب لڑکی تھی۔

<اوہ میں نے اب تک تمہارا نام تو پوچھا ہی نہیں ، اور نا ہی تم نے میرا نام پوچھا ہے، تمہاری جگہ کوئی اور لڑکا ہوتا، تو اب تک نام نمبر سب پوچھ چکا ہوتا ، تم تو ضرورت سے زیادہ ہی شریف لگتے ہو۔

<زارون جیسے کھانا آڈر کرتے ہوئے سخت بھوک لگی تھی، اب جیسے تیسے منہ میں نوالے ڈال رہا تھا ، کے اس کی نئی بات سن کر حیرانی سے اس کا منہ دیکھنے لگا۔

<عجیب لڑکی ہے، گلے پڑی جا رہی ہیں، ٹھیک ہے بھئی مدد کی تھی، تو اس کا شکریہ ادا کر دیا، اب تو کھانا بھی کھلا دیا، اور بل بھی پے کر دوں گا، اب تو جان چھوڑ دے۔

<کیا ہوا کن خیالوں میں کھو گئے؟ اتنا تو فلم کی ہیروئین ہیرو کے خیالوں میں گم نہیں ہوتی ہو گی، جتنا تم بیٹھے بیٹھے گم ہو جاتے ہو۔ اب نام بتا بھی دو۔

<زارون۔۔۔ اس سے پہلے کے اس کی زبان مزید چلتی، وہ فوراً بولا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

>واہ زارون۔۔۔ تو میں ہوں زینی، اس نے فوراً اپنا تعرف کروایا۔

>تم تو کافی ہینڈسم ہو، وہ کھانا کھاتے ہوئے اس کا مکمل جائزہ لے کر بولی۔

>چھ فٹ قد، گورا رنگ، آنکھوں پر باریک نظر کا چشمہ، کسرتی جسم، اسے خوبرو مردوں میں شامل کر رہے تھے۔

>ارے تم تو لڑکیوں کی طرح شرما رہے ہو۔

>زینی کی بات پر جب اس کے گال گلابی ہوئے، تو وہ فوراً بولی۔

>شرماتا کیوں نہیں، پہلی بار کسی لڑکی نے تعریف کی تھی، اور لڑکی بھی کوئی عام نہیں، ہمارے ہیرو کی تو نکل پڑی۔

>اس سے پہلے کے دونوں کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی، زارون کا فون بجنے لگا۔

>میں ابھی آیا، کہہ کر وہ ایک سائیڈ پے چلا گیا، کیونکہ اس نے ابھی تک برائے نام ہی کھانا کھایا تھا۔

>زینی اپنا کھانا ختم کر کے کافی دیر اس کا انتظار کرتی رہی، پھر تھک کر وہاں سے چلی گئی۔

>چند دن بعد

>زارون نے جیسے ہی گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کیا، کوئی دوسری سائیڈ کا دروازہ کھول کر فوراً ہی اندر آ بیٹھا، زارون نے گھبرا کے جیسے ہی گردن موڑی، وہ بہت پریشان ہو گیا۔

>سامنے ہی زینی مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

>میں جتنا اس چڑیل سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہوں، یہ اتنا ہی میرے راستے میں آتی ہیں۔

>وہ دل ہی دل میں بولا، منہ پے بول کے۔ اس سے اپنا جبڑا تڑوانا تھا، جانتے بوجھتے اس بروسلی کی بہن سے کون پینگے لیتا۔

>آج میں تم سے حساب بے باک کرنے آئی ہوں۔

>کیسا حساب، میں کچھ سمجھا نہیں۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

>زارون تو حساب والی بات سن کے ہی پریشان ہو گیا، کھانا میں نے کھلایا، اور تو اور بھاگتے بھاگتے بھی بل دے کر گیا، اب اور کون سا حساب رہ گیا۔

>اس دن تم نے کہا، میں ابھی آتا ہوں، میں آدھے گھنٹے تک وہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کرتی رہی، مگر تم واپس ہی نہیں آئے؟

>زینی کے شکوے پر زارون بوکھلا کر رہ گیا۔

>وہ۔۔وہ مجھے بہت ضروری کام تھا، اس لئے جانا پڑا۔

>کام تھا، یا مجھ سے جان چھڑا کر بھاگے تھے؟ وہ یقین سے بولی۔

>نہیں۔۔ نہیں سچ میں کام تھا۔

>کیا یاد کرو گے، جاؤ معاف کیا۔ موبائیل کہاں ہے تمہارا، جلدی سے نمبر ملاؤ۔

>کس کا نمبر؟

>تم مجھے دو، میں خو ملاتی ہوں، کہہ کر زینی نے نمبر ڈائل کیا، اور کچھ دیر میں اپنے کام سے فارغ ہو کے اسے موبائیل واپس دے دیا۔

>اس جنم میں تو تم نے میرا نمبر لینا نہیں تھا، تو میں نے خود ہی سیو کر دیا۔

>مجھے واپس آفس جانا ہے، دیر ہو رہی ہیں۔

>زارون آج پھر چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے پھسلنا چاہتا تھا۔

>دل تو نہیں چاہ رہا، لیکن خیر جاؤ، خدا حافظ۔ بول کر وہ گاڑی سے اتر گئی۔

>اس کے اترنے کی دیر تھی، وہ زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔

پتا نہیں کیوں، تجھے اپن سے دور جانے کی پڑی رہتی ہیں، وہ دھول اڑاتی گاڑی پے نظر جما کے بولی۔

>دو دن بعد

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

>رات کے دس بج رہے تھے، جب رانیہ بیگم نے اس کے ہاتھ سے دودھ کا خالی گلاس لیا، اور کہا، اب جا کے آرام کرو، میں بھی سونے جا رہی ہوں۔

>زارون جیسے ہی بیڈ پے لیٹا، اس کا فون بجنے لگا، سائیڈ ٹیبل سے موبائیل اٹھا کے نمبر دیکھا، تو جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

زینی کالنگ۔

>نہیں اٹھاؤں گا، مجھے اس سے بات نہیں کرنی، لیکن کب تک، تیسری بیل پے غصے میں آ کے فون اٹھا ہی لیا۔

>آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہیں؟

>کال اوکے کرتے ہی وہ چلایا۔

ریلیکس۔۔ تم مجھے اچھے لگتے ہو، میرا دل چاہتا ہے۔ تم سے بات کروں۔

دیکھیں، میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں۔

>جانتی ہوں، اسی لیے تو تم مجھے پسند ہو۔ آج کل کے لڑکوں سے بلکل الگ، شریف اور معصوم۔

>آپ مجھے بے وقوف بنا رہی ہیں؟

>نہیں اظہارِ پسندیدگی کر رہی ہوں۔

>دیکھیں، مجھے آپ سے دوستی نہیں کرنی، مہربانی کر کے دوبارہ مجھے کال مت کیجیے گا، خدا حافظ۔

یہ لڑکی ضرور مجھے بے وقوف بنا رہی ہیں، پر میں اسے خود سے کھیلنے نہیں دوں گا، اور اگر مما کو پتا چل گیا، میری کسی لڑکی سے دوستی ہے، تو میں ان کی نظروں سے گر جاؤں گا۔

نہیں ایسا نہیں ہو گا، میں نے اسے منع کر دیا ہے، وہ مجھے دوبارہ کال نہیں کرے گی۔

>دوسرے دن

>شام کے وقت وہ مما کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا، کے موبائیل کی میسج ٹون بجی۔

اپنا بزنس بڑھائیں

اردو ورچوئل ڈائجسٹ کے ساتھ اب اشتہار دیجیے

اشتہار ریٹس

ڈائجسٹ میں اشتہار 30 روپے

ویب ناول میں اشتہار 30 روپے

شرائط

اپنا اشتہار ہم سے بھی بنوا سکتے ہیں ورنہ خود بنا کر واٹس ایپ کر دیں۔

ہم اشتہار فری میں ڈیزائن کریں گے۔

03081951011

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

>سیل اٹھا کر دیکھا، تو کانوں سے دھواں نکل گیا، یہ تو اچھا ہوا، کے اس نے موبائیل اٹھانے سے پہلے چائے کا کپ میز پے رکھ دیا تھا ،ورنہ ضرور اسے اچھو لگ جاتا۔

>فوراً نظر اٹھا کر ماں کی طرف دیکھا، تو ان کا دھیان ٹی وی کی طرف تھا، ورنہ چہرے پے اڑتی ہوائیاں دیکھ کر ضرور پوچھتی۔

کیا ہوا ہے؟

>دوبارہ نظر میسج پے ڈالی۔

اپن بولا تو میرا اچھیلا

وہ بولا پھنکتی ہے سالی

اپن جب بھی سچی بولتا ہے

اس کو ہمیشہ ایچ جھوٹ لگتا ہے

وہی لفظ تھے، کچھ نہیں بدلہ تھا، دوسری بار میں بھی، اس نے میسج ڈیلیٹ کر کے زینی کو بلاک کر دیا، پتا نہیں یہ لڑکی اور کیا کیا کرنے والی تھی۔

>نمبر بلاک کر کے وہ آرام سے چائے پینے لگا۔

>رات کو اسے ان نون نمبر سے کال آئی، تو اس نے کال ریسو کر لی۔

>میں شام سے انتظار کر رہی ہوں، تمہارے جواب کا۔

>زینی کی آواز سن کر وہ اچھل پڑا، اسے تو لگا تھا، نمبر بلاک کر دیا، جان چھوٹی۔

>لیکن اب پتا چلا، یہ بلا اتنی آسانی سے جان نہیں چھوڑے گی۔

>میں آپ کو بتا چکا ہوں، میں ایسا لڑکا نہیں ہوں ، میں لڑکیوں سے دوستی نہیں کرتا۔

>بات دوستی سے اوپر کی ہے بے وقوف۔

>آپ میرا پیچھا چھوڑ دے، میری منگنی ہونے والی ہے، صوفیہ سے۔

>کون ہیں یہ صوفیہ، کیوں پیدا ہوئی یہ صوفیہ، اور اگر ہو ہی گئی تھی، تو تم سے کیوں منگنی کر رہی ہیں صوفیہ۔

>زینی کا تلملانا زارون کو مزا دے گیا۔ جب سے ملی تھی، نیندیں حرام کی ہوئی تھی۔ اب اپنا ٹائم آیا ہیں۔

>میری خالہ کی بیٹی ہے صوفیہ جس سے میرا رشتہ طے ہو رہا ہے۔

>جواب دے کر زارون نے کال کاٹ دی، ابھی کل ہی تو صوفیہ کے بارے میں رانیہ بیگم نے اس کی رائے پوچھی تھی، اور اس نے سب کچھ ان پے چھوڑ دیا تھا۔

>آج اس کے چین سے سونے کی اور زینی کے جاگنے کی باری تھی۔

>زینی کا گھر

>زینی بیٹا تمہیں کتنی بار کہا ہے، گارڈ کو اپنے ساتھ رکھا کرو، تم مانتی کیوں نہیں ہو۔

>ڈیڈ آپ جانتے ہیں، میں بلیک بیلٹ ہوں، مجھے گارڈ کی ضرورت نہیں ہے، اور ویسے بھی میں آپکی بیٹی نہیں بیٹا ہوں۔

>زینی نے لاڈ سے احمد صاحب کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے کہا۔

>ہاں۔۔ہاں یہ تو لڑکا ہے، اس کی بارات نہیں آئے گی، بلکے یہ کسی کے گھر بارات لے کر جائے گی، نوری بیگم جل کر بولی، انہیں ہمیشہ غصہ آتا تھا، زینی کی حرکتوں پر، کسی بات کو سیریس ہی نہیں لیتی تھی۔

>واہ ماں کیا آئیڈیا دیا ہے، اپن سچ میں بارات لے کے جائے گا، اور اپنا دولہا بیاہ کر لائے گا۔

>زینی تم پھر سے وہی زبان بولنے لگی، تمہیں کتنی بار سمجھانا پڑے گا، اس واہیات لینگوئج کا پیچھا چھوڑ دو۔

>زینی انڈین فلموں سے بہت متاثر تھی، خاص طور پر ٹپوری لینگوئج والی فلمیں۔

>وہی سے اس نے یہ زبان سیکھی تھی، لیکن نوری بیگم کے بار بار ڈانٹنے پر اس نے بولنا چھوڑ دیا تھا، لیکن پھر بھی کبھی کبھی زبان پھسل جاتی۔

>شوگر مل والے علی صاحب تمہارا رشتہ مانگ رہے ہیں۔

>ڈیڈ آپ صرف اپنی وزارت سمبھالے، رشتے کے چکر میں ناپڑے۔

>کیوں تمہاری نظر میں کوئی ہے کیا۔

>ڈیڈ وقت آنے پے سب بتادوں گی۔

>احمد آپ کی دی ہوئی ڈھیل ہے جو یہ لڑکی اتنی خودسر ہوگئی ہے، کہیں اپنا کوئی نقصان نا کرلے۔

>فضول کے وہم مت پالو، میری بیٹی بہت سمجھدار ہے، احمد صاحب کے تسلی دینے پر نوری بیگم خاموش ہوگئی۔

>شام کے وقت

>مولوی صاحب میرے ساتھ چلے۔

>کہاں چلنا ہے بیٹا۔

>ایک نکاح کروانا ہے، جلدی گاڑی میں بیٹھے۔

>لیکن بیٹا۔

>لیکن، اگر مگر، سب گاڑی میں پوچھ لینا، اب چلے۔ وہ گاڑی کے کھلے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

>مولوی صاحب کے بیٹھتے ہی فوراً گاڑی اسٹارٹ ہوگئی۔

>کیا گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کا نکاح کرانا ہے، بلاآخر مولوی صاحب کو کچھ کچھ صورت حال کا اندازہ ہوگیا۔

>ایسا ہی سمجھ لے مولوی صاحب۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

<وہ گاڑی چلاتے ہوئے لاپرواہی سے بولی۔

<میں کوئی نکاح نہیں پڑھاؤں گا، مجھے نیچے اتارو۔

<مولوی صاحب نکاح پڑھانا ثواب کا کام ہے، اور میں آپ کو اچھے پیسے دوں گی۔

<یہ لے ہم پہنچ گئے، وہ گاڑی ایک طرف روک کر بولی۔

<ارے ارے یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

<تمہیں نے تو کہا پہنچ گئے، اس لیے نیچے اتر رہا ہوں۔

<ابھی نیچے اترنے کا ٹائم نہیں آیا، یہی بیٹھے رہے، وہ سامنے والے گھر پے نظر جما کے بولی۔

<یہ چکر کیا ہے لڑکی، مجھے صاف صاف بتاؤ۔

<افواہ مولوی صاحب آپ بولتے بہت ہیں، کوئی چکر نہیں ہے، بس کچھ دیر میں اندر چلیں گے، فکر نا کریں، انتظار کے آپ کو الگ سے پیسے دوں گی۔

<اتنے میں سامنے والے گیٹ سے ایک عورت نکل کر دوسری سائیڈ چلی گئی۔

<چلیں مولوی صاحب اندر جانے کا ٹائم ہو گیا ہے۔

<اتفاق سے دروازہ کھلا ہوا تھا، لان سے گزر کے وہ لاؤنج میں داخل ہوئے۔

<مولوی صاحب آپ یہاں بیٹھے، اور ٹی وی دیکھیں، میں ابھی آئی۔

<ریموٹ سامنے ٹیبل سے اٹھا کے مولوی صاحب کو دیا، اور خود سامنے بنے ہوئے کمروں میں جھانکنے لگی۔

<بلآخر ایک کمرے میں اسے اپنی مطلوبہ چیز نظر آ ہی گئی۔

<کمرے کا دروازہ کھلنے پر اس نے سر اٹھا کے دیکھا، تو آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

<آپ۔۔ آپ یہاں۔

>آنا پڑا، تمہاری بارات لے کر، وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

>کیا مطلب؟

>مطلب یہ کے میں اپنے ساتھ مولوی صاحب کو لائی ہوں، ابھی اسی وقت ہمارا نکاح ہو گا۔

>تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا، میں کوئی نکاح نہیں کروں گا۔

>اگر تم نے مجھ سے نکاح نہیں کیا تو میں خود کو شوٹ کر لوں گی۔

>زینی نے پرس سے گن نکال کر کنپٹی پے رکھی۔

>نہیں۔۔ نہیں پلیز ایسا مت کرو۔

>گن دیکھ کے زارون بہت گھبرا گیا، اس نے کب سوچا تھا، کے اس کی زندگی میں ایسی فلمی سچویشن آئے گی۔

>ٹھیک ہے پھر مجھ سے نکاح کر لو۔

>میں ایسے کیسے نکاح کر سکتا ہوں۔

>ٹھیک ہے پھر مجھے مرنے دو، زینی گولی چلانے لگی، جب زارون نے اسے روک دیا۔

>میں نکاح کرنے کو تیار ہوں، خود کو کوئی نقصان مت پہچانا۔

>زینی نے گن واپس پرس میں رکھی، اور زارون کو مولوی صاحب کے پاس لے آئی۔

>مولوی صاحب دلہا آگیا، نکاح شروع کریں۔

>مولوی صاحب جو پوری طرح ٹی وی میں مگن تھے، ہوش میں آئے، اور زارون کا سر سے پیر تک جائزہ لیا۔

>بیٹھ جاؤ نکاح شروع کرتا ہوں۔

>زارون مولوی صاحب کے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور زینی سامنے والے صوفے پر۔

<نکاح ہوتے ہی مولوی صاحب بولے، میری فیس دو، میں جاؤں، زینی نے پرس میں سے ایک گڈی نوٹوں کی نکال کر مولوی صاحب کو دی۔ اور بولی۔

<زارون کھانا نا سہی، مٹھائی کے پیسے تو مولوی صاحب کو دو۔ چلو، میں دے دیتی ہوں۔اس کے گھورنے پر خود اس کی جیب سے بٹوا نکال کے جو پیسے ہاتھ میں آئے۔

<وہ دے دیے۔

<مولوی صاحب آپ کا ختم، آپ جائے۔

<زینی آپ نے میرے ساتھ کون سی دشمنی نکالی ہے، مجھے میری مما کی نظروں میں گرا کر ؟ مولوی صاحب کے جاتے ہی زارون بے بسی سے بولا۔

<کوئی دشمنی نہیں نکالی، بس تمہیں اپنایا ہے، ہمیشہ کے لیے۔

<وہ بہت پر سکون ہو کے بولی۔

<آپ جائیں یہاں سے، مما آگئی، تو میں کیا کہونگا۔

<ویسے تو آنٹی ایک گھنٹے میں آئیں گی، پارک سے، لیکن پھر بھی میں چلی جاتی ہوں۔

<اپنا خیال رکھنا۔

<زینی کے جانے کے بعد بھی زارون وہیں سر پکڑے بیٹھا رہا، اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

<اتنے فلمی انداز میں اس کا نکاح ہو گیا ہے۔

<دوسرے دن رات کو

<رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے، زارون بیڈ پے لیٹا سوچ رہا تھا، کے مما کو اپنے نکاح کا کیسے بتائے۔

<جب اچانک کوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

<آپ پھر سے؟

<کل سے میں تمہاری کال میسج کا انتظار کر رہی ہوں، کے کسی طرح تم مجھ پر غصہ نکالو۔ لیکن ابھی تک تم نے مجھے کچھ نہیں کہا، تو مجھے لگا، میں خود آکر تمہارا غصہ ٹھنڈا کرتی ہوں۔

زینی اس کے پاس بیڈ پے بیٹھ کر دھیرے دھیرے بولی۔

<تم نے آنٹی کو بتایا؟

<کیسے بتاؤں، میری ہمت۔ ہی نہیں ہے، آج تک ہر کام میں نے مما سے پوچھ کر کیا ہے، حتیٰ کے کپڑے بھی ان کی پسند سے پہنتا ہوں۔

<اور آج شادی جیسے بڑے فیصلے میں ان کی مرضی شامل نہیں۔

سب ٹھیک ہو جائے گا، زارون کے لہجے کی بے بسی پر وہ تڑپ کے بولی۔

<ایک منٹ، گیٹ تو بند تھا، آپ اندر کیسے آئی؟

یہ چھوٹے موٹے گیٹ اپن کا راستہ نہیں روک سکتے، چھوڑو اس فالتو بات کو، یہ کھاؤ۔

<اپنے نکاح کے چھوہارے تو ملے نہیں، اب کیک کھا کے منہ میٹھا کر لیتے ہیں۔

<زینی کیک کا ٹکڑا اسے کھلانے لگی، تو اس نے تھام کے خود ہی کھانا شروع کر دیا، جلدی سے۔

<یہ دیکھ کے زینی ہنس دی، بہت ہی شرمیلے ہو، کچھ دیر ہلکی پھلکی باتیں کرنے، اور زارون کو تسلی دینے کے بعد وہ واپس چلی گئی۔

<دوسرے دن

<زارون جلدی آفس سے باہر آؤ میں گیٹ پے کھڑی ہوں۔

زینی کی بات سنتے ہی زارون باہر بھاگا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

زینی کا بھروسا نہیں تھا، اس کے نا جانے پر وہ آفس آجاتی۔

کیا ہوا؟ پھولی سانسوں سے ون ٹو فائیو پر موجود زینی۔ کو دیکھ کر پوچھا۔

>کچھ نہیں ہوا، ہم لونگ ڈرائیو پر جا رہے ہیں، بائیک پے بیٹھو۔

>میں بائیک پر نہیں بیٹھوں گا، اگر کسی نے دیکھ لیا۔

>اس کا حل ہے۔ میرے پاس، یہ ہیلمٹ پہن لو۔ اور دیکھنے کی خوب کہیں تم نے، تمہارے آفس کے باہر کسی نے دیکھ لیا تو۔

>ہاں۔ ہاں جلدی چلو یہاں سے، ہیلمٹ پہن کے وہ فوراً بائیک پے بیٹھ گیا۔

>ادھر ادھر گھوم پھر کے دونوں سمندر پے آگئے۔

>تم نے آنٹی کو رشتے کے لیے منع کر دیا۔

>نہیں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا، میں مما سے کیا کہوں۔

>سمندر کنارے چہل قدمی کرتے ہوئے، وہ زینی سے بولا۔

>آنٹی سے کہو، تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے، اس لیے وہ کچھ ٹائم رک جائیں۔

>میں کب تک رکوں گا، کب تک چھپاؤں گا۔

>کل کو اگر تم مما کو پسند نہیں آتی، تو میں تم سے نہیں ملوں گا۔

>واہ کیا بات کر دی، میرے معصوم ہیرو، یعنی آنٹی کو پٹانا ضروری ہیں۔

>کیا کرنا ضروری ہیں؟ میں سمجھا نہیں۔

>تم چھوڑو، اور دیکھو، میں آنٹی کو کیسے پھنساتی ہوں۔

>زینی کہاں پھنساؤ گی مما کو، خبردار جو آپ نے کچھ الٹا سیدھا کیا تو ان کے ساتھ۔

>زارون ایکدم پریشان ہو گیا۔

کچھ نہیں کروں گی، بس انھوں پیار سے مناؤں گی، اب مجھے آئسکریم کھلاؤ۔

دوسرے دن

اسلام وعلیکم آنٹی۔

>زینی شلوار قمیض میں سر پر ڈوپٹہ رکھے۔

>مشرقی لڑکی بننے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

>وعلیکم اسلام بیٹا۔

>آنٹی آپ کو زحمت نا ہو تو، آپ میری دو تین تصویریں بنا دے گی۔

>ہاں ہاں کیوں نہیں، ضرور بنا دوں گی۔

>شکریہ آنٹی، میں جھولے پے بیٹھتی ہوں، آپ بنا دے۔

>زینی نے جھولے پے بیٹھ کے تصویریں بنوائی، اور واپس آ کے آنٹی کے ساتھ بیٹھ گئی۔

>آپ نے بہت اچھی تصویریں ہے، چلیں میں آپ کو آئسکریم کھلاتی ہوں، آئسکریم تو آپ کو پسند ہے نا؟ سب لڑکیوں کو ہوتی ہیں
۔

>ہاں ہاں بھئی سب لڑکیوں کی طرح مجھے بھی آئسکریم پسند ہیں۔

>آنٹی ہنستے ہوئے بولی، کیونکہ وہ فطرتاً ایک خوش مزاج خاتون تھی۔

>آئسکریم کھاتے ہوئے، زینی نے نمبروں کی ادلہ بدلی بھی کر لی۔

>مشرقی لڑکی بن کے ساس کو پٹانے کا آئیڈیا اس نے فلم سے لیا تھا، اور اسے یقین تھا۔

>وہ جلد ہی کامیاب ہو جائے گی۔

زینی کا گھر

<ڈیڈ مجھے آپ سے ایک ضروری بات شیئر کرنی ہے، مگر آپ وعدہ کریں، ماں کو نہیں بتائیں گے۔

اب کیا گڑبڑ کر دی تم نے۔

ڈیڈ میں نے نکاح کر لیا ہے۔

<زینی مزاق مت کرو۔

<سچ کہہ رہی ہوں، یہ دیکھیں، زینی نے جیب سے نکاح نامہ نکال کے دیکھایا۔

زینی نے سچ میں نکاح کر لیا، ماں باپ کو اس قابل بھی نہیں سمجھا کے اس لڑکے سے ملوا سکو، تم بچی ہو زینی، دولتِ کے لالچ میں کوئی تمہیں بے وقوف بنا رہا ہو گا۔

اف ڈیڈ اتنا ایموشنل مت ہو، صرف نکاح کیا ہے، رخصتی اور باقی رسمیں آپ ہی سے کرواؤں گی، باقی رہا دولت کا لالچ۔

تو آپ اس سے مل لیں، سب پتا چل جائے گا۔

کیسا ہے وہ۔

اور تمہاری ماں؟

اسے ہم دونوں مل کر سمبھال لے گے۔

تم کسی دن مجھے مرواؤ گی زینی۔

آپ میرے لیے اتنا تو کر ہی سکتے ہیں۔

زارون کا گھر

آج پھر وہ زارون کے گھر میں موجود تھی۔

دو دن ہو گئے، ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔

اور تم نے ایک کال تو دور میسج بھی نہیں کیا، جبھی ملاقات کروں، تو میں کروں۔

اور کال بھی میں ہی کروں، تمھیں میری کوئی پرواہ ہے یا نہیں زارون۔

<آج کل وہ بہت مصروف تھی، شام کو آنٹی کو سمندر پہ لے گئی تھی، دن میں ڈیڈ سے بات کرتی رہی، اس کا خیال تھا، کے میں مصروف ہوں، تو کال کر کے ہی پوچھ لے گا۔

مگر اس نے کال تو دور ایک میسج کر کے اس کا حال نہیں پوچھا۔

<اس وقت بھی وہ تھکی ہوئی تھی، اسے نیند بھی آ رہی تھی، لیکن اس کے باوجود وہ زارون سے ملنے آئی، تو اسے غصہ آ گیا۔

زارون خاموش تھا، وہ چاہتی تھی، کے زارون کہے، ہاں مجھے تمہاری پرواہیں۔

مگر وہ تو کچھ بولا ہی نہیں۔

جب تمھیں میری کوئی پروا نہیں ہے، تو میں یہاں کیوں روکوں، زینی اٹھ کر چلی گئی۔

اور وہ دیکھتا رہ گیا، ایسا نہیں تھا، کے اسے زینی کی پروا نہیں تھی۔

جب سے ان۔ کا نکاح ہوا تھا، دھیرے دھیرے زینی اسے اچھی لگنے لگی تھی۔

مگر وہ اظہار نہیں کر پاتا تھا، اب زینی کی ناراضگی کا سوچ کے سر پکڑے بیٹھا تھا۔

پارک کا منظر

<وہ چپ چاپ ان کے پاس بینچ پے آ بیٹھی۔

کیا ہوا، اتنی خاموش کیوں ہو۔

<میرا کیا بنے گا، کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

کیا ہوا بیٹا، کوئی پریشانی ہے ؟

آنٹی وہ میں ۔۔ میں کسی کو پسند کرتی ہوں۔

کون ہیں وہ ؟

نہیں پتا، نا میں اس کا نام جانتی ہوں، نا اس کے بارے میں مجھے کچھ پتا ہے، آج تک بس دور دور سے اسے دیکھا ہیں، ایک منٹ آنٹی میرے پاس اس کی ایک تصویر ہے، یہ دیکھیں۔

موبائیل اوپن کر کے اس نے ایک فوٹو دیکھائی۔

کیا یہ بھی تمہیں پسند کرتا ہے ؟

وہ تصویر دیکھتے ہوئے بولی۔

میں نے اس سے کبھی بات نہیں کی، وہ مجھے کیسے پسند کر سکتا ہیں۔

بیٹا آپ کے بابا کیا کرتے ہیں ؟

وہ وزیر ہے۔

رانیہ بیگم حیران رہ گئی، وزیر کی بیٹی اور

نخرہ نام کا نہیں۔

اچھا بیٹا کل شام ہم پارک میں نہیں، میرے گھر میں ملے گے، آؤ گی ؟

جی آنٹی کیوں نہیں، ضرور آؤنگی۔

اگلے دن شام کو

آؤ۔۔ آؤ بیٹا بیٹھو، میں تمہیں کسی سے ملواتی ہوں، زارون بیٹا یہاں آؤ۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

جی مما آپ نے بلایا، کہہ کر جیسے ہی اس نے سامنے دیکھا، ہوش گم ہو گئے۔

یہ یہاں، ضرور مما کو سب بتا دیا ہو گا، اب تو مما مجھے چھوڑیں گی نہیں، اتنی تیز ہے، سارا الزام میرے سر ڈال دیا ہو گا، کے میں ہی اس کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔

زارون بیٹا تجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی، اسے منا لیتا، تو آج یہ دن نا دیکھنا پڑتا۔

کہاں کھو گئے، اس سے ملو، یہ میری بیٹی ہے زینی۔

اسلام وعلیکم، زینی نے نظر جھکا کے سلام کیا۔

وہ زارون کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہی تھی، اور اسے ہنسی بھی آ رہی تھی، اس کے چہرے پے ہوائیاں اڑتی دیکھ کر۔

وعلیکم اسلام، مما مجھے آفس کا کام کرنا ہے، میں جا رہا ہوں۔

آنٹی آپ نے مجھے کل کیوں نہیں بتایا، میں نے آپ سے جو بھی کہا، اس کے لیے سوری۔

میں چلتی ہوں۔

اس سے پہلے کے وہ اٹھ کے جاتی، انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے بیٹھا لیا۔

کہیں نہیں جاؤ گی تم، بیٹھو میرے پاس۔

مجھے تم اپنی بہو کے روپ میں قبول ہو۔

اب جلدی سے اپنے پیرنٹس سے ملواؤ۔

باقی کے معاملات ہم بڑے طے کر لے گے۔ آنٹی کل رات کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائے، اس طرح آپ ماں اور ڈیڈ سے بھی مل لیں گی۔

<نہیں، بیٹا کھانا نہیں، میں ویسے ہی آ جاؤ نگی۔

<کھانا تو آپ کو ہمارے ساتھ کھانا پڑے گا۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

>میں آپ کو ایڈریس میسج کر دوں گی، اب میں چلتی ہوں، آنٹی خدا حافظ۔

زینی کو گھر جانے کی جلدی تھی، کیونکہ اسے ڈیڈ کو بتانا تھا، کے اس نے اپنی ساس۔ کو کیسے پٹایا۔

زینی کا گھر

ماں ان سے ملے، یہ میری پیاری سی آنٹی ہیں۔

آنٹی یہ میرے ماں اور ڈیڈ۔

بہت خوشی ہوئی، آپ سے مل کے، تشریف رکھیے۔

یہ میرا بیٹا ہیں زارون۔

کیسے ہیں آپ بیٹا؟ نوری بیگم نے زارون کا حال پوچھا، تو وہ شرما گیا، شرماتا کیوں نہیں، آخر پہلی بار بر دکھاوے کے لیے آیا تھا۔

زینی گلابی جوڑا پہنے آنکھوں میں کاجل لگائے، بہت سنجیدہ اور سوبر نظر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔

رانیہ بیگم کو فیملی اور زینی دونوں ہی بہت پسند آئے، اور انہوں نے فورا رشتہ مانگ لیا۔

اور کیوں نا مانگتی، دو دن پہلے ہی ان کی بہن نے انہیں بتایا، کے صوفیہ زارون کو اپنا بھائی سمجھتی ہے، وہ زارون سے شادی نہیں کرے گی۔

ایسے وقت میں زینی پکے ہوئے آم کی طرح ان کی جھولی میں آگری، اور انہیں دل و جان سے پسند بھی آگئی۔

زینی ابھی تک ناراض تھی، اور زارون کو سمجھ نہیں آ رہی تھی، اسے کیسے منائے۔ بہت سوچنے کے بعد اس نے میسج کیا۔

عقلمند ہے وہ شخص جو ناراض نہیں ہوتا۔

یہ کیا بیجھا ہیں تم نے؟ فوراً ہی جواب آیا۔

تم ناراض تھی نا، اس لیے بیجھا ہیں۔

ناراض تھی، تو منع لو۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

میں نے آج تک کسی لڑکی کو نہیں منایا، نا مجھے لڑکیوں کو منانا آتا ہے۔

وہ بے بسی سے بولا۔

لڑکیوں کو نہیں منانا، صرف مجھے منانا ہیں، چلو میں تمہاری مدد کرتی ہوں، جو پوچھوں، اس کا جواب دیتے جاؤ۔

میرے ساتھ ٹائم گزارنا اچھا لگتا ہیں؟

ہاں۔۔

مجھ سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہیں؟

ہاں۔۔

میں اچھی لگتی ہوں؟

ہاں۔۔

بے اختیار جواب دینے کے بعد وہ خود حیران رہ گیا، کب اسے زینی اچھی لگنے لگی، پتا ہی نہیں چلا، اور اب تو وہ مما کی بھی پسند تھی، جلد ہی زینی کے پیرنٹس اس کے گھر آنے والے تھے۔

اور اسے یقین تھا، وہ انکار نہیں کریں گے۔

پھر سب کچھ طے ہوتا گیا، آج زارون اور زینی کی منگنی تھی۔

گولڈن کلر کے لہنگے میں زینی کوئی آسمانی حور لگ رہی تھی۔

زارون بھی بلیک تھری پیس میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

زارون کیا تحفہ لائے ہو میرے لیے؟

زینی نے اسٹیج پے اپنے ساتھ بیٹھے زارون سے پوچھا؟

مما نے انگوٹھی دی ہیں، تمہارے لیے۔

وہ تو آنٹی نے دی ہے، تم خود کیا لائے ہو۔ پہلے ہی تم میری منہ دکھائی کھا چکے ہو۔

لیکن اس بار میں گفٹ ضرور لوں گی۔

آج رات کو تم میرے گھر آؤ گے، میرا گفٹ لے کر۔

نہیں زینی میں کیسے آؤں گا، تمہارے گھر؟

ویسے ہی جیسے میں آتی تھی، دیوار پھلانگ کر۔

مگر مجھے دیوار پھلانگنی نہیں آتی۔

یہ میرا مسئلہ نہیں ہیں ،بس تم آج رات آ رہے ہو، مجھ سے ملنے۔

رات بارہ بجے منگنی کا فنکشن ختم ہوا، اور سب ہوٹل سے گھر کے لیے نکلے۔

زینی کا گھر

رات کے دو بجنے والے تھے، زینی کا غصے سے برا حال تھا، اتنی دیر ہو گئی، زارون ابھی تک نہیں آیا۔

زارون کہاں ہو تم؟ اس نے غصے میں کال ملائی۔

زینی میں آدھے گھنٹے سے تمہارے گھر کے گیٹ پے کھڑا ہوں۔ اندر کیسے آؤں؟

تم رکو میں آتی ہوں، وہ سرپیٹ کے بولی۔

چوکیدار سو رہا تھا، اس نے آہستہ سے گیٹ کھول کے زارون کو اندر بلایا۔

شکر ہے تم آئے تو، ورنہ میں امید ہی کھونے لگی تھی، اب یہ بتاؤ، گفٹ لائے ہو میرا؟

مجھے پتا نہیں تھا، تمہیں کیا پسند ہیں، اس لیے میں یہ لایا ہوں۔

اس نے شاپر میں ہاتھ ڈال کے کیچر، کاجل، لپ اسٹک، چوکلیٹ کا پیکٹ، بلیک کلر کا سوٹ، اور پھولوں کا بکے نکالا، تمہیں اس میں سے جو اچھا لگتا ہے، لے لو۔

کیوں باقی چیزیں کسی اور کو دینی ہیں؟

وہ غصے سے گھور کے بولی۔

نہیں۔۔ نہیں سب تمہارے لیے ہیں۔

پہلی بار تم میرے لیے کچھ لائے ہو، اس لیے مجھے ساری چیزیں پسند ہے۔

اچھا یہ بتاؤ، تم اتنی دیر سے باہر کیوں کھڑے تھے، دیوار پھلانگ کے اندر آجاتے۔

زینی اپنی ہنسی چھپاتے ہوئے بولی۔

میں دیوار پھلانگ کے نہیں آسکتا۔

کیوں نہیں آسکتے، میں بھی تو تم سے ملنے دیوار ٹاپ کے آیا کرتی تھی، تم بھی آؤگے، جب تک ہماری شادی نہیں ہو جاتی۔

میں دیوار نہیں ٹاپ سکتا زینی، بات سمجھنے کی کوشش کرو۔

فکر مت کروزارون، میں ہوں نا، میں تمہیں دیوار کودنا سیکھاؤں گی۔

آئی شامت زارون کی، بروسلی کی بہن کے ہاتھوں، اب توساری عمر

ایسے ہی پتہ نہیں کیا کچھ سیکھنا پڑے گا۔

دوماہ بعد دونوں کی شادی رکھی گئی تھی۔ اور

دونوں نے مل کے طے کیا تھا۔ اپنی اپنی ماؤں کو کچھ نہیں

بتائیں گے۔ کیونکہ ماؤں کے ہاتھوں زلیل ہونے کا ان

کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

اس وقت منظریوں ہے زینی اسے دیوار پے چڑھنا

سیکھا رہی ہیں اور وہ بار بار پھسل رہا ہے

امید ہے زارون شادی تک بہت کچھ سیکھ جائے گا

آؤ ڈیزائنگ سیکھیں
ڈیزائنگ کورس
03081951011
اردو ورچوئل لائبریری پیش کرتی ہے ایڈٹنگ و ڈیزائننگ کورس جس میں فوٹو شاپ پکسل لیب پکس آرٹ اور دیگر ایڈٹنگ سافٹ ویئر میں آپ کو پوسٹر ڈیزائن کرنا، پکچر ایڈٹ کرنا ناول کی ایڈٹس بنانا تک سکھایا جائے گا
فیسبک ویڈیو لیکچرز
فیس 100 روپے
آخری تاریخ 20 فروری
اس پروجیکٹ کی فیس صرف 100 روپے ہے۔جو لوگ فیس ادا کریں گے ان کو فیس بک گروپ میں ویڈیو لیکچر کی شکل میں کلاسز دی جائیں گی۔ رجسٹریشن فیس جمع کرانے کی آخری تاریخ 20 فروری ہے۔ فیس جمع کرانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے
03081951011
UrduVirtualLibrary.blogspot.com
سرٹیفیکیٹ بنانا سیکھیں
پوسٹر بنانا سیکھیں
بلینڈنگ مرجنگ
پکچر ایڈٹ کرنا سیکھیں
بک کور بنانا سیکھیں
فوٹو شاپ
گرافکس بنانا سیکھیں

آؤ ڈیزائنگ سیکھیں
ڈیزائنگ کورس
03081951011
اردو ورچوئل لائبریری پیش کرتی ہے ایڈٹنگ و ڈیزائننگ کورس جس میں فوٹو شاپ پکسل لیب پکس آرٹ اور دیگر ایڈٹنگ سافٹ ویئر میں آپ کو پوسٹر ڈیزائن کرنا، پکچر ایڈٹ کرنا، ناول کی ایڈٹس بنانا تک سکھایا جائے گا
فیسبک ویڈیو لیکچرز
فیس 100 روپے
آخری تاریخ 20 فروری
اس پروجیکٹ کی فیس صرف 100 روپے ہے۔ جو لوگ فیس ادا کریں گے ان کو فیس بک گروپ میں ویڈیو لیکچر کی شکل میں کلاسز دی جائیں گی۔ رجسٹریشن فیس جمع کرانے کی آخری تاریخ 20 فروری ہے۔ فیس جمع کرانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے
03081951011
UrduVirtualLibrary.blogspot.com
سرٹیفیکیٹ بنانا سیکھیں
پوسٹر بنانا سیکھیں
بلینڈنگ مرجنگ
پکچر ایڈٹ کرنا سیکھیں
بک کور بنانا سیکھیں
فوٹو شاپ
گرافکس بنانا سیکھیں

میری گمشدہ آنکھیں از سیدہ علیشہ

ہر جمعرات رات آٹھ بجے، اردو ورچوئل لائبریری میں

آنکھوں سے شروع ہو کر آنکھوں پر ختم ہونے والی محبت کی ایک داستان۔
جس میں محبت آنکھوں سے شروع ہو کر آنکھوں پر محدود ہو کر رہ گئی۔
محبت کرنے والے سچے عاشقوں کی دلفریب داستان۔

مومن عائشہ جبین کے قلم سے

ہر جمعہ رات آٹھ بجے، اردو ورچوئل لائبریری میں

دنیا کے نشے میں مگن ایک لڑکے کی کہانی جسے ایک دین دار لڑکی سے
محبت ہو گئی۔ عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف ایک سفر

اگر آپ بھی اپنی تحریریں ہماری ویب سائٹ پر شائع کرانا چاہتے ہیں تو درج ذیل پر رابطہ کیجیے

UrduVirtualLibraryPK@gmail.com

03011497624 5

سنہری لوگ

قسط نمبر 2

احمد سرفراز

دنیا میں عظیم لوگ ھر روز پیدا نھیں ھوتے انکی پیدائش کیلیئے تاریخ کو برسوں انتظار کرنا پڑتا ھے

ایک دن ایسا عظیم شخص پیدا ھوتا ھے جس میں تمام قائدانہ صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ھوتی ھیں

مظہر کلیم بھی ایک ایسے ھی انسان تھے

وہ 22 جولائی 1942 میں ملتان کے علاقے کری افغانہ میں پیدا ھوئے والد کا نام حامد اللہ خان تھا جو پولیس آفیسر تھے مظہر کلیم کا اصل نام مظہر نواز خان تھا کلیم قلمی نام تھا تعلیم ملتان سے حاصل کی اور وکالت کی ڈگری لی

مقامی عدالت میں وکیل ھوئے

1965 میں دو باتیں وقوع پذیر ھوئیں انکی شادی پنجاب کے مشھور شاعر کی بیٹی سے ھوئی اور اسی سال اپنے دوست پبلشر کے کھنے پر عمران سیریز کا پھلا ناول 'ماکازونگا' لکھا

اس ناول کے ساتھ ھی انکی مشھوری ھر طرف ھوگئی پھر یہ تسلسل سے لکھنے لگے اور پھر لکھتے گئے

2003 میں انکا بیٹا فیصل جان جوان مرگ ھوا انکے لئے یہ جانکاہ صورتحال تھی لیکن انھوں نے شانت سے کام لیا

2015 میں بیمار ھوئے اور 26 مئی 2018 کو داغ مفارقت کر گئے

مظہر کلیم نے تقریبا +400 عمران سیریز ناول لکھے اور 5000 سے زاید دیگر کتب لکھیں

مظہر کلیم کو فن تحریر سے خوب آگاھی تھی طبع آزمائی پر صاحب منفرد تھے لوگ انکی تحریروں کے دیوانے تھے

انھوں نے پسماندہ میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں ایک بیٹا انتقال کر گیا

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

اللہ کی ان پر کروڑوں رحمتیں ھوں آمین

اکستان کی تین نسلیں میرے ناول پڑھ کر پروان چڑھیں؛مظہر کلیم ایم اے

جاسوسی ادب کی دنیا میں افسانوی شہرت رکھنے والے ادیب مظہر کلیم ایم اے سے گفتگو۔ر

النگ پاک گیٹ ملتان میں جاسوسی ادب کے پبلشر کے شوروم کا ایک منظر ملتان کے بیشتر شہریوں کی یاداشت میں محفوظ ہے جہاں ایک قد آور اور وجیہہ آدمی سگریٹ سلگائے' اپنے سامنے کورے کاغذوں کی تہہ جمائے' حیران کن روانی سے لکھے چلا جا رہا ہے یہاں سے گزرنے والا ہر فرد انہیں حیرت سے دیکھتا ہے اور وہ لوگ جو اس وجیہہ آدمی کے نام اور کام سے آگاہ ہیں۔

ان کی حیرانی میں ایک طرح کی سرشاری'تفاخر اور عقیدت بھی دکھائی دیتی ہے کیونکہ یہ وجیہہ آدمی جاسوسی ادب کی دنیا میں افسانوی شہرت رکھنے والے ادیب مظہر کلیم ایم اے ہیں جو اپنے پبلشر کے شوروم میں بیٹھے جاسوسی ادب کی تاریخ مرتب کر رہے ہیں۔

22جولائی 1942ء میں ملتان کے ایک پولیس آفیسر حامد یار خاں کے ہاں پیدا ہونے والے مظہر کلیم ایم اے نے ابتدائی تعلیم اسی شہر میں حاصل کی۔

1965ء میں ان کی زندگی میں دو اہم موڑ آئے' ایک تو اس سال ان کی شادی برصغیر کے معروف شاعر علامہ اسد ملتانی کے ہاں ہوئی' دوسرا یہ کہ انہوں نے ایک دوست کی فرمائش پر اپنی زندگی کا پہلا جاسوسی ناول ''ماکازونگا'' لکھا۔ان کے پہلے ناول نے جہاں مقبولیت کے ریکارڈ قائم کئے وہیں مستقبل میں جاسوسی ادب کے ایک بڑے ادیب کی راہ بھی متعین کر گیا۔اس کے بعد ان کا ہر ناول ایک معیار قائم کرتا چلا گیا اور ان کے قارئین کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی رہی۔

جاسوسی ادب میں ابن صفی کے بعد مظہر کلیم ایم اے کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی دوسرا کوئی بھی اس مقام تک نہیں آسکا گو انہوں نے اپنے ناولوں میں ابن صفی کے معروف کردار ''عمران'' کو بھی زندہ رکھا لیکن اس کردار میں رنگ انہوں نے اپنے بھرے اور ایسے بھرے کہ اب ابن صفی کا کردار عمران منظر سے غائب ہو چکا ہے۔دنیا بھر میں موجود ان کے قاری'ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں جاننے کیلئے بے چین رہتے ہیں۔ہماری آج کی اس نشست کا مقصد بھی یہی ہے کہ قارئین سے ان کی ملاقات کرائی جائے' آیئے مظہر کلیم ایم اے سے ملتے ہیں۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ایکسپریس:-سب سے پہلے اپنے خاندانی اور تعلیمی پس منظر کے حوالہ سے بتائیں؟

مظہر کلیم:-میرے آباؤاجداد کا تعلق افغانستان سے تھا' ہم محمد زئی درانی پٹھان ہیں' افغانستان سے پہلے ہم شور کوٹ آئے' وہاں کچھ عرصہ رہنے کے بعد ملتان میں آباد ہو گئے۔ میرے خاندان کے زیادہ تر لوگ فوج اور پولیس میں ملازم تھے' میرے دادا' والد صاحب اور چچا سبھی پولیس آفیسر تھے لیکن میں اور میرا چھوٹا بھائی ہم دونوں پولیس کی ملازمت میں نہیں گئے' میرا بھائی انجینئر ہے اور میں ایک لکھاری اور وکیل ہوں۔

میں ملتان میں ہی پیدا ہوا' ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول دولت گیٹ سے حاصل کی۔ 1957ء میں یہاں سے میٹرک کیا اور اس کے ایک سال بعد تک میں اسی سکول میں پڑھاتا رہا بعد ازاں میں نے ایمرسن کالج ملتان سے ایف اے اور بی اے کیا' اس دوران ملتان میں پنجاب یونیورسٹی کا کیمپس شروع ہوا تو اس کے پہلے ہی سیشن میں ایم اے اردو کیا۔

ایم اے اردو کے بعد میں مختلف انشورنس کمپنیوں میں کام کرتا رہا' پھر صحافت کی طرف آ گیا جس کا مجھے بہت شوق تھا۔ ان دنوں ملتان سے ایک روزنامہ ''آفتاب'' شائع ہوتا تھا جو یہاں کا بڑا مقبول اخبار تھا' اس اخبار میں، میں نے سوائے کاتب کے تمام عہدوں پر کام کیا' اس دوران میں نے ریسرچ فیچرز لکھے' مضامین لکھے اور 3 سال تک میرا کالم ''تماشا میرے آگے'' بھی روزنامہ ''آفتاب'' کے ادارتی صفحہ پر چھپتا رہا۔ صحافت کے دوران ہی میں نے ایل ایل بی کر لیا تھا' 78ء کے قریب اخبار کی ملازمت چھوڑ کر کل وقتی وکالت شروع کر دی۔

ایکسپریس:-اخبار کے لیے لکھتے لکھتے آپ اچانک جاسوسی ادب کی طرف کیسے آ گئے؟

مظہر کلیم:-جہاں تک لکھنے کی بات ہے تو اس میں میرے والد صاحب کا بہت اہم کردار ہے' میرے والد صاحب حامد یار خان پولیس آفیسر تھے لیکن انہیں مطالعہ کا بہت شوق تھا' وہ دنیا کے ہر موضوع پر کتاب پڑھتے تھے اور اسے اپنی لائبریری میں محفوظ بھی رکھتے تھے۔

والد صاحب ملازمت سے جب بھی گھر آتے تو ہم بھائیوں کیلئے ہمیشہ کتابیں اور رسائل لے کر آتے تھے۔ جب کبھی ان کا تبادلہ ہوتا تھا تو گھریلو سامان کی منتقلی کیلئے جو ٹرک منگوایا جاتا اس میں گھریلو سامان کم اور کتابیں زیادہ ہوا کرتی تھیں۔ یہی وجہ

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ہے کہ میں بھی دنیا کے ہر موضوع پر کتاب پڑھنے کیلئے تیار ہوتا ہوں۔ جہاں تک جاسوسی ادب کی طرف آنے کی بات ہے تو یہ کسی باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت نہیں ہوا۔

میرے ایک دوست بی اے جمال ہیں، انہوں نے بوہڑ گیٹ میں اپنی ایک لائبریری اور ایک پبلشنگ ہاؤس بنا رکھا تھا' وہ اپنے ادارے کی طرف سے جاسوسی ادب شائع کرتے رہتے تھے لیکن ان کے پاس اچھے لکھاری نہیں تھے جن کی کتابیں ہاتھوں ہاتھ بک جائیں۔

سو وہ کبھی کہیں سے مسودہ منگواتے' کبھی کسی سے کہانی لیتے' کبھی کوئی انڈیا کا مسودہ چھاپ دیتے لیکن ان کی کتاب بک نہیں رہی تھی' اس دوران ابن صفی صاحب کا انتقال ہو گیا تو مختلف لوگ جعلی ناموں سے ابن صفی بننے کی کوشش کر رہے تھے' کوئی این صفی تھا' کوئی نجمہ صفی تو کوئی کسی اور نام سے سامنے آ گیا' میرے یہ دوست بھی ان دنوں ایسی ہی کہانیاں چھاپ رہے تھے۔ ایک دن وہ پریشانی کے عالم میں میرے پاس آئے اور اپنے مسائل کا اظہار کیا تو میں نے کہا میں آپ کو ناول لکھ دیتا ہوں شرط صرف اتنی ہے کہ آپ میرے نام سے شائع کریں۔

انہوں نے فوراً حامی بھر لی تو میں نے اپنا پہلا جاسوسی ناول "ماکازونگا" لکھا جو افریقی قبائل کے پس منظر میں تھا' وہ پہلا ناول چھپا تو اسے اتنی پذیرائی ملی کہ وہ دن ہے اور آج کا دن میری مقبولیت اسی طرح برقرار ہے۔ اس دوران میں نے جتنی بھی کوشش کی کہ میں جاسوسی ادب سے بھاگ جاؤں لیکن پبلشرز اور قاری مجھے نہیں چھوڑتے۔

ایکسپریس:- اب تک آپ کتنے ناول تحریر کر چکے ہیں یہ بھی بتائیں کہ آپ کی مقبولیت میں سب سے اہم کردار کس بات کا ہے؟

مظہر کلیم:- میرے اب تک شائع ہونیوالے نالوں کی تعداد 600 سے زائد ہے۔ یہ تعداد تو عمران سیریز کے ناولوں کی ہے' اس کے علاوہ بچوں کیلئے میں نے جو چھوٹی کہانیاں لکھیں ان کی تعداد بھی 5 ہزار سے زائد ہے اور اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خاص کرم ہے کہ میری ساری کہانیاں ہی مقبول ہیں۔

میرے ناولوں میں سب سے اہم بات سسپنس ہے۔ جاسوسی ادب کا قاری سوچتا ہے کہ جب کہانی آگے بڑھے گی تو کیا ہو گا اس حوالے سے میں جو دلچسپ بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عام طور پر جاسوسی ادب کے قاری بہت تیز ہوتے ہیں' خاص طور پر وہ لوگ جو مسلسل جاسوسی ادب پڑھ رہے ہوں ان کی حسیات بہت تیز ہو جاتی ہیں اور وہ کہانی کے آغاز میں ہی بھانپ لیتے ہیں کہ

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

آگے کیا ہو گا لیکن میرے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ میں کبھی بھی اپنے ذہن میں پورا ناول نہیں سوچتا نہ ہی میں اپنے ذہن میں پورے ناول کا کوئی خاکہ بناتا ہوں جیسے دیگر لوگ کرتے ہیں، میں تو صرف کہانی شروع کرتا ہوں اور پھر میرے ذہن میں ہی کہانی آگے بڑھتی رہتی ہے۔

جب مجھے خود ہی یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کہانی میں آگے کیا ہو گا تو قاری کو کیسے پتہ چلے گا لہذا قاری نے اپنے ذہن میں جو کچھ سوچا ہوتا ہے وہ کہیں پیچھے رہ جاتا ہے اور کہانی اپنے انداز میں آگے بڑھتی رہتی ہے۔ یہی خوبی اور انفرادیت میری غیر معمولی کامیابی اور شہرت کی وجہ ہے۔

ایکسپریس:- جاسوسی ادب لکھنے کیلئے آپ کی نظر میں مطالعہ ' مشاہدہ اور دیگر کیا چیزیں اہم ہیں جو آپ کے تخلیقی کام میں معاون ثابت ہوئیں؟

مظہر کلیم:- جاسوسی ادب لکھنے کیلئے سب سے اہم چیز مطالعہ اور مشاہدہ ہے لیکن یہ جو جاسوسی ادب لکھنے کی صلاحیت ہے، یہ جو ایک خاص طرح کا مائنڈ سیٹ ہے یہ میرے خیال میں قدرتی ہے یہ مجھ پر ایک عطاء ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں جب مطالعہ کرتا ہوں' سائنسی ایجادات یا جاسوسی ادب پڑھتا ہوں تو پھر میں اپنے اس مطالعہ کو ایک خاص انداز سے اپنے موضوعات کے قریب لاتا ہوں' یہ سب ایڈجسٹمنٹ میرا ذہن کرتا ہے۔

میں سائنس کو اس انداز سے اپنی کہانیوں میں لاتا ہوں کہ وہ کہانی کا حصہ بن جاتی ہے' میں ایسا کیسے کر لیتا ہوں یہ خداداد صلاحیت ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ میں نے 600 سے زائد ناول لکھے ہیں اور ہر ناول کا موضوع اور پس منظر بھی الگ رکھا ہے اور یہ سب قاری کو پسند بھی آئے ہیں وگرنہ تو دو تین ناولوں کے بعد لکھاریوں کی تحریر میں یکسانیت آجاتی ہے۔ لوگ آج بھی مجھے پسند کرتے ہیں' یہاں کی تین نسلیں میرے ناول پڑھ کر پروان چڑھی ہیں۔

ایکسپریس:- آپ کے ناول نوجوان طبقہ میں بہت زیادہ مقبول ہیں ' آپ شعوری طور پر اپنے ناولوں میں نوجوانوں کو کیا پیغام دینے کی کوشش کرتے ہیں؟

مظہر کلیم:- پہلی بات یہ ہے کہ میری تحریر فحاشی سے بالکل پاک ہوتی ہے' حتیٰ کہ کوئی ذو معنی جملہ اور لفظ بھی میں اپنی کہانی میں نہیں لکھتا۔ میں نے اپنے سماج کیلئے لکھا ہے' میرے ناولوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا جو کردار ہے وہ نوجوان نسل کیلئے

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

مشعل راہ ہے۔ عمران میرے ناولوں میں اپنے عمل کے ذریعے بتاتا ہے کہ کامیابی صرف اچھے کردار سے ملتی ہے' اگر کردار مضبوط ہے تو کامیابی ضرور ملے گی۔

میرا پیغام یہ ہے کہ انسان کسی بھی صورتحال میں گھبرائے نہ' خطرہ دیکھ کر پیچھے قدم نہ ہٹائے بلکہ ڈٹ جائے۔ ناکامیاں کامیابی میں بدل جاتی ہیں۔ مجھے ایسے والدین کے خطوط بھی ملتے رہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ کی تحریریں پڑھ کر ہمارے بچوں کے کردار اچھے ہو گئے ہیں۔

ایکسپریس:- آپ کے جاسوسی ناول ہر ماہ شائع ہوتے ہیں اور طویل عرصہ سے آپ کا یہی معمول ہے' کیا آپ نے لکھنے کیلئے کوئی خاص شیڈول مرتب کر رکھا ہے؟

مظہر کلیم:- دیکھیں! میں ایک وکیل ہوں اور وکالت بھی کل وقتی کام ہے' اس کے علاوہ مجھے لکھنا بھی ہوتا ہے اور میں ریڈیو پاکستان ملتان پر بھی پروگرام کرتا ہوں' بس یہ دو تین کام کرنے کے بعد میرے پاس وقت ہی نہیں بچتا کہ میں کوئی اور کام کر سکوں۔

ناول لکھنے کا میرا معمول یہ ہے کہ جب میں کچہری سے فراغت کے بعد گھر آتا ہوں تو روزانہ 15 سے 20 صفحات ضرور لکھتا ہوں' پہلے میرا یہ معمول تھا کہ پاک گیٹ میں جہاں میرے پبلشر کا شوروم تھا میں روزانہ وہیں بیٹھ کر لکھتا تھا' اکثر ادیب خاموشی اور تنہائی میں لکھتے ہیں لیکن میرا معاملہ اُلٹ ہے' میں بازار کے شوروغل میں بیٹھ کر لکھتا رہتا تھا' اس دوران آنے جانیوالوں سے علیک سلیک بھی ہوتی رہتی تھی' میرے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ میں اگر تنہائی میں بیٹھ کر لکھوں تو تھوڑی دیر کے بعد ہی بور ہو جاتا ہوں۔

بس میرا یہی شیڈول ہے کہ میں روزانہ لکھتا ہوں' یہی وجہ ہے کہ میرا اپنے شہر کی سماجی زندگی میں کوئی کردار نہیں ہے میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے کہیں بھی آ جا نہیں سکتا' مجھے ہر ماہ ایک ناول دینا ہوتا ہے بلکہ میرا قاری تو یہ چاہتا ہے کہ میں مہینے میں دو ناول لکھوں کیونکہ قاری ایک دن میں ناول پڑھ لیتا ہے اور پھر مہینہ بھر نئے ناول کا بے چینی سے انتظار کرتا ہے۔

ایکسپریس:- جاسوسی ادب لکھتے لکھتے آپ ریڈیو کمپیئرنگ کی طرف کیسے چلے گئے؟

مظہر کلیم:- مجھے ریڈیو والوں نے دراصل زرعی فیچرز لکھنے کیلئے بلایا تھا بعد ازاں میں نے ریڈیو کیلئے سرائیکی ڈرامہ بھی لکھا۔ فیچر اور ڈرامہ لکھتے لکھتے ہی مجھے آفر کی گئی کہ آپ کمپیئرنگ بھی کریں تو میں نے کمپیئرنگ بھی شروع کر دی۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

شمشیر حیدر ہاشمی جو ریڈیو ملتان کے پروگرام ''جمہور دی آواز'' کے کمپیئر تھے، میں نے ان کے ساتھ طویل عرصہ کام کیا' ان کی وفات کے بعد دوسرے لوگوں کے ساتھ کام کیا۔ ریڈیو پر جو میں نے ڈرامے لکھے ان میں سے ایک سرائیکی ڈرامہ ''آدھی رات کا سورج'' بہت زیادہ مقبول ہوا تھا لیکن آہستہ آہستہ میری مصروفیات زیادہ ہو گئیں تو میں نے ریڈیو ڈرامہ لکھنا چھوڑ دیا' اپنے سرائیکی ڈرامے چھپوانے کا نہ تو مجھے کبھی خیال آیا نہ ہی میں نے کبھی کسی سے کہا' میری اب بھی خواہش ہے کہ میں اخبار کیلئے کالم لکھوں' مسئلہ صرف یہ ہے اگر کالم لکھنے لگا تو مجھے ناول چھوڑنا پڑے گا جو میں نہیں کر سکتا۔

آؤ ڈیزائنگ سیکھیں
ڈیزائنگ کورس
03081951011
اردو ورچوئل لائبریری پیش کرتی ہے ایڈٹنگ و ڈیزائننگ کورس جس میں فوٹو شاپ پکسل لیب پکس آرٹ اور دیگر ایڈٹنگ ، سافٹ ویئر میں آپ کو پوسٹر ڈیزائن کرنا، پکچر ایڈٹ کرنا ناول کی ایڈٹس بنانا تک سکھایا جائے گا
فیسبک ویڈیو لیکچرز
فیس 100 روپے
آخری تاریخ 20 فروری
اس پروجیکٹ کی فیس صرف 100 روپے ہے۔جو لوگ فیس ادا کریں گے ان کو فیس بک گروپ میں ویڈیو لیکچر کی شکل میں کلاسز دی جائیں گی۔ ریجسٹریشن فیس جمع کرانے کی آخری تاریخ 20 فروری ہے۔ فیس جمع کرانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے
03081951011
UrduVirtualLibrary.blogspot.com
سرٹیفیکیٹ بنانا سیکھیں
پوسٹر بنانا سیکھیں
بلینڈنگ مرجنگ
پکچر ایڈٹ کرنا سیکھیں
بک کور بنانا سیکھیں
فوٹو شاپ
گرافکس بنانا سیکھیں

گُلستانِ مِدحت کے مہکتے پھول

تحریر:- سفیر اللہ نادم

قابل صد تکریم محترم جناب قبلہ ،شاعر اسلام سید سلمان گیلانی صاحب وطن خداداد پاکستان کے ان معروف شعراء میں سے ہیں جن کی وجہ سے پاکستان کی عمارتِ سخن قائم ہے.

موصوف کو کئی اعتبار سے امتیازی حیثیت حاصل ہے۔وہ ایک بلند فکر' درویش صفت اور صاحبِ حال انسان ہیں جن کی زندگی توکل کا اعلیٰ نمونہ ہے حضرت نے جب شاعری کی دنیا میں اپنا کمال دکھایا تو اردو شاعری رنگِ تغزل کے ساتھ ساتھ رنگِ تصوف سے بھی مالامال ہوگئی۔ان کی شاعری میں ایک طرف تصوف کا گلاب مہک رہا ہے تو دوسری طرف معرفت کے موتی چمک رہے ہیں۔ کہساروں کا سا تکلم' آبشاروں کا سا ترنّم اور چاندنی جیسی پاکیزگی ان کے کلام کو معطر و منور کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کو دنیائے سخن میں شاعر ختم نبوت، شہنشاہِ تصوف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور عام معاصر اور متاخر تذکرہ نگاران کا ذکر کمالِ احترام سے کرتے ہیں۔

شاہ جی کے محاسنِ کلام

)ا (تصوف کا رنگ

گیلانی صاحب کی زندگی اور شاعری دونوں تصوف کے انوار میں ڈوبے ہوئے ہیں۔اسی لئے وہ اردو کے سب سے بڑے ہم آہنگ شاعر کہلاتے ہیں۔ان کا منفرد اندازِ بیان ان کو دیگر شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔وہ اپنے طرزِ فکر کو نرم وملائم مصرعوں میں بیان کرتے ہیں جو ان کی قلبی کیفیتوں کا آئینہ دار ہیں۔بطور امثال

ان کی آنکھوں پہ میں قربان جنہوں نے دیکھا

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

اپنی آنکھوں سے وہ سرمے کو سجانا ان کا

ان بزرگوں کی بزرگی پہ میں قرباں جاوں

جن بزرگوں نے بھی دیکھا ہے زمانہ ان کا

)۲ (سادگی

شاہ جی اپنے احساسات کی ترجمانی نہایت سہل، شستہ، ہلکی پھلکی اور عام فہم زبان میں کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں سلاست اور روانی ہے جو ان کے کلام کو نہایت پر اثر بناتی ہے اور قاری نہایت آسانی سے سمجھ جاتا ہے۔

(۳)موسیقیت اور ترنّم

شاہ جی روکھے اور خشک مزاج صوفی نہیں بلکہ وہ فنونِ لطیفہ سے آشنا ہیں خاص طور پر گانوں کی تضمینوں سے گہرا لگاو رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں حسن و نغمگی کا احساس ہے۔ ان کی غزلیں موسیقی کی خاص دھنوں اور سر تال پر پوری اترتی ہیں۔ بطور مثال

ہزاروں لڑکیاں ایسی کہ ہر لڑکی کا دم نکلے

بیوٹی پارلر سے ہو کے جب تیار ہم نکلے

اگرچہ مولوی ہیں ہم مگر پھر بھی یہ دعویٰ ہے

اگر ہم شیو کروا لے تو کترینہ بھی کم نکلے

)۴ (بے ثباتی حیات

گیلانی صاحب کی شاعری میں دنیا کی بے ثباتی کا رنگ جھلکتا ہے۔ایک صوفی شاعر ہونے کی حیثیت سے وہ اپنے اشعار میں اس نظریہ کی ترجمانی کرتے ہیں کہ دنیوی زندگی عارضی ہے اوراصل زندگی وہ ابدی اور دائمی زندگی ہے جو بعد الموت شروع ہوتی ہے-اس کی جھلک ذرا ملاحظہ فرمائیں-

آپ کی ختم نبوت ہے مجھے جان سے عزیز

کیوں تحفظ نہ کروں جاںثاروں کیطرح

)۵ (امتزاجِ مجاز و حقیقت

شاعر کے کلام میں عشقِ مجازی اور عشقِ حقیقی کا رنگ کچھ اس طرح سے ہم آہنگ ہے کہ ان دونوں میں امتیاز کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ شاہ جی کا کمال یہ کہ ان اشعار کے مطالعے کے بعد قاری کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ محبوبِ حقیقی سے ہمکلام ہیں یا محبوبِ مجازی سے-مثلاً

جب سے آیا ہوں واپس دریار سے

دن گزرنے لگے میرے بیکار سے

(۶)سوز و گداز

اثرِ آفرینی اور دردمندی کلام شاہ جی کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ان کی شاعری سادگی اور حقیقت نگاری کی وجہ سے درد و اثر اور سوز و گداز کا مرقع ہے۔ان کی ہر بات دل سے نکلتی ہے اور دل میں اترتی ہے-

(۷)وحدت الوجود و حبّ النبیؐ

حضرت کا محبوب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہے۔ ان کے کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ہونے کیساتھ آقائے نامدار سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں کائنات کا ہر ذرّہ جمال نورِ خداوندی کا مظہر ہے اور ہر شے میں ایک ہی ہستی کا کمال اور رسول خدا کی رسالت کا اثر ہے۔

ذات ہے رب کی حمد و ثنا کے لیے

نعت ہے خاتم الانبیاء کے لیے

بھیج پہلے درود اپنے آقا پہ تو

ہاتھ جب بھی اٹھائے دعا کے لیے

(۸) غزل کا رنگ

حضرت کی شاعری میں ایک طرف تصوف کا گلاب مہک رہا ہے تو دوسری طرف رنگِ تغزل پورے گلشن کو مہکا رہا ہے۔ ان کے کلام میں غزل کے تمام لوازمات موجود ہیں خواہ وہ محبوب سے ناراضگی کا احساس ہو یا شامِ غم کی کیفیات۔ مثال کی طور پر

تیری راہ دیکھتا میں بُتِ بے وفا کہاں تک

تِرا انتظار میں نے کیا صبح کی آذاں تک

یہ زمین و آسماں کیا مہ مہر و کہکشاں کیا

تری جستجو میں پہنچا میں مکاں سے لامکاں تک

وہی راہزن جنہوں نے مِرے کارواں کو لوٹا

بخدا انہی میں شامل تھا امیر کارواں تک

تِرا دل بھی جانتا ہے کوئی ربط ہے یقیناً

ترے قہقہوں سے لیکر مِرے نالہ و فغاں تک

کسی کوہ پر گزرتی تو وہ ریزہ ریزہ ہوتا

جو مِرے چمن پر گزری ہے بہار سے خزاں تک

نہ اسے اگر بجھایا تو چمن کو پھونک دیگی

یہی آگ جو ابھی ہے مِری شاخِ آشیاں تک

مِرے پیار کا فسانہ میرے عشق کی کہانی

وہ ہے اب زباں زباں پر جو کبھی تھی رازداں تک

مِرے پیار میں جو شک ہو مِرا امتحان لے لے

مِری جان تجھ پہ کردوں میں نثار اپنی جاں تک

مجھے سانپ بن کے ڈسنے وہاں شاخ شاخ لپکی

میں گیا جو فصلِ گُل میں کبھی صحنِ گلستاں تک

یہ مِرا وجود سلماں ہے نشاں کسی کے غم کا

میں کسی کا ہو گیا جب نہ رہا مرا نشاں تک

شاہ جی آسمانِ سخن کے خورشید ہیں اگرچہ شاہ جی کا کلام بہت مختصر ہوتا ہے لیکن سراپا درد و اثر ہوتا ہے الغرض حضرت کی غزلیں زبان کی سادگی اور صفائی میں میر کے کلام کا مزہ دیتی ہیں۔

یہی وہ وجہ ہے جس کی بنا پر میں شاہ جی سے بے انتہا محبت رکھتا ہوں چند دن قبل ہمارے ہاں گوجرانوالہ میں سالانہ نقشبندی اجتماع میں ان کی تشریف آوری ہوئی تو حضرت سے ملاقات کے وقت عجیب کیفیت تھی کہ اتنے بڑے عظیم المرتبت انسان جن کے شہرت کے چرچے دنیا بھر میں ہوتے ہیں اور وہ بلکل سیدھے سادے انسان مجھے حضورؐ کی ایک روایت کا مقصداق ہی نظر آئے کہ

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

المومن غرکریم بلکل ہوبہو اس روایت کے ترجمہ کو دیکھا جائے اور حضرت کی سادگی تو یقین جانیئے کہ شاہ جی صرف شاعر نہیں بلکہ ولی زمانہ ہے

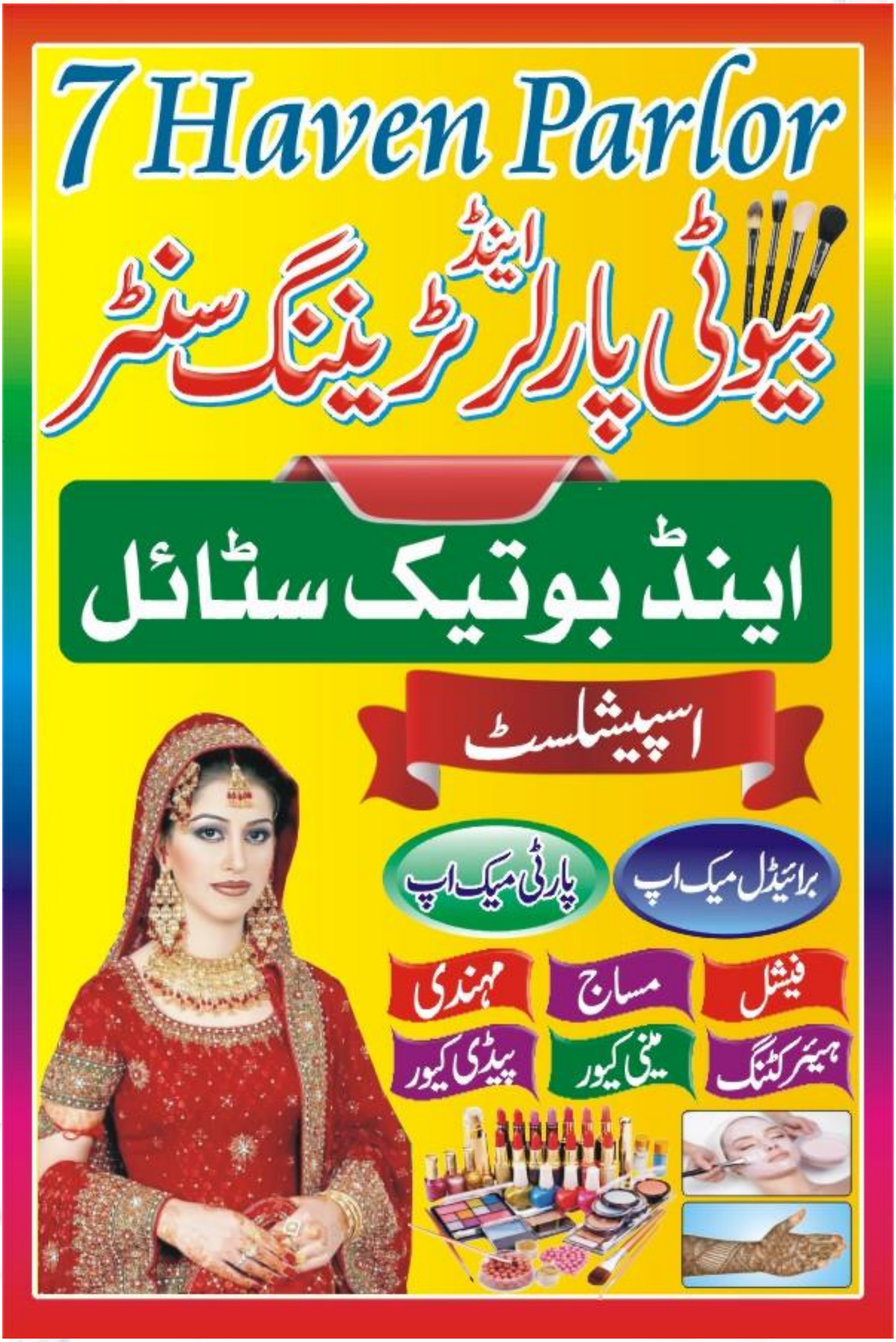
7 Haven Parlor
بیوٹی پارلر اینڈ ٹریننگ سنٹر
اینڈ بوتیک سٹائل
اسپیشلسٹ
برائیڈل میک اپ
پارٹی میک اپ
فیشل
مساج
مہندی
ہیئر کٹنگ
مینی کیور
پیڈی کیور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آسان اذکار

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا
اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو
(سورۃ الاحزاب)

لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ
اپنی زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رکھو
(رواہ ابن ماجہ)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن نبی ﷺ کی شفاعت کے سب سے زیادہ مستحق ہوں
تو آپ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
خلوص نیت کے ساتھ پڑھا کیجئے
(بخاری، کتاب العلم)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ آل اسمٰعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل کریں
تو آپ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ
۱۰ مرتبہ پڑھا کیجئے
(بخاری، کتاب الدعوات)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ جنت کا زبردست خزانہ حاصل ہو جائے
تو آپ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
پڑھا کیجئے
(بخاری، کتاب الدعوات)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ صبح صادق سے لیکر چاشت تک کی جگہ بیٹھ کر ذکر کرنے سے زیادہ ثواب حاصل کریں
تو آپ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ
۳ مرتبہ پڑھا کیجئے
(مسلم، کتاب الذکر)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ وہ عمل کریں جو نبی ﷺ کو ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے
تو آپ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
پڑھا کیجئے
(مسلم، کتاب الذکر)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام پریشانیاں دور فرما دے
تو آپ
حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ
صبح و شام سات سات مرتبہ پڑھا کیجئے
(ابوداؤد، کتاب الادب)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ آپ کے تمام گناہ معاف ہو جائیں، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہو
تو آپ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
روزانہ ۱۰۰ مرتبہ پڑھا کیجئے
(بخاری، کتاب الدعوات)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ ہر قسم کی تنگی دور ہو اور روزی میں سہولت ہو
تو آپ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ
کثرت سے پڑھا کیجئے
(ابوداؤد، کتاب الصلوۃ)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ صدقہ خیرات کیا کریں مگر آپ کے پاس اس کی استطاعت نہیں ہے
تو آپ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ
پڑھا کیجئے
(ابن حبان، کتاب الزکوۃ)

آسان دُعائیں

قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ
تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمہیں جواب دوں گا
(سورۃ الغافر)

اَلدُّعَاءُ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ
جو مصیبت آچکی ہے اور جو آنیوالی ہے، سب کیلئے دعا نافع ہے
(رواہ حاکم)

اگر آپ
کو کوئی سخت پریشانی اور مشکل پیش آئی ہے
تو آپ
یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ، بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ
کثرت سے پڑھتے رہئے
(ترمذی، کتاب الدعوات)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ آپ کی سب دعائیں مقبول ہوں
تو آپ
اپنی دعاؤں میں
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ
شامل کر لیا کیجئے
(ترمذی، کتاب الدعوات)

اگر آپ
چاہتے ہوں کہ ایسی دعاء مانگیں جس میں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں شامل ہوں
تو آپ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ
پڑھا کیجئے
(مسلم، کتاب الذکر والدعاء)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے اور مال و اسباب نظر بد اور شیطان کے شر سے محفوظ رہیں
تو آپ
انہیں دیکھ کر مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
کہا کیجئے اور سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھنے کا معمول بنالیجئے۔
(ابوداؤد، طبرانی)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ گھر سے نکل کر واپس ہونے تک تمام حوادث اور شیطان کے شر سے محفوظ رہیں
تو آپ
بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
پڑھ کر گھر سے نکلا کیجئے
(ابوداؤد، کتاب الادب)

اگر آپ
قرض کے بوجھ میں مبتلا اور ادائیگی کیلئے پریشان ہوں
تو آپ
اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ
پڑھا کیجئے۔ سب قرض ادا ہو جائیں گے۔
(ترمذی، کتاب الدعوات)

اگر آپ
کو طرح طرح کے وسوسے ستا رہے ہوں اور آپ ان سے نجات پانا چاہتے ہوں
تو آپ
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ
پڑھ لیا کیجئے۔ سب وسوسے ختم ہو جائیں گے
(بخاری، باب صفۃ ابلیس)

اگر آپ
کسی درد میں مبتلا ہوں اور اس سے نجات چاہتے ہوں
تو آپ
درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ ۳ مرتبہ
اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ
۷ مرتبہ پڑھ لیجئے
سب تکلیف دور ہو جائے گی
(مسلم، کتاب السلام)

اگر آپ
کو کسی دشمن سے ضرر کا اندیشہ ہو
تو آپ
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ
پڑھا کیجئے
اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے کیلئے کافی ہو جائے گا
(ابوداؤد، کتاب الصلوۃ)

آسان اعمال

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ
جو کوئی ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کے (اجر کو) دیکھ لے گا
(سورۃ الزلزال)

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا
کسی نیکی کو بھی معمولی نہ سمجھو
(رواہ مسلم)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے اور آپ رسوا نہ ہوں
تو آپ
مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کیجئے
کسی کو شرمندہ کرنے، اور عیوب تلاش کرنے سے دور رہئے
(مسلم، کتاب البر والصلۃ)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ ایمان میں ترقی ہوتی رہے اور ایمان کا مزہ محسوس ہو
تو آپ
اپنی نظر کی حفاظت کیجئے اور جب بھی کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لیجئے، دوبارہ نہ پڑنے دیجئے
(مستدرک، ج ۴، ۳۱۲)

اگر آپ
نیکیوں میں بے حساب اضافہ کے خواہشمند ہیں
تو آپ
یتیم کے سر پر شفقت و محبت سے ہاتھ پھیریئے۔ آپ کا ہاتھ اس کے جتنے بالوں پر سے گزرے گا، اللہ تعالیٰ اتنی نیکیاں آپ کے اعمال نامہ میں لکھیں گے
(مسند احمد، ۵/۲۹۵)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر اور گھر والوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و برکت ہوتی رہے
تو آپ
جب بھی گھر میں داخل ہوں تو سلام کر کے داخل ہونے کا معمول بنالیجئے
(چاہے کوئی گھر میں ہو یا نہ ہو)
(ترمذی، کتاب الاستیذان)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ آپ کے رزق اور عمر میں برکت ہو
تو آپ
اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیجئے (یعنی قطع تعلق اور حق تلفی سے احتیاط کیجئے)
(بخاری، کتاب الادب)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عاشقوں میں شمار ہوں اور جنت میں آپ کی معیت نصیب ہو
تو آپ
کسی شخص سے بھی بغض نہ رکھئے اور سینے کو کینے سے پاک و محفوظ رکھئے
(ترمذی، کتاب الادب)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ بڑے بڑے کارہائے خیر انجام دیں مگر آپ میں اتنی استطاعت نہیں ہے
تو آپ
جو لوگ ان کاموں کی قدرت رکھتے ہیں انہیں ترغیب دے کر ان کاموں کیلئے تیار کریں، آپ کو بھی ان کے برابر اجر ملے گا۔
(مسلم، کتاب العلم)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ ہر رات کو ایک تہائی قرآن کریم کی تلاوت کریں مگر اس کا موقع یا ہمت نہیں ہے
تو آپ
اخلاص کے ساتھ "سورۃ اخلاص" ایک مرتبہ پڑھ لیں ایک تہائی قرآن کریم کا اجر ملے گا
(بخاری، کتاب فضائل القرآن)

اگر آپ
چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہو جائیں، اور آپ کی بخشش فرما دیں
تو آپ
راستوں میں تکلیف دہ چیزوں کو محض اللہ کے بندوں کو تکلیف سے بچانے کی نیت سے ہٹا دیا کیجئے
(بخاری، کتاب المظالم)

مرتب
مولانا محمد عبدالقوی
ناظم - ادارہ اشرف العلوم حیدر آباد

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ
بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہونچائے۔ (کنز العمال)

ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد
IDARA ASHRAFUL ULOOM TRUST
Saeedabad Colony, Khaja Bagh, Near Padmawati girls college,
Hyd. India. Ph: +91 40 24070681, Fax: +91 40 24071131.

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

شاعری: نظمیں

سنو کہ آبلہ پائی قرار چاہتی ہے

زبیر حمزہ

میں جانتا ہوں محبت کے اندھے رستوں پر
کوئی بھی خوف مسافر کو زیب دیتا نہیں
ہر ایک خطہ ءدشوار دھول کی صورت
جنوں کے پاؤں میں آکر بکھرنے لگتا ہے

میں جانتا ہوں یہاں مصلحت نہیں ہوتی
میں جانتا ہوں کہ اچھا گماں ضروری ہے

مگر یہ تم ہی بتاؤ کہ اک دلِ رنجور
کسی نگاہِ ستم کیش کی تمنا میں
مسافتوں کی اذیت کو جھیلتے ہوئے بھی
کہاں تلک یہی اچھا گمان کرتا رہے۔۔۔؟

تمھی کہو کہ یہ موہوم منزلوں کا سفر
تمام عمر بھٹکتے ہی کیوں کیا جائے۔۔۔۔۔؟
تمہاری سمت دوبارہ بدل گئ تو پھر
ہمارا سارا سفر رائیگاں ہی جائے گا۔۔۔۔۔

سوائے ستارہ ءجاں! اب کے سامنے آؤ
یا دشتِ عشق میں مجنوں سا حوصلہ بخشو
یا عمر بھر کی مسافت کو معتبر کر دو۔۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

سیل فون

ڈاکٹر نزہت شاہ

دنیا میں سیل فون کا کیا جن ہی آ گیا
وہ دیکھتے ہی دیکھتے رشتوں کو کھا گیا

نسلیں ہوئیں تباہ تو عقدہ بھی یہ کھُلا
اک جال نیٹ کا ہے جو آنکھوں پہ چھا گیا

قابو نہ رکھ سکے تھے اسی دردِ دل پہ بھی
بے بس ہوئی نگاہ تو اشکوں میں چھا گیا

دنیا کی وحشتوں سے ہی گھبرا گیا تھا وہ
دستک دیئے بغیر میرے گھر میں آ گیا

آساں نہیں تھا اس کو سمجھنا کبھی مجھے
الجھا ہوا ہے پھر بھی میرے دل کو بھا گیا

گناہ

ثمین بلوچ

زہد کی ریاضتیں
رائگاں ہوئیں مری
یار سے نگہ ملی
دل کی سرزمین پر
جلترنگ بج اٹھی
سانس منتشر ہوئی
کاسئہ نگاہ کو
یار کے خطوط سے
آنکھ نے بھی بھر لیا
اور دل کی کیا کہوں
اب کے پاکباز نے
!!!پھر گناہ کر لیا

شاعری: غزلیں

غزل

راول حسین

زخم کھانے کے کام آئے گا

دل زمانے کے کام آئے گا

جانے میری ضرورتوں کا سانپ

کس خزانے کے کام آئے گا

کتنا بھاری ہے دل کا یہ پتھر

ڈوب جانے کے کام آئے گا

میری فرصت کا ایک اک لمحہ

کارخانے کے کام آئے گا

دل کو ہر اک سفر میں ساتھ رکھو

رنج اٹھانے کے کام آئے گا

یاد رکھتا ہوں اس لیے اس کو

بھول جانے کے کام آئے گا

خود کو راول نہ صرف کر اتنا

تو زمانے کے کام آئے گا

غزل

خرم شاہ

مکاں پہ بھاری ہے وہ لا مکاں پہ بھاری ہے
ترا فقیر ہے اور دو جہاں پہ بھاری ہے

اک ایسی بات ہے جو اب زباں نہ روک سکے
اک ایسا تیر ہے جو اب کماں پہ بھاری ہے

حسب نسب سے ہی انکار کرنے والا ہوں
میں ایک بوجھ ہوں جو رفتگاں پہ بھاری ہے

یہ پیڑ ٹوٹ رہا ہے ثمر کے آتے ہی
کہ اپنی جان یہاں اپنی جاں پہ بھاری ہے

فقیر لوگ ہیں اور درد دل کا رکھتے ہیں
ہماری جھونپڑی عالی مکاں پہ بھاری ہے

میں خاکدان پہ راضی تو آسمان میں خوش
وہاں پہ بوجھ تھا میں تُو یہاں پہ بھاری ہے

غزل

عبد اللہ ضریم

ڈری ہوئی ہے محبت انہی ذلیلوں سے
خدایا جان چھڑا دائمی قبیلوں سے

ترے بنائے ہوئے ہم، تری توجہ کو
پُکارتے ہیں جہاں میں بڑے وسیلوں سے

وہ ہم کلام ہیں ہم سے کسی کے ذکر کے ساتھ
ہمارے زخم سیئے جا رہے ہیں کیلوں سے

ترے خلاف دلائل کو کیا کروں گا میں
بھلا یہ عشق ٹلا ہے کبھی دلیلوں سے

تِری نگاہ کا اشارہ اِنہیں ضروری ہے

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

یہ لوگ بات نہیں مانتے دلیلوں سے

غزل

نیلم بھٹی.

آنکھوں میں ایک دشت ہے کب سے رکا ہوا
پہلو میں اک چراغ ہے آدھا جلا ہوا

مدت سے میرے دل میں ہے کوئی بسا ہوا
محرم ہے میری ذات کا گرچہ چھپا ہوا

رکھا ہوا ہے چاند کی دہلیز پر قدم
رستہ ہے روشنی کا سمندر بنا ہوا

پہلی نظر میں عمر کا سودا ہوا تھا طے
سچ بات ہے کہ آنکھ کا وعدہ وفا ہوا

خوشبو کا راز کھول رہا ہے جہان پر
شعروں میں کوئی شخص ہے شاید چھپا ہوا

دشتِ فنا میں ڈھونڈ لیا اپنی ذات کو
میرا کہیں نہ ہونا ہی میری بقا ہوا

تتلی چمن میں آج بہت چپ لگی مجھے
جیسے کسی گلاب پہ ہو دل رکا ہوا

کہنے لگی ہوں شعر میں نیلم کے ساتھ ساتھ
شوقِ نوائے دشت مرا ہم نوا ہوا

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

غزل

بیاآو لکھ

تمہاری چاہت کے رنگ
اتر رہے ہیں قوس قزح بن کر
میرے چہرے کا ہر نقش
سنہری سا ہو رہا ہے
جیسے آیا ہو شبنمی سا
موسمِ بہار گلوں پر
بے ہنگم ہیں دھڑکنیں
تیرے نام کو سوچ کر

میری آنکھوں میں کئی جگنو
اپنی لُو بڑھا رہے ہیں
تیرے لہجے کے ساز میں
کئی گیت میرے من میں
خود ہی گنگنا رہے ہیں
کھلتی چنبیلی سی ہے
صورت میری
سب ہی رنگ آجکل
مجھے بھا رہے ہیں
دل کی وادی میں آجکل
رنگین بادل سے چھا رہے ہیں
کس طرح کھلتے ہیں موسم بہار میں پھول
اُسکو پایا ہے تو دل میرا جان گیا!!
من چاہی دُعا اگر مل جائے بیاآ
خزاں بھی بن جاتا ہے بہار بیاآ!!

غزل

غلام نبی اسیر

جیسے آندھی کے خلاف ایک دِیا کچھ بھی نہیں
ویسے ہی ہجر کے آگے یہ قضا کچھ بھی نہیں

مجھ کو سو عیب نظر آتے تھے خود میں لیکن
آپ کی آنکھ سے دیکھا تو دِکھا کچھ بھی نہیں

حسرتِ وصل لیے دل میں نہ مر جاؤں کہیں
دِید سے بڑھ کے مِرا حرفِ دُعا کچھ بھی نہیں

پیکرِ عجز تھا وہ شخص جو مغرور ہُوا
وہ سمجھتا تھا زمانے کی ہَوا کچھ بھی نہیں

تُو نہیں سمجھے گا وہ کیوں نہیں سمجھا مجھ کو
اس حقیقت میں فسانے کے سوا کچھ بھی نہیں

روز اِک خواب لپکتا تھا مِری آنکھوں سے
نیند کو کھود کے ڈھونڈا تو مِلا کچھ بھی نہیں

ربط بے ربط ہُوا، سلسلے آزار بنے
اب محبّت میں نبھانے کو بچا کچھ بھی نہیں

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

غزل

معاذ فرہاد

یہ کہہ کے اس نے بس مرا انجام، کر دیا
یوسف کو بھی تھا مصر نے نیلام، کر دیا

ابرو کی تیغ دیکھیئے کس درجہ تیز تھی
دیکھا نظر اُٹھا کے تو انجام، کر دیا

دیکھا غلط نگہ سے مجھے آج شیخ نے
اتنا کہا، شریف بھی بدنام، کر دیا

بوتل کا نام لیجیئے لیکن کچھ اس طرح
پی لیجیئے یہ جام ترے نام، کر دیا

عزت ٹکے کی 'اس کی' رہی پھر نہ گام میں
اِک جھوٹ بول کر جسے بدنام، کر دیا

جو کچھ بھی ہوں، یہ آج میں، ہوں آپ سے حضور،
اس پردہ داری نے! مرا تو کام، کر دیا

حیرت کی بات تھی کہ تقاضے بدل گئے
اُس بت کے جس نے عشق کو بدنام، کر دیا

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

غزل

احسن خلیل احسنؔ

کوئی ساتھی نہیں ہے جیون کا
خوف رہتا ہے دل میں رہزن کا

جنگ جیتے گا حوصلے والا
کھیل سارا ہے دل کی دھڑکن کا

دل میں رنگوں کے پھول کھلتے تھے
یاد ہے وہ شباب آنگن کا؟

خشک سالی مٹا دل وجاں کی
کوئی رستہ نکال درشن کا

دیکھ! طالب اگر عروج کا ہے
پہلے سریا نکال گردن کا

دیکھا بھالا ہے ایک رخ احسنؔ
دوسرا رخ دکھاؤ درپن کا

اپنا بزنس بڑھائیں

اردو ورچوئل ڈائجسٹ کے ساتھ اب اشتہار دیجیے

اشتہار ریٹس

ڈائجسٹ میں اشتہار 30 روپے
ویب ناول میں اشتہار 30 روپے

شرائط

اپنا اشتہار ہم سے بھی بنوا سکتے ہیں ورنہ خود بنا کر واٹس ایپ کر دیں۔
ہم اشتہار فری میں ڈیزائن کریں گے۔

03081951011

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

سلسلہ ادب پارے

1۔

سدرہ شاہ

افسانہ چاند سے اقتباس

پتا ہے چاند ہم انسانوں کی بڑی غلطی ہی یہی ہے کہ ہم نے کم صورت ہونے کو گناہ قرار دیا

ہم نے ہمیشہ انسان کو اس کی خوبصورتی سے ہی دیکھا

اگر کوئی خوبصورت ہے تو اس کی ہی قدر کی جائے

ہمیشہ اس کو ہی چاہا جائے

ہم نے کبھی اس کے اندر جھانک کر دیکھا ہی نہیں کہ اس کے اندر دھڑکتا دل کتنا خوبصورت ہے

پر میرا رب کتنا رحیم و کریم ہے

جس نے مجھ پر رحم کیا

جس نے مجھے سدھرنے کا موقعہ دیا۔۔۔"

کاش میں یہ بات یاد رکھتی غرور کا سر نیچے ہے۔۔۔"

پر ابھی بھی دیر نہیں ہوئی۔۔۔۔"

اب مجھے اپنے باطن کو خوبصورت بنانا ہے ظاہری حسن تو چند دن کا ہے

پر باطنی خوبصورتی ہمیشہ رہتی ہے۔۔۔۔۔۔"

2۔

دنیا میں ایسی بہت سی انہونی چیزیں ہوتی ہیں جنکا وجود عام آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا ایسے واقعات ان ویران جھگوں پے دفن بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔

اصغر کاکا کے لہجے میں کوئی خوف نہیں تھا بلکہ روانی سے اپنی بات جاری کیے ہوئے تھے۔۔۔

اور اسطرح کی جادوئی چیزوں کو آج کا دور نہ ہی مانتا ہے نہ ہی یقین رکھتا ہے۔۔۔۔

اس نے کچھ دیر کا توقف کیا پھر بولا۔۔۔

اور ہاں یہ جو ڈش بنائی گی ہے یہ بٹیر کی کالی کالی آنکھوں کو نکال کر شیر کے خون میں دھو کر فرائی کر کے آپکی خدمت میں پیش کی ہیں۔۔

سیاہ محل سے اقتباس۔۔۔

بقلم حامدہ رانی۔۔۔۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

3۔

(اقتباس)

"صبر"

اگر آپ کبھی کبھار دکھ برداشت کرتے کرتے اتنا تھک جائیں کہ بوجھ اٹھانا مشکل لگے تو اس کا حل یہی اپنائیں کہ تہجد میں اٹھ کے اللہ کے سامنے اپنے دکھوں کا پنیڈورا باکس کھول دیں۔ اپنے رازونیاز اس کو سنا کر خوب روئیں اتنا کہ آنسو خشک ہو جائیں۔ جب آپ اپنے معاملات اس کے حوالے کر دیں گے تو مطمئن ہو جائیں گے اور دل کا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا۔ وہ دوسروں کی طرح آپ کا مذاق نہیں اڑائے گا بلکہ آپ کو دلاسہ دے گا۔

¤اِنّ اللہ مَعَ الصّابِرِین¤

"بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(صبر از قلم حفصہ الماس)

4۔

🌹🌹🌹امید🌹🌹🌹

"لوگ کہتے ہیں کہ روشن قندیلیں ہماری زندگیوں کے آنے والوں سالوں کو بہترین اور خوشنما بنانے کی نوید ہوتی ہیں"

وہ مسکرائی اور ہاتھ میں پکڑی قندیل کو دیکھا۔ اس اندھیری رات میں وہ قندیل کو ہاتھ میں پکڑے کھڑی تھی شاید اسے آسمان میں اڑانے والی تھی۔ قندیل کی زرد روشنی اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی اور اسے زرد ہی کر رہی تھی۔

"یہ قندیلیں ہمارے گزرتے سال کے سارے دکھ اور تکلیفیں اپنے ساتھ لیکر آسمان دنیا میں سماجاتی ہیں اور ہمیں بدلے میں خوبصورت زندگی اور ایک خوبصورت سال دے جاتی ہیں"

وہ مسکرا رہی تھی۔

"میری خواہش ہے کہ میری زندگی کے آنے والے سال میں مجھے جو خوشخبری ملے وہ اس شخص کا ساتھ ہو جسے میں چاہتی ہوں"

اس نے مسکرا کر اردگرد دیکھا۔ ہر طرف لوگ قندیلیں ہاتھوں میں روشن کیے انہیں آسمان پر اڑانے کے لیے تیار تھے۔

جنونِ عاشقی سے اقتباس

از قلم سلمان

دانین سکندر

5-

تحریر: جہالت کی برکھا

از قلم: ثناء ریاض، منڈی یزمان

وفا کے گھونگھٹ میں جب حیا کی موندری ملتی ہے تو نکاح کی رسید ہاتھ میں تھم جاتی ہے جو خالی ہاتھوں کی ہتھیلی پہ یوں چپک جاتی ہے کہ چوڑی کی ہر چھنکار کے ساتھ اپنے ہونے کا یقین دلاتی ہے۔ جب اللہ کے نام سے بندھن قائم ہوتے ہیں تو ان میں محبت، احترام اور لذت خود ہی گھل جاتی ہے۔

دورِ حاضر کی سب سے بڑی کوتاہی کہ صنفِ نازک جسم دِکھا کر، آنکھ اٹھا کر، قد بڑھا کر، زلف لہرا کر محبت کے کشکول گلے میں لپٹا کر پھرتی ہے تو دنیا کے غلیظ مردان کی زیست کا مقدر بنتے ہیں۔ سراب ان کے نصیب میں اٹک جاتے ہیں۔

بیٹی باپ کے ہمراہ کھلے بال لیے چوکھٹ سے نکلتی ہے، بیٹا ماں کے سامنے لڑکیوں سے سرِعام گفتگو کرتا ہے مگر فیشن کا نام دے کر اس جہالت کو ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ جس گھر میں ماں کو بیٹی کی ذہنی کیفیت اور باپ کو بیٹے کی باہر کی مصروفیت کا علم نہ ہو وہاں اولاد تباہی کے دہانے پہ آن رکتی ہے۔

بنتِ حوا کے نرم لہجے نے

ابنِ آدم بگاڑ رکھے ہیں

ابنِ آدم نے سارے الزام

بنتِ حوا پہ ڈال رکھے ہیں

اپنا بزنس بڑھائیں

اردو ورچوئل ڈائجسٹ کے ساتھ اب اشتہار دیجیے

اشتہار ریٹس

ڈائجسٹ میں اشتہار 30 روپے

ویب ناول میں اشتہار 30 روپے

شرائط

اپنا اشتہار ہم سے بھی بنوا سکتے ہیں ورنہ خود بنا کر واٹس ایپ کر دیں۔

ہم اشتہار فری میں ڈیزائن کریں گے۔

03081951011

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

دستر خوان

چکن پلاؤ

اجزاء

چکن۔۔۔۷۵۰ گرام

ثابت دھنیا۔۔۔۲ بڑے چمچ چمچ

ثابت کالی مرچیں۔۔۔۲ بڑے چمچ چمچ

ادرک۔۔۔۸ ٹکڑے

تیز بات۔۔۔۲عدد

دار چینی۔۔۔ا لمبا ٹکڑا

بادیاں۔۔۔ا عدد

بڑی الائچی۔۔۔۲ یا ۳عدد

چھوٹی الائچی۔۔۔۵عدد

پیاز۔۔۔۲عدد

گھی۔۔۔۴ بڑے چمچ

نمک۔۔۔۴ چمچ یا حسب ذائقہ

ثابت زیرہ۔۔۔۲ چمچ

باسمتی چاول۔۔۔۳ کپ، ادھا گھنٹہ بھگو لیں

ترکیب

۔۔۔سب سے پہلے یخنی تیار کرنی ہے۔ اسکے لیئے اپ ایک پتیلی میں چکن، تمام ثابت مصالحے (زیرہ کے علاوہ) ایک پیاز (۴ یا ۶ ٹکڑوں میں کاٹ لیں)، ادرک اور نمک ڈال لیں۔ اتنا پانی ڈال لیں کہ سب کچھ نیچے اجائے اور ڈھک کہ ہلکے انچ پے پکائین ادھا گھنٹہ کے لیئے۔

۔۔۔یخنی تیار ہ وجائے تو پانی چھان کہ الگ کر لیں چکن اور مصالحوں سے۔ مصالحوں کو پھینک لیں اور چکن اور پانی کو علحدہ علحدہ رکھ لیں۔

۔۔۔ایک پتیلی میں گھی گرم کر لیں۔ اس میں زیرہ اور پیاز (باریک کٹا ہوا) ڈال لیں اور پیاز کو براؤن کر لیں۔ جتنا اپ پیاز کو براؤن کریں گے اتنا ڈارک اپکے چاول ہونگے۔ بس دھیان دیجیئے کہ پیاز ہر گز نہ جلے۔

۔۔۔اب چاول، چکن اور ۶ کپ پانی ڈال لیں۔ اسے تیز اگ پے رکھیں اور جب ابالا اجائے تو اگ ہلکی کر لیں اور اسے

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ڈھک لیں۔ اس وقت تک ہلکے اگ پے پکنے دیں کہ تمام پانی سوکھ جائے۔

چکن نگڈز

اجزاء:

چکن 1 کلو بون لیس

بریڈ سلائس 4 عدد

ادرک لہسن کا پیسٹ 2 چائے کے چمچ

مسٹرڈ پیسٹ 1 چائے کا چمچ

انڈے 4 عدد

پیپریکا پاؤڈر 1 چائے کا چمچ

کالی مرچ پاؤڈر 1 چائے کا چمچ

نمک حسب ذائقہ

سرکہ 4 کھانے کے چمچ

بریڈ کرمز 1 کپ

ترکیب:

دو انڈوں میں دو کھانے کے چمچ پانی ڈال کر مکس کر لیں چوپر میں چکن ادرک لہسن پیسٹ دو انڈے پیپریکا پاؤڈر سرکہ کالی مرچ اور نمک ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں پھر کسی باؤل میں ڈال کر اپنی پسند کے مطابق شیپ والے نگٹس بنا کر پانی میں پھینٹے ہوئے انڈے کے آمیزے میں ڈپ کریں پھر بریڈ کرمز میں رعل کر لیں پین می تیل گرم کر کے ہلکی آنچ پر گولڈن براؤن ہونے تک ڈیپ فرائی کر لیں یا پھر فریز کر لین مزید ار نگٹس تیار ہیں

رشین سلاد

اجزاء:

سیب ——————دو سے تین عدد درمیانے

اناس کے چھوٹے ٹکڑے ——ایک پیالی

آلو ——————دو سے تین عدد

گاجر ——————دو عدد درمیانی

مٹر کے دانے ——————ایک پیالی

نمک ——————حسب ذائقہ

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

سفید مرچ پسی ہوئی ———- ایک چائے کا چمچ

چینی ———- ایک کھانے کا چمچ

لیموں کا رس ———- دو کھانے کا چمچ

مایونیز ———- ایک پیالی

فریش کریم ———- آدھی پیالی

انڈوں کی زردی ———- دو عدد

نمک ———- ایک چوتھائی چائے کا چمچ

سفید مرچ پسی ہوئی ———- آدھا چائے کا چمچ

پسی ہوئی رائی ———- آدھا چائے کا چمچ

چینی ———- ایک چائے کا چمچ

سرکہ یا لیموں کا رس ———- دو کھانے کے چمچ

کوکنگ آئل ———- ایک پیالی

ترکیب:

مایونیز بنانے کے لیے صاف اور خشک پیالے میں نمک، سفید مرچ، چینی اور پسی ہوئی رائی کو انڈے کی زردیوں کے ساتھ ہلکا سا پھینٹ لیں اور مستقل پھینٹتے ہوئے تھوڑا تھوڑا کوکنگ آئل ڈالتے جائیں۔ آخر میں سرکہ ڈال کر اتنی دیر پھینٹیں کہ آمیزہ اچھی طرح گاڑھا ہو جائے، لیجئے جناب مایونیز تیار ہے کچھ دیر فریج رکھ دیں۔

اب تمام پھلوں اور سبزیوں کو ایک سائز کے چھوٹے چوکور ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

ایک لیٹر ابلتے ہوئے پانی میں سبزیوں کو علیحدہ علیحدہ تیز آنچ پر تین سے پانچ منٹ تک ابالیں اور گرم پانی سے نکال کر ان پر ٹھنڈا پانی بہادیں۔

کے بعد پھلوں اور سبزیوں کو ملا کر ان میں لیموں کا رس، نمک، سفید مرچ اور چینی شامل کریں اور فریش کریم کو پھینٹ کر مایونیز میں ملائیں اور مکس پھلوں اور سبزیوں پر انڈیل کر اچھی طرح ملالیں۔

آپ کے دستر خوان کی شان بنانے بڑھانے کے لئے خوش ذائقہ اور دل فریب رشین سلاد تیار ہے اب اسے فریج میں رکھ کر خوب اچھی طرح ٹھنڈا کر لیں اور پھر اہل خانہ کے سامنے پیش کریں۔

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

خطوط و آرا

ڈائجسٹ پر اپنے تبصرے ہمیں بذریعہ جی میل یا واٹس بھیج دیجیے

شکریہ

سلام عقیدت

عامر سہیل ملتان

ماہِ فروری کا "ماہنامہ اردو ورچوئل ڈائجسٹ" آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہی سارا کا سارا ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالا، تب تک نظر موبائل کی سکرین پر تسلسل سے جمی رہی جب تک کہ رسالہ لفظ بہ لفظ اچھی طرح سے پڑھا نہیں، سب سے زیادہ مزا نئے شعرا کی شاعری پڑھنے کا آیا، کیا کمال لکھ رہے ہیں سبھی، اور ادب و سخن سے ان کی الفت جھلک رہی ہے، فوزیہ کنول صاحبہ کی شاعری میں نئے رنگ اور نئی سوچ کی غمازی ملتی ہے اور دوسرے شعرا بھی نئی نئی جہتیں تلاش کرنے میں سرگرداں ہیں، اس کے بعد افسانہ جات پڑھ کر بہت مزا آیا جو سلسلہ دردِ دل فسوں کے عنوان سے ہے اور جس کی انچارج میم فوزیہ کنول صاحبہ ہیں، ماشاءاللہ کیا خوب صورت طریق سے اس سگمنٹ کو مرصع کرتی ہیں کہ چار چاند لگا دیتی ہیں، پھر فوزیہ کنول صاحبہ کا یہ بھی خاصہ ہے کہ نئے لکھنے والوں کو برابر کے مواقع فراہم کرتی ہیں اور یوں ان کی ادبی تشنگی دور کرتی ہیں، اس کے سوا انچارج صدائے سخن، انچارج بزمِ اسلام، انچارج صنفِ نازک الغرض تمام کے تمام انتظامیہ کی محنت اور جانفشانی کا منہ بولتا ثبوت ہے یہ رسالہ، یہ رسالہ ہر بار پڑھ کر یہ باور ہوتا ہے کہ کس طرح ایک خلوصِ نیت اور بے لوث طریقے سے یہ لوگ ادب کی خدمت کرنے میں محو ہیں، پرانے شعرا اور نئے ادیبوں سے بھی بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، یہ رسالہ ماہ بہ ماہ اوج کو پہنچ رہا ہے اور یہ اس امر کی عکاس ہے کہ یہ شمارہ بہت جلد اولین شماروں میں شامل ہو گا

محترم قارئین کے نام

ہم تہہ دل سے شکر گذار ہیں اپنے قارئین کے جو اتنی پسندیدگی سے ہمارے ہر شمارے کا اتنی بے چینی سے انتظار کرتے ہیں اور پڑھ کر اپنی قیمتی آراء سے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ خاص طور پر ہم جناب عزت مآب محترم عامر سہیل صاحب کے شکر گذار ہیں جنہوں نے اردو ورچوئل کو بغور پڑھا اور اپنا قیمتی وقت نکال کر تبصرہ بھی لکھا ہماری حوصلہ افزائی کی۔۔۔ اللہ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔۔۔ آمین

اردو ورچوئل ٹیم

UrduVirtualLibrary.blogspot.com